UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224978

UNIVERSAL
LIBRARY

دولت ہسپانیۂ عرب

حصۂ دوم

جس مین سلطنت بنی امیۂ اندلس کا وہ زمانہ جو عبدالرحمٰن بن معٰویہ کے عہد سے پانچوین
عرب فرمان روا سے اسپین محمد بن عبدالرحمٰن کے آخر عہد تک گزرا مفصل و مشرح مذکور ہے

مصنفہٗ
اسلام دوست ہسپانی نژاد مورخ ڈاکٹر جے۔ اے کانڈی

جسے
مولوی محمد صدیق حسن صاحب ایڈیٹر رسالہ مورخ نے
باصلاح و تصحیح
جناب مولٰنا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر انگریزی سے اردو مین ترجمہ کیا
اور
جنوری سنہ ۱۹۱۷ء سے جون سنہ مذکور تک رسالۂ مورخ مین مسلسل شائع ہو کے
پوری ہوئی
باہتمام خاکسار (حکیم) محمد سراج الحق پرنٹر و پبلشر
سنہ ۱۹۱۷ء مین
دلگداز پریس لکھنؤ مین چھپ کے شائع ہوئی

طبع اول ۷۰۰ جلد　　جملہ حقوق محفوظ ہین　　قیمت فی جلد عہ/

جز ۲

CHECKED

سخن سنج

یہ سہ ماہی رسالہ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء سے شائع ہونا شروع ہوا ہی جس کا حجم دو جز ہی مضامین نثر و نظم ہر دو قسم کے ہوتے ہین۔ اِس کے پہلے حصہ مین مولنا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر مدظلہ کا کوئی نیا مضمون ہوتا ہے جس کی تعریف کے لیے صرف مولنا صاحب موصوف کا نام کافی ہی۔ اور حصۂ نظم مین مشاہیر شعرا کی منتخب غزلین۔ قیمت سالانہ مع محصولڈاک۔ روسا سے اُن کی فیاضی کے مطابق اور عوام سے صرف ۶ر نمونے کے واسطے ۱۰/ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

منیجر رسالہ سخن سنج کٹرہ بزن بیگ خان۔ لکھنؤ

کارخانۂ روض الریاحین لکھنؤ کا اعلیٰ عطر

آپ ایک دفعہ آزما کے تو دیکھین

عطر کے لیے لکھنؤ مشہور ہی۔ مگر افسوس کہ جو عطر ہی وہ باہر والون کو نہین ملتا کیونکہ یہان مال کی روانگی نوکرون کے ہاتھ ہے اور اُن کے دخل و فصل کا خمیازہ اُن غریبون ہی کو اُٹھانا پڑتا ہے جو باہر سے منگوانے اور بے دیکھے خریدنے پر مجبور ہین اور بعض اشتہار دینے والون کی یہ حالت ہی کہ روپیہ کا مال دو کو اور کبھی چار کو بھیج دیتے ہین یہ عام خرابیان دیکھ کے ہم نے ذمہ لیا ہے کہ باہر کے جو صاحب طلب فرمائین اُن کے لیے معتبر اور مستند کارخانون کے عطر اعلیٰ درجے کے تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کر کے مال بخوبی جانچ کے اور بکفایت خرید کر کے روانہ کر دیا کرین جس کا بہت اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا گیا ہی۔ عطر کے شائق ایک بار امتحاناً منگوا کر دیکھ لین کہ ہمارے ذریعے سے انھین کیسا اچھا عطر اور کن دامون کو ملتا ہے۔

عطرون کی فہرست حسب ذیل ہے

عطر حنا فی تولہ صہ للعہ سے ۶/ عہ/	عطر مولسری فی تولہ ۶/ عہ/	عطر سنگترہ فی تولہ ۶/ عہ/	عطر مخلوط عنبری فی تولہ سے/
” مخلوط آصفی ” عہ/ صہ/ ۶/	” پانڑی ” ۶/ عہ/	” بیلہ ” سے ۶/ عہ/	” موتیا ” للعہ سے ۶/ عہ/
” مہک پری ” ۶/	” چنبیلی ” سے صہ سے ۶/ عہ/	” شہناز ” سے ۶/ عہ/	” برگ حنا ” سے ۶/
” کیوڑا ” للعہ ۶/ صہ/	” عروس ” ۶/	” اگر عرقی ” سے ۵/	” اگر کہنہ ” سے للعہ/
” خس ” ۶/ عہ/	” مینی ” عہ/	” جوہی ” ۶/ عہ/	” سہاگ ” ۶/ عہ/
” حنا ” سے ۶/ عہ/	” فتنہ ” سے ۶/ عہ/	” نافیر اصلی ” صہ/ سے/	” شمامۃ العنبر ” صہ/
روح پانڑی اصلی ” سہ ۶/	” گلاب ” عہ عہ صہ سے ۶/	روح خس اصلی ” صہ سے/	روح گلاب ” سہ سے ۵/

خوشبودار تیلون کی فہرست ملاحظہ ہو

روغن چنبیلی فی سیر سے للعہ ۶/	روغن بیلہ فی سیر للعہ ۶/	روغن کیوڑا فی سیر سے للعہ ۶/	روغن حنا فی سیر سے للعہ ۶/

اعلیٰ درجے کا خوشبودار عمدہ اور بامزہ تنباکو

زردہ تنباکو مشکی فی سیر سے سے عہ للعہ/	قوام تنباکو مشکی فی تولہ صہ/ ۸/ ۶/	گولیان تنباکو مشکی فی تولہ عہ/
” زعفرانی ” ۶/	” زعفرانی ” ۴/ ۲/	” نقرئی ” ۱۰/ ۸/ ۶/ ۴/

نوٹ۔ درخواست آتے ہی ویلو پی ایبل روانہ ہوگا۔ باروانہ و مصارف ڈاک وغیرہ ذمہ خریدار۔

آپ کا خادم حکیم محمد سراج الحق معجز لگداز کٹرہ بزن بیگ خان۔ لکھنؤ

فہرست ابواب دولت ہسپانیہ عرب حصہ دوم

باب	مضمون	صفحہ
پہلا باب	عبد الرحمن بن معاویہ کا اہل بادیہ مین مارا مارا پھرنا	۱
دوسرا باب	شیوخ شام و مصر جنھون نے اسپین مین توطن اختیار کر لیا تھا ان کی کونسل	۶
تیسرا باب	عبد الرحمن کی خدمت مین عربی نژاد شیوخ اسپین کی سفارت	۱۰
چوتھا باب	مضریون کے خلاف لڑائی کا فیصلہ	۱۳
پانچوان باب	اسپین مین عبد الرحمن کا داخلہ	۱۶
چھٹا باب	یوسف الفہری اور صمیل بن حاتم سے لڑائی	۱۹
ساتوان باب	قرطبہ کی فتح اور اہل قرطبہ کا اطاعت قبول کرنا	۲۳
آٹھوان باب	سلسلہ جنگ کا جاری رہنا اور یوسف الفہری سے معاہدہ	۲۵
نوان باب	بادشاہ عبد الرحمن کا شہر بدر مین آنا اور اس کے بیٹے ہشام کی ولادت	۲۶
دسوان باب	یوسف الفہری کی سرتابی اور اس کی موت	۳۴
گیارھوان باب	خراج ہوا اہل قسطلہ پر عائد کیا گیا اور بادشاہ عبد الرحمن کے لشکر کا شہر طلیطلہ مین داخلہ	۳۷
بارھوان باب	برقرہ بن نعمان اور قاسم بن یوسف کا ہنگامہ	۴۰
تیرھوان باب	صمیل بن حاتم القیسی کی گرفتاری اور موت	۴۳
چودھوان باب	مدینہ طلیطلہ مین ابن عذراء کی بغاوت	۴۴
پندرھوان باب	حکومت عبد الرحمن کی مخالفت مین والی قیروان کا آنا	۴۸
سولھوان باب	سدونیہ کے القائد کا ہنگامہ	۵۲
سترھوان باب	شاہ عبد الرحمن بن معاویہ کے مقابلے مین والی مکنسہ کا آنا	۵۵
اٹھارھوان باب	جلیقیہ کی مہم اور المکنیسی اور صقلبی سے لڑائی	۵۹
انیسوان باب	المکنیسی کا اشبیلیہ مین داخلہ اور اس کی موت	۶۵
بیسوان باب	سرقسطہ مین حسین العبدری کا ہنگامہ اور عبد الرحمن کے بیٹون کی تعلیم	۷۳
اکیسوان باب	یوسف کے بیٹے کا قرطبہ کے قید خانے سے بھاگ جانا	۷۸
بائیسوان باب	محمد ابو الاسود بن یوسف الفہری سے لڑائی، اُسکے ہنگامے اور اُسکی موت	۸۱
تیئیسوان باب	لوسیطانیہ اور جلیقیہ کی جانب شاہ عبد الرحمن کا سفر	۸۶
چوبیسوان باب	قرطبہ کی بڑی جامع مسجد کی تعمیر، ہشام کی بیعت اور عبد الرحمن کی وفات	۸۸
پچیسوان باب	بادشاہ ہشام کا عہد اور اپنے بھائیون سلیمان اور عبد اللہ کے ساتھ اس کی نزاعین	۹۳
چھبیسوان باب	بلنش کی لڑائی اور شاہزادون کی مغلوبی	۹۹
ستائیسوان باب	مشرقی اسپین کی بغاوت اور لڑائی	۱۰۵
اٹھائیسوان باب	بادشاہ ہشام کی عمارتین اور اس کے کام	۱۰۸
انتیسوان باب	شاہزادہ الحکم کی بیعت اور بادشاہ ہشام کی وفات	۱۱۳
تیسوان باب	بادشاہ الحکم بن ہشام اُسکے چچاؤن کی ہنگامہ آرائیان۔ اور مشرقی اسپین کے فتوحات	۱۱۷

باب	مضمون	صفحہ
اکتیسوان باب	الحکم کے تازہ فتوحات۔ سلیمان کی وفات اور عبداللہ سے معاہدہ	۱۲۳
بتیسوان باب	مشرقی اسپین مین اہل فرانس کی یورش	۱۲۶
تنتیسوان باب	عمرو کا شہر طلیطلہ مین انتقام لینا اور شہر مریدہ کی بغاوت	۱۳۱
چونتیسوان باب	اہل فرانس کے حملے۔ جلیقیہ کے فرنگیون سے صلح اور قرطبہ مین ایک سازش کا کھلنا	۱۳۶
پنتیسوان باب	سرحد کے عیسائیون سے لڑائی	۱۳۹
چھتیسوان باب	شاہزادہ عبدالرحمن کی بیعت اور حوالی قرطبہ مین لڑائی	۱۴۴
سینتیسوان باب	سرحد کا معرکہ۔ سمندر کی لڑائی اور الحکم کی وفات	۱۵۲
اڑتیسوان باب	عبدالرحمن بن الحکم کی سلطنت اور اس کے باپ کے چچا عبداللہ کی شورش	۱۵۷
انتالیسوان باب	بادشاہ عبدالرحمن بن الحکم کی مہم برشلونہ پر	۱۶۲
چالیسوان باب	سرحد کی مہمین اور بادشاہ کے بیٹون کی تعلیم	۱۶۴
اکتالیسوان باب	مختلف واقعات جو اس زمانے مین پیش آئے اور ایک فتنہ جو مریدہ کے لوگون مین واقع ہوا	۱۷۲
بیالیسوان باب	مدینہ طلیطلہ کے لوگون کی بغاوت اور اُن کا ہنگامہ	۱۷۷
تینتالیسوان باب	شہر مریدہ مین باغیون کا داخلہ	۱۸۱
چوالیسوان باب	سرحد کے معرکے اور وہ لڑائیان جو ساحل بارسلینہ پر سمندر مین ہوئین	۱۸۶
پینتالیسوان باب	اسپین کے ساحل پر نارمن لوگون کا پہونچنا	۱۸۸
چھیالیسوان باب	دوسرے مختلف واقعات جو اس کے بعد پیش آئے۔ بادشاہ عبدالرحمن کے کارنامے۔ اور اُس کی موت	۱۹۱
سینتالیسوان باب	محمد ابن عبدالرحمن کی حکومت	۱۹۳
اڑتالیسوان باب	سرحد جلیقیہ اور طلیطلہ مین جنگ	۱۹۶
انچاسوان باب	اسپین کے ساحل پر یاجوج و ماجوج کا دوبارہ آنا	۲۰۱
پچاسوان باب	جلیقیہ مین جنگ اور حفصون ابن جعفر ابن آریس کی بغاوت کی ابتدا	۲۰۴
اکاونوان باب	حفصون ابن آریس کی نمک حرامی	۲۰۸
باونوان باب	قسلعہ رہط الیہود پر شہزادہ المنذر کا قبضہ	۲۱۱
ترپنوان باب	جلیقیہ اور پہاڑون کے اس کی طرف کی مہمین	۲۱۴
چونوان باب	شہزادہ المنذر کا شہر سرقسطہ مین اور بادشاہ کا طلیطلہ مین داخلہ	۲۱۷
پچپنوان باب	جلیقیہ پر تازہ حملے اور مختلف مصائب اور تباہیان	۱۲۲
چھپنوان باب	فرانسیسیون کے وہ حملے جو انھون نے عمر ابن حفصون کے ساتھ اسپین پر کیے اور جنگ یبار	۱۲۶
ستاونوان باب	شہزادہ المنذر کی ولی عہدی کا اعلان اور بادشاہ محمد کا انتقال	۲۳۰

حصّۂ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

عبد الرحمن بن معاویہ کا اہل بادیہ مین مارا مارا پھرنا

سُبحان اللہ! وہی ہے جس کے ہاتھ مین دنیا کی ساری شہنشاہیان ہین سلطنتین اور دولتین قوت اور عظمت سب اُسی نے اپنی مرضی کے مطابق عطا کی ہین! اور طاقت حکومت اور سلطنت جس سے چھینی جاتی ہے اُسی کی مرضی کے موافق چھینی جاتی ہین۔ خداوند تعالی! فقط تیری شہنشاہی ابدی ولازوال ہے۔ اور اکیلا تو ہی سب کا مالک ہے۔

لوح محفوظ مین لکھا ہوا تھا کہ بنی امیہ کے فنا کرنے مین بنی عباس کی تمنائین

ع۵ اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارے مصنف نے جو السنۂ مشرقیہ مین قابلیت رکھتا تھا علامات تعریف و تنکیر کو اسمون کے ساتھ اُن مقامات پر نہین باقی رکھا جہان خود اُسکی زبان مین وہ علامات نہین استعمال کیے جاتے۔ اسی وجہ سے مختلف طور پر کہین قرانٌ لکھ دیتا ہے اور کہین القرانُ کہین عربٌ لکھتا ہے اور کہین العربُ اسی طرح کی اور بہت سی مثالین ہین جن کے اظہار کی ضرورت نہین۔ ان الفاظ کو ترجمہ کرنے والی اسی طرح رہنے دیتی ہے جیسا کہ قابل مصنف کو مناسب معلوم ہوا۔ اور کسی قسم کا تغیر نہین کرتی۔ (مترجمہ انگریزی)

اور اُن کا سارا جوش بیکار ثابت ہو۔ جس خاندان کو اُنھون نے خلافت سے محروم اور اسلامی شہنشاہی کی مسند اقبال سے نکال باہر کیا تھا اُس کی جڑ کھودنے اور اُسے بیخ و بنیاد سے اُکھاڑ کے پھینک دینے مین اگرچہ اُنھون نے کوئی کوشش اُٹھا نہین رکھی تھی مگر اُن کی آرزو کے خلاف اُس قدیم نامور گھرانے کی ایک میوہ بخش شاخ اُن کے ہاتھ سے بچ کے محفوظ رہ گئی جو مغرب کی سیر حاصل زمین مین لے جا کے لگائی گئی۔ اور وہان اُس نے از سر نو جڑ پکڑی اور سر سبز ہو کے خوب پھولی پھلی۔

معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان کا بیٹا عبد الرحمن ایک بست سالہ نوجوان تھا ۱۱۳ھ مین دمشق کے سامنے لشکرگاہ مین پیدا ہوا تھا۔ اور اُس کے قتل کا حکم جب خلیفہ سفاح نے جاری کیا ہے وہ دمشق مین موجود نہ تھا۔ اُن دنون وہ اپنے ابن عم سلیمان بن ہشام بن عبد الملک کے ساتھ حفاظت اور عزت و حرمت سے خلیفہ کے دربار مین رہتا تھا۔ جب اُسے اپنے صاحب خلافت ابن عم کے قتل ہونے کی اور ساتھ ہی اس امر کی خبر پہونچی کہ بنی امیہ کے دشمن خود اس کے سر کے بھی خواستگار ہین تو اُس نوعمر شاہزادے نے دل مین کہا کہ چاہے کیسے ہی ہوشیاری سے مین بھیس بدل کے رہون ارض شام مین دشمنون کی نظر سے نہ چھپ سکون گا۔ اس خیال سے اُس نے اپنے بعض نہایت وفادار دوستون سے چند گھوڑے اور کچھ بیش بہا جواہرات حاصل کیے اور آبا و اجداد کے قصر و ایوان۔ اور خاندانی شان و شوکت کو خیرباد کہہ کے وطن سے نکلا۔ اور سب سے الگ تھلگ اُن پوشیدہ راستون کو اختیار کیا جن سے بہت کم لوگ واقف تھے۔ کسی شہر مین داخل ہونے کی اُسے جرأت نہ ہوتی کیونکہ وہ کوئی گمنام اور غیر مشہور پناہ گزین نہ تھا۔ بلکہ اُن زبردست سریر آراؤن کا فرزند تھا جو گرد و پیش کے تمام ملکون کے مالک تھے۔

عبد الرحمن نے ۱۳۲ھ سے خانہ بدوشی اور اپنے سایے تک سے بھڑکنے کی زندگی شروع کی۔ بدویون اور چرواہون مین رہتا تھا۔ اگرچہ ناز و نعم کے جشنون اور شہرون کے عیش و عشرت کا عادی تھا مگر آسانی کے ساتھ اپنے آپ کو صحرائی بدویون کی دہقانی زندگی کی مصیبتون کا عادی بنا لیا۔ اُس نے ہر قسم کی سختیون کو اِس خوبی سے برداشت کیا کہ گویا بجز صحرائی زندگی کے وہ کسی اور زندگی سے آشنا ہی نہ تھا۔ ہر روز نئی فکرون اور نئی وحشتون سے سامنا ہوتا۔ شاذ و نادر ہی اُسے کبھی اطمینان اور چین سے سونا نصیب ہوتا۔ اور ہر صبح کو پو پھٹتے ہی عبد الرحمن پہلا شخص ہوتا جو خود ہی اُٹھ کے اپنے گھوڑے پر چار جامہ کس کے اسباب رکھتا۔

اس امید مین کہ بہ نسبت مصر کے افریقہ مین پناہ کی کوئی زیادہ محفوظ جگہ مل جائے گی اُس نے اپنے بدوی مہمان نوازون کو چھوڑا اور اُس سرزمین کی راہ لی۔ صوبہ برقا کا حاکم ابن حبیب وہ شخص تھا جس کا تقرر دولت اُموی کے عہد مین ہوا تھا۔ اور اس کی اقبال مندی عبد الرحمن کے گھرانے ہی کے خلفا کی بدولت تھی۔ اس خیال سے امید ہوئی کہ شاید اس شخص کی مدد سے مجھے کوئی پناہ کی جگہ مل جائے۔ مگر ابن حبیب زمانے کے رنگ کے ساتھ بدل کے اپنے اگلے مربیون کو بھول گیا تھا مدد دینا درکنار اُس نے اپنے علاقے کی تمام گزرگاہون پر جاسوس مقرر کر دیے اور اُنھین عبد الرحمن بن معٰویہ کا حلیہ بتا کے حکم دیا کہ ایک نوجوان شخص جس کا یہ حلیہ ہو اُسکا خیال رکھین۔ اور اُسے خاص توجہ سے گرفتار کرین۔ پھر جب اُس نے یہ سنا کہ اسی شکل و شمائل کا ایک شاہزادہ اُس کی قلمرو مین داخل ہوا ہی مگر نہین معلوم کہ کہان ہی تو اُس نے اپنے تمام سرداران فوج کو اس کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ اور سب کو یقین دلایا کہ خلیفۂ وقت کی اِس شاہزادے کی گرفتاری سے زیادہ کوئی اچھی خدمت نہین ہو سکتی۔

اس زمانے مین عبدالرحمن برقا مین گزر رہا تھا۔ جہان ہر مقام پر اُسے نیک دل اور فیاض لوگ پناہ اور مدد دینے کے لیے تیار نظر آتے۔ اُس کی عمر۔ اس کی خوش حالی اُس کا خاص شان کا رعب وداب دانا چہرہ جسے وہ چھپا نہ سکتا۔ اور اس کے ساتھ اُس کی وسیع الاخلاقی جو اسکی آنکھون سے نمایان تھی یہ سب ایسی چیزین تھین کہ جس کسی سے ملتا اُس کے دل پر قبضہ کر لیتین جس کا ساتھ ہوتا اُس کی خدمت گزاری کو وہ فوراً تیار ہو جاتا۔ ایک رات کو بدویون کے ایک پڑاؤ مین جہان عبدالرحمن پناہ گزین تھا ناگہان ابن حبیب کے سوارون کا ایک گروہ داخل ہوا اور بدویون سے پوچھنا شروع کیا کہ تم لوگون نے ایک نوجوان کو تو نہین دیکھا ہے جس کا یہ حلیہ ہے اور اُس حلیے کو اُنھون نے اس تفصیل سے بیان کیا کہ ابناے بادیہ نے دل مین کہا معلوم ہوتا ہے یہ لوگ ہمارے مہمان جعفر المنصور کو ڈھونڈھ رہے ہین۔ عبدالرحمن نے یہان اپنا یہی نام ظاہر کیا تھا۔ ساتھ ہی بدویون نے خیال کیا کہ یہ لوگ کسی اچھے سلوک کے لیے اس نوجوان مہمان کو نہین ڈھونڈھتے ہین۔ لہٰذا ان سوارون سے کہا "ہان ہم نے اُسے دیکھا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے تک وہ ہمارے خیمون مین تھا مگر ابھی ابھی چند نوجوانون کے ساتھ ایک شیر ببر کے شکار کو چلا گیا۔ غالباً فلان وادی مین ہوگا۔ اور کل رات سے پہلے ہمارے یہان واپس آجائے گا" یہ سراغ پاتے ہی ابن حبیب کے لوگ تو اُدھر روانہ ہوئے اور شریف النفس بدویون نے جن کے دل مین اپنے مہمان کی نسبت نہایت تردد پیدا ہو گیا تھا اُسے اِس جستجو کی خبر دی۔ اور یہ اندیشہ بھی ظاہر کر دیا کہ شاید وہ لوگ آپ ہی کی تلاش مین ہون۔ عبدالرحمن یہ سُن کے آنکھون مین آنسو بھر لایا۔ بے انتہا احسانمندی ظاہر کی اور اقرار کیا کہ تم نے میری بہت بڑی مدد کی۔ پھر اس پڑاؤ کے چھ نہایت ہی بامرد نوجوانون کو ساتھ لے کے خیمون کو چھوڑا اور رات کے اندھیرے مین کسی ایسے امن کی تلاش مین چلا جو ریگستان مین کہین دُور پر ہو۔ اور ابن حبیب کی

دغابازی کی دست رس سے باہر ہو۔ ان جری و شجاع بدویون نے کف دست بیابان طے کیے۔ ریگ تودون مین خاک چھانی۔ چارون طرف سے شیر ببر کی مہیب گرج سنتے مگر برابر قدم اٹھائے چلے جاتے۔ آخر سخت جفاکشی کے سفر کے بعد شہر تاہرت؎ مین پہونچے یہان انھون نے اپنے اس عزیز مہمان کے لیے جس کے متعلق خطرے اور اندیشے تھے ایک امن و امان کی جگہ پائی اس لیے کہ اس شہر مین وہ شخص بڑی فیاضانہ ہمدردی کے ساتھ ہاتھون ہاتھ لیا گیا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ قبیلہ زناتہ کے ایک شریف شیخ نے جو اپنے قبیلے مین نہایت ممتاز تھا اُس پناہ گزین کو اپنا گھر دے دیا اور وہان کے ہر باشندے نے خلوص دل سے اُس کا استقبال کیا اور جہان تک بنا اُس کی دستگیری کی اور جب بنی زناتہ کی اعلیٰ شرافت و فیاضی کا تجربہ ہوگیا تو عبدالرحمن نے بھی اپنے نام و نشان اور اپنی مصیبتون کو اُن لوگون سے مخفی بھی نہین رکھا۔

اُس کی مان بھی اسی قبیلے کی تھی جس کا نام راحہ تھا اس طریقے سے عبدالرحمن کا رتبہ اور شرف ظاہر ہوگیا تو تمام شیوخ زناتہ نے آکے اظہار وفاداری کیا اور ایسی خاطر و مدارات کی کہ عبدالرحمن بن معاویہ کے شریفانہ اخلاق و خصائل اور زیادہ نمایان ہوگئے اتفاقاً انھین دنون اسپین مین باہمی جنگ و جدال کا بازار گرم تھا۔ مشرقی حصہ ملک کے مسلمان عبدریون کے طرفدار تھے۔ جن کا سردار عامر بن عمرو القریشی تھا۔ اور اس کے مقابل صوبہ اندلوسیہ والون اور علاقہ طلیطلہ کے لوگون نے امیر یوسف الفہری کا ساتھ دیا۔ دونون خونخوار لشکر بارہا دریائے ٹیگس کے سرچشمہ کے پاس وحشت ناک پہاڑون مین لڑے۔ اور لڑائی کا نتیجہ کبھی ان کے موافق ہوا اور کبھی

؎ تاہرت علاقہ موریٹانیہ (مراکو) مین میڈیہ الغرب کا خاص مقام تھا۔ شہر ترلیقین سے جسے ہم ترمقین کہتے ہین چار دن کی مسافت پر تھا۔ اور اُن دنون یہ کوئی شہر نہ تھا اگرچہ بعد کے زمانے مین مختلف علاقون کی وہان جمع ہوجانے کی وجہ سے ایک شہر بن گیا۔ (کانڈی)

اُن کے موافق عبدریون کا ان پہاڑون کے دشوار گزار ہونے مین نفع تھا۔ اس لیے کہ اُن کے ساتھ سوار کم تھے بخلاف اس کے یوسف الفہری کی اصلی قوت سوارون سے تھی اور انھین ان پہاڑون مین گزرنا سخت دشوار ہوتا۔ سنہ ۱۳۶ھ اور اُس کے بعد والے سال مین چند روز تک عبدری سردار عامر بن عمرو کے بیٹے سپہ سالار داہب نے کوہسار کی لڑائیون مین متعدد حملے کر کے ناموری حاصل کی۔ جوش رقابت دونون لشکرون مین یکسان تھا۔ اور اُن کی دست برد سے ہر صوبے مین بدنظمی ہو رہی تھی۔ شہر جلا دیے گئے۔ لہلہاتے ہوئے کھیت پامال کر ڈالے گئے۔ اور تمام میوہ جات کے درخت غارت ہو گئے۔ دراصل لوگون پر نہ کوئی حکومت تھی اور نہ کوئی انصاف کرتا تھا۔ اُن کے مکانون کی یہ حالت تھی کہ جن لوگون کو اُن کی چھت کے نیچے امن پانے کی امید تھی وہ اُس امن سے محروم تھے۔ مصیبت زدہ باشندے ان دونون حریفون کے حملون سے مغلوب و مقہور اور خود سری کی لوٹ کھسوٹ سے پامال ہو کے اور عاجز آ کے کسی نہ کسی حریف کا ساتھ دینے پر مجبور ہو گئے تھے۔ حالانکہ دل سے وہ دونون کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

دوسرا باب

شیوخ شام و مصر جنھون نے اسپین مین توطن اختیار کر لیا تھا اُنکی کونسل

اس فتنہ و فساد کے زمانے مین چند اچھے بقیۃ السیف مسلمانون نے جو ۱۱۳ھ مین کلثوم بن عیاض المعانق کے ساتھ وارد اسپین ہوئے تھے اس حالت کو افسوس کے ساتھ دیکھا۔ اور اس نہ ختم ہونے والے جدال و قتال اور ان مسلسل خونریزیون سے گھبرا کے جن کی وجہ سے ساری سرزمین مین فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی تھی اور اس کی حدت برابر بڑھتی چلی جاتی تھی ارادہ کیا کہ

قرطبہ مین ایک کانفرنس کرین جس مین اپنے تمام ذاتی اغراض کو چھوڑ کے اور انجام کے تمام خطرون سے قطع نظر کر کے اس بات کا اندازہ کرین کہ اِس مصیبت کا کوئی علاج بھی ہو سکتا ہے یا نہین۔ اِن شریف مسلمانون کی تعداد اسی آدمیون کی تھی اُن مین سب تجربہ کار اور ذی عقل و خرد اشخاص تھے۔ اور منجملہ اُن کے یہ نامور لوگ بھی تھے حُسام بن مالک دمشقی۔ حسین بن ضجعم العقیلی۔ حیوۃ بن الملامس الحضرمی متوطن حمص۔ تمامہ بن علقمہ ابو غالب اور وہب بن الاصفر یہ سب لوگ اُن اہل شام کے سرغنا و سردار تھے جو اسپین مین آ کے مقیم ہو گئے تھے۔ اِن لوگون نے بلا لحاظ اس کے کہ جو دونون فریق لڑ رہے تھے اُن سے اظہار نفرت و عداوت کرین محض اس خیال سے کہ انجام پر نظر ڈال کے کوئی ایسی صورت تجویز کرین جو حسب حالت و ضرورت زمانہ ہو باہم مشورہ کیا۔ اور فقط اِس بات کا خیال رکھا کہ اسپین مین ایک آزاد و عدالت گستر سلطنت قائم ہو۔ تاکہ لوگون مین امن و امان ہو سب لوگ اُسے خاموشی سے قبول کر لین۔ وہ نیکی۔ استقلال۔ اور انصاف سے حکومت کرے۔ قانون کا لحاظ کیا جائے۔ مجرمون کو سزا دی جائے۔ اچھے لوگون کو انعام ملے۔ اور یکے بعد دیگرے پُر امن مستقل اور باقاعدہ سلطنتون کا سلسلہ جاری ہو جائے

حیوۃ حمصی نے اپنی تقریر سے کارروائی شروع کی اور یہ کہا ”آپ سب صاحب جانتے ہین کہ فی الحال سارا ملک شام اور جملہ بلاد مشرق بغاوتون اور بدنظمیون سے کیسی تزلزل کی حالت مین ہے اس لیے کہ بنی عباس نے اُس سلطنت کو چھین لیا جو مدت دراز سے خاندان بنی امیہ کے قبضے مین چلی آتی تھی۔“ یہ کہہ کے حیوۃ نے اپنے سامعین کو یاد دلایا کہ ”مشرقی صوبجات خوارزم و ماورا النہر سے لے کے مصر اور افریقہ کے مغربی حدود تک تمام والی کیسے مظالم کر رہے ہین۔ اور ان کے ظلم سے ساری اسلامی شہنشاہی مین ایک مستقل شورش پیدا ہو گئی ہے۔“ پھر اس نے کہا ”تجربے نے

ہمین بخوبی بتادیا ہی کہ جب حاکم اپنے محکومون سے اتنی مسافت پر ہون جیسی کہ ملک مشرق اور ارض اسپین کے درمیان ہی تو کسی اچھی سلطنت کا قائم ہونا نہایت دشوار رہتا ہی۔ عدالت کے اصلی سرچشمے سے ہم اس قدر فاصلے پر ہین اور اتنی دور ہٹے ہوئے ہین کہ اس کی برکتون سے ہم بالکل فائدہ نہین اُٹھا سکتے"۔ پھر آخر مین اُس نے کہا "آج اگر ابوبکرؓ یا عمرؓ کا سا عادل و نیک نفس خلیفہ بھی مشرق کے تخت پر بیٹھا ہو تو بھی ہمین اکثر موقعون پر اس بات کا تجربہ ہوتا رہے کہ جس بھلائی کو وہ ہم تک پہونچانا چاہتے ہین وہ ہم تک بڑی سست رفتار سے آتی اور بڑی دیر مین پہونچتی ہی۔ اور پھر اس کے ساتھ یہ آفت ہی کہ مختلف قسم کی بڑی بڑی خرابیان جو اس بُعد کی وجہ سے ہمارے یہان پیدا ہوتی ہین اُن کو استقلال ہوجاتا ہی اور ہر وقت سر پر کھڑی رہتی ہین۔ ہمین جس اعانت کی ضرورت پیش آتی ہی اُس کا اُس وقت حاصل ہوجانا جب کہ ہمین اُس کی نہایت ہی شدید ضرورت ہی سخت دشوار رہتا ہی اس لیے آؤ ہم آپ اپنا بندوبست کرین۔ سخت ضرورت ہی کہ ہم امن و امان قائم ہونے کا بھی انتظار نہ کرین جس کے مفقود ہونے سے سارے ملک مین ہاے ہاے پڑی ہوئی ہی اور تباہ ہو رہا ہی۔ جو مختلف گروہ باہم مصروف جدال ہین اُن مین سے کوئی ایک کامیاب بھی ہوا تو ممکن ہی کہ وہی امن کو نہ قائم ہونے دے"۔

اس کے جواب مین تمامہ ابن علقمہ نے کہا "یہ خیالات جو آپ حضرات نے سنے آپ ہی کے خیالات سابق کی صداے بازگشت ہین۔ اور سب لوگ ان کو حق جانتے ہین۔ اس کے بعد اور بہت سے لوگون نے بھی یہی خیال ظاہر کیا کہ اگر اسپین کو ایشیا و افریقہ سے علٰحدہ کر کے اس مین پورا اتحاد پیدا کر دیا جائے اور ایک اچھا فرمان روا حکومت کرے تو یہ سرزمین ساری دنیا کے ملکون سے

زیادہ خوش نصیب ثابت ہوگی۔ لوگون نے پوچھا "مگر ایسا فرمانروا جس کی اس قدر شدید ضرورت ہی کہان ملے گا؟" اِس کا کسی نے کچھ جواب نہین دیا اور سب خاموشی سے گردن جھکا کے سوچنے لگے اتنے مین وَاہب بن زہیر نے اُٹھ کے کہا "کیا یہ نہایت ہی مناسب نہ ہوگا کہ مین آپ کے غور کے لیے ایک ایسے نوجوان کو پیش کرون جو پُرانے خلفاے بنی امیہ کے خاندان سے ہی اور خاص اس قبیلے کی یادگار ہی جس مین ہمارے رسول محمد (صلعم) تھے یہ نوجوان فی الحال افریقہ مین ہی اور قبائل بربر مین سرگردان پھرتا ہی۔ اگرچہ مظلوم ہی اور پناہ ڈھونڈھ رہا ہی مگر تمام خیراندیش لوگ اُسکی عزت و اعانت کرتے ہین اس لیے کہ اس کے اخلاق اور اُس کی شریف النفسی کا لوگون پر ایسا ہی اثر پڑتا ہی۔ میری مراد معویہ کے بیٹے عبدالرحمن سے ہی جس کا باپ خلیفہ ہشام بن عبدالملک کا بیٹا تھا۔

تمام حاضرین نے اِن الفاظ کو سنجیدگی کے ساتھ سُنا اور بالاتفاق اس کی تائید کی تمامہ بن علقمہ اور وَاہب بن زہیر اسی صحبت مین اِس خدمت پر مامور ہوے کہ افریقہ مین جائین۔ اور اُن تمام شیوخ اسپین کی جانب سے جنھون نے فلاح عام کے لیے جمع ہوکے باہم مشورہ کیا عبدالرحمن مذکور سے درخواست کرین کہ ہمارے ساتھ اسپین مین چلیے۔ تاکہ ہم آپ کو اس سرزمین کا امیر اور حاکم قرار دین۔ جو ایلچی اس خدمت کے لیے منتخب ہوے تھے اُن کو یہ بھی ہدایت کی گئی کہ اُس نوعمر شاہزادہ کو بخوبی یقین دلائین کہ وہ تمام لوگ جو اس کانفرنس مین جمع ہوے آخر تک آپ کے وفادار دوست رہین گے اور ہمیشہ آپ کی اطاعت کرین گے۔ یہ بھی ان سے کہہ دیا گیا کہ عبدالرحمن کو بتا دینا کہ ہم لوگ آپ سے یہ چاہتے ہین کہ خلفاے مشرق اور اُن کے نائبون یا والیون سے عام ازین کہ وہ مصر کے ہون یا افریقہ کے بالکل آزاد ہوکر آپ پوری آزادی سے ہم پر حکومت کرین۔ اور انھین یہ کہنے کا بھی حکم دیا گیا کہ اسپین کے

تمام نیک مسلمان آپ کی آزاد سلطنت کی بقا کے لیے اور اُس سلطنت کے استقلال کے واسطے جو آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہی اپنی جانین دینے کو تیار ہین۔

تیسرا باب

عبدالرحمن کی خدمت مین عربی نژاد شیوخ اسپین کی سفارت

جو شریف مسلمان اِس سفارت پر مامور ہوے تھے انھون نے نہایت مخفی طریقے سے افریقہ کی راہ لی۔ اور بظاہر اپنے سفر کے ایسے اسباب مشہور کیے کہ یوسف الفہری کو کسی قسم کا اندیشہ نہ نظر آیا۔ تاہرت مین پہونچے تو قبیلہ زناتہ کے شیوخ نے اُن کو ہاتھون ہاتھ لیا۔ اور جب وہ عبدالرحمن بن معٰویہ سے ملائے گئے تو اُنھون نے اپنے آنے کا سبب ظاہر کیا۔ اور ثمامہ بن علقمہ نے اُس کے روبرو یہ تقریر کی "مسلمانان اسپین اور اُن کی جانب سے ان قبائل کے خاص خاص شیوخ نے جو عرب۔ شام۔ اور مصر سے تعلق رکھتے ہین ہمین آپ کی خدمت مین اس لیے بھیجا ہی کہ آپ کو اپنا بادشاہ بنائین اتنا ہی نہین کہ ہم آپکو اپنی پناہ مین لین۔ کیونکہ یہ چیز تو آپ کو اِن شرفاے زناتہ کی حمایت مین بھی حاصل ہی نہین ہم آپ کو اسپین کی شہنشاہی و جہان پناہی دینا چاہتے ہین۔ اور آپ کی خواہش سے نہین بلکہ ہمارے ہم وطن خود اپنے شوق اور اپنی مرضی سے آپ کو اپنا فرمان روا منتخب کرتے ہین۔

اگرچہ آپ نے بہت سے دلون کو اپنا گرویدہ کر لیا ہی۔ مگر ہماری وفادارانہ اطاعت کیشی آپ کے عزم و استقلال کو اس قدر مضبوط کر دے گی کہ اُن کی استواری پہاڑون کی سی ہوگی۔ اس مین آپ کو خطرون اور بڑی بڑی مزاحمتون کا بے شک سامنا کرنا پڑے گا مگر آپ اکیلے نہ ہونگے۔ آپ اپنے پہلو مین مستقل مزاج فاتحین مغرب اور ایسے ایسے سپہ سالارون کو پائین گے جو عرصہ جنگ آزمودہ کار بہادر ہین

ہم وعدہ کرتے ہین کہ جو لوگ آپ کو چاہتے اور اُس ملک مین فرمان فرمائی کے لیے آپ کو بلاتے ہین وہ آپ کے آبا و اجداد کے وابستہ دامن تھے اور مرتے دم تک وفاداری کرین گے۔ اور ضرورت پیش آئی تو آپ کو تخت نشین کرنے اور آپ کی سلطنت کے باقی رکھنے کے لیے وہ دشمنون سے مقابلہ کرین گے۔" یہ سُن کے عبدالرحمن کچھ دیر تو چپ رہا گویا منتظر تھا کہ تمامہ ابھی اور کچھ کہے گا۔ مگر جب دیکھا کہ اب سب میرے جواب کا انتظار کر رہے ہین تو یہ تقریر کی:-

نامور سردارو! اور مسلمانانِ اسپین کے سفیرو! تمھاری خواہش کے مطابق اور اِس امید مین کہ تم کو مجھ سے فائدہ پہونچے۔ مین تمھارے ساتھ چلون گا۔ تمھارے حقوق کے واسطے لڑنے کو تیار رہون گا۔ اور اگر خدا نے میری مدد کی اور جو ذمے داریان تم مجھ پر عاید کرتے ہو اُن کی حفاظت کر سکا۔ تو تم مجھے ایک سچا بھائی۔ اور رنج و راحت مین یکسان طور پر اپنا شریک حال پاؤ گے۔ محنت و مصیبت سے میرا حوصلہ نہین پست ہوتا۔ اور لڑائی اور موت کے دھڑکے مجھے دہشت زدہ نہین کرتے۔ کیونکہ گو میری عمر ابھی تھوڑی ہی ہے مگر ناسازگاری بخت نے موت کی مختلف صورتون سے آشنا کر دیا ہے۔ اور میرے دل مین جما دی ہے کہ اپنی زندگی کو ہمیشہ غیر محفوظ و غیر مطمئن حالت مین خیال کرون۔ اس لیے اگر تم مجھے یقین دلاتے ہو کہ اسپین کے معزز مسلمانون کی یہی خواہش ہے تو مین بھی بخوشی راضی ہون اور اگر خدا کی مشیت مین ہے تو مین اُن کا سردار اور حامی ثابت ہون گا۔"

یہ جواب پا کے اسپین کے سفیر بالکل مطمئن ہو گئے۔ اور اُس اُموی شاہزادے سے کہا "جو کارروائی ہم نے شروع کی ہے اُس کی کامیابی ایک حد تک اس بات پر منحصر ہے کہ یہ معاملہ ابھی بالکل راز مین رکھا جائے۔" مگر عبدالرحمن نے کہا "یہ نہ ہوگا میرا یہ فرض ہے اِس معاملے کو شیوخِ زناتہ سے صاف صاف کہہ دون۔ اس لیے کہ

وہ میرے مربی ہین۔ اور بغیر اُن کو اطلاع کیے مین یہان سے نہین روانہ ہو سکتا۔" اس کے ساتھ اُس نے یہ اطمینان بھی دلایا کہ اُن سے بیان کرنے مین کوئی مضائقہ بھی نہین ہے۔" سفیرون نے کہا تو اِس کا فیصلہ ہم آپ ہی کی دانائی و مصلحت پر چھوڑتے ہین۔" یون اُنھین راضی کر کے عبدالرحمن بن معاویہ نے شیوخ زناتہ کو بلایا۔ اور اُن سے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ سرداران اسپین کس غرض سے آئے ہین۔ اور کس بات کی درخواست کرتے ہین۔

یہ سُن کے وہ شیخ زناتہ جو اپنے قبیلے مین سب سے زیادہ معزز تھا اور جس سے عبدالرحمن کو خاص تعلق تھا نہایت ہی مسرت کے ساتھ بولا "میرے فرزند خدا نے اِس کام کے لیے تجھے بلایا ہے۔ تو بہادری کے ساتھ بغیر کسی قسم کی پس و پیش کے اُسے قبول کر۔ اور یقین جان کہ جس قدر لشکر ہم سے بن پڑے گا اُس کے روانہ کرنے مین کوتاہی نہ کرین گے۔ کیونکہ اپنے گھر اور خاندان کی عزت کو کوئی شخص بغیر نیزے اور سوارون کی قوت کے نہین قایم رکھ سکتا۔"

اس کے بعد جتنے شیوخ زناتہ اِس وقت موجود تھے سب نے عبدالرحمن کو مبارکباد دی اور یقین دلایا کہ ہم تمھاری مدد کے لیے ہر وقت تیار ہین۔ چنانچہ شیوخ زناتہ نے اُسے پانسو سوار دیے۔ مقناسہ کے شیوخ نے دو سو نبرد آزما دیے اور تاہرت کے شیخ نے اپنے گروہ مین سے پچاس سوار اور سو نیزے باز اُسکے ہمراہ کیے۔

چند روز ضروری تیاریون مین صرف ہوئے۔ اور اس کے بعد عبدالرحمن اُن سفیرون کے ساتھ چل کھڑا ہوا۔ چلتے وقت معزز شیخ زناتہ نے آبدیدہ ہو کے عبدالرحمن کو دعاے خیر دی۔ اِن قبائل کے تمام نوجوان اُسکے ساتھ جانے کو تیار تھے۔ اور سب کو آرزو تھی کہ آخر تک اُسکے مدد معاون رہین اور عبدالرحمن چونکہ شیخ زناتہ کے گھر مین عزیزون اور فرزندون کی طرح رہا تھا اس لیے

اس گھر سے اُس کا رخصت ہونا بغیر افسوس اور اشکباری کے نہ تھا۔ جیسا کہ پرانے دوستون سے چھوٹتے وقت ہوا کرتا ہے خصوصاً اس لیے کہ اس نوعمر پناہ گزین کے ستودہ صفات نے اُسے سارے قبیلے مین ہردلعزیز اور ہر شخص کو اس کا گرویدہ بنا دیا تھا۔

چوتھا باب

عبدریون کے خلاف لڑائی کا فیصلہ

اسی زمانے مین امیر یوسف الفہری نے عامر بن عمرو کے بیٹے کو شکست دی تھی اور سرقسطہ تک اُس کا تعاقب کرتا چلا گیا تھا۔ اور سرقسطہ مین اُس کا اور اُس کے باپ عبدری کا نہایت ہی سختی سے محاصرہ کر لیا تھا۔ یوسف نے غیر معمولی زور و شور دکھا کے شہر پر دباؤ ڈالا اور گو کہ عبدری نے محاصرہ کرنے والون پر متواتر حملے کیے مگر اُن سے بہت ہی کم فائدہ حاصل کر سکا۔ دونون سردارون کی فوج اور پھر اُس کے ساتھ بہت سے اہل شہر چند ہی روز مین رسد کا خاتمہ ہو گیا۔ اُدھر محاصرہ کرنے والون نے روز بروز زیادہ مستعدی سے اس بات کی روک کی کہ کسی قسم کی رسد شہر کے پھاٹکون مین نہ داخل ہو سکے۔ ان وجوہ سے عبدریون کے حملے روز بروز اُنھین زیادہ مضطر و بدحواس کرتے جاتے تھے۔ اور عامر بن عمرو عبدری کے بعض طرفدار جس تنگی مین مبتلا تھے اُس سے عاجز آ کے پوشیدہ ہی پوشیدہ یوسف الفہری سے صلح کے معاہدے کرنے لگے۔ اِن معاہدون کا انجام یہ ہوا کہ چند ہی روز کے اندر یعنے ماہ ذیحجہ ۱۳۷ھ کے آخر مین سرقسطہ پر یوسف الفہری کا قبضہ ہو گیا اور عامر بن عمرو بھی اُس کے ہاتھ مین گرفتار ہوا۔ یوسف الفہری نے عامر بن عمرو العبدری اور اس کے بیٹے وہب بن عمرو اور اُس کے نائب و مشیر الحباب الزہری کو زنجیرون سے

جکڑ کے رکھا اور شہر کے انتظامات مین مصروف ہوا۔ اپنی حکومت کا کافی تدارک کیا۔ اور اس سے فراغت ہوتے ہی تینون اسیرون کو ساتھ لے کے طلیطلہ کی راہ لی۔ قیدی زنجیرون مین جکڑے ہوئے تھے اور اونٹون کی پیٹھ پر خوب کس کے باندھ دیے جاتے تھے۔

علاقے طلیطلہ مین داخل ہو کے یوسف الفہری نے اپنی فوج کو جو اسی صوبے سے جمع کی گئی تھی آزاد کر دیا اور خود اس طرح شہر کی طرف چلا کہ فقط معزز سرداران فوج بھی ساتھ تھے۔ چند روز یہان رہ کے قرطبہ کی راہ لی۔ اس سفر مین وہ ایک دن اپنے ہمراہیون کے ساتھ ایک وادی کوہ مین تھا جو وادی آرلہ کہلاتی تھی اور طلیطلہ سے تقریباً پچاس میل کی مسافت پر تھی۔ ہمراہی دوپہر کے کھانے کی تیاریان کر رہے تھے۔ قیدیون نے بھی سخت پہرون مین کھانا کھایا تھا کہ ناگہان اُس کا دوست صمیل بن حاتم نہایت جلد قدم بڑھاتا اور بہت ہی تھکا ہوا اُس کے خیمے مین آیا۔ اُس کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ بہت دور سے اور بڑی تیزی کے ساتھ گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا ہے۔ اُس نے آتے ہی امیر یوسف کے ہاتھ مین ایک خط دیا اور کہا اِسے پڑھیے گا تو آپ سمجھ جائین گے کہ میرا اسوقت آنا کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ یہ خط ایک ایسے شخص نے بھیجا ہے جس پر مجھے پورا بھروسہ ہے۔" یوسف نے اُس خط کو پڑھا اور خاموش تھا کہ صمیل نے یہ الفاظ کہے "حضرت آپ کی شہنشاہی ختم ہوا چاہتی ہے۔ کیونکہ جو شخص آپ کی شوکت کو مٹائے گا اور آپ کی حکومت کو غارت کرے گا وہ چل چکا اور راستے مین ہے معلوم ہوتا ہے خدا نے ہماری قسمت مین ویسی ہی موت لکھی ہے جیسی سلیمان بن شہاب کو بہت سے شریف مسلمانون کے ساتھ نصیب ہوئی تھی۔ آپ عبدریون یعنی عامر اور اس کے بیٹے کا خاتمہ کیون نہین کر دیتے؟ اور اُن دغا باز شیوخ کو کیون نہین سزا دیتے جنھون نے حکومت کرنے کے لیے بجاے آپ کے ایک نئے شخص کو ڈھونڈھ نکالا ہے اور جس کا داخلہ عنقریب عالم آشکارا ہو جائے گا۔ ان سب لوگون کو یک قلم قتل کیجیے مع اُن کے

جو ہین تو ہمارے گروہ مین مگر اُن کی حالت خوب روشن ہی۔

یوسف اور اسماعیل اِس خط کے مضامین پر بحث ہی کر رہے تھے کہ قرطبہ کا ایک قاصد آ پہونچا۔ یہ بھی نہایت دوڑا دوڑ آیا تھا اور ایسی خبر لایا جس نے یوسف کے لوگون کو زیادہ متردد کر کے گھبرا دیا۔ اسے عبد الرحمن بن یوسف نے بھیجا تھا جس کا خط اُس نے امیر یوسف کے سامنے پیش کر دیا۔ اُس خط کو پڑھا تو یہ لکھا تھا کہ خلیفہ ہاشم بن عبد الملک کی اولاد مین سے ایک قریشی نژاد نوعمر شاہزادہ جس کا نام عبد الرحمن بن معاویہ ہی اسپین مین آنے کے لیے سمندر سے اُتر رہا ہی۔ اور جو یقینی خبرین ملی ہین اُن سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ شہر اُلویرہ کے قریب ساحل پر اُترے گا اُسے بنی امیہ کی ایک بڑی زبردست جماعت نے اِس سرزمین مین بلایا ہی جس مین عربی۔ شامی اور مصری قبائل عرب کے معزز شیوخ شریک ہین۔ اور اِن بربر کی فوج سے اُن کو زیادہ قوت مل گئی ہی“

اِس خط کو پڑھ کے یوسف چند لمحون تک پریشان رہا۔ پھر غصے سے کانپتا ہوا اُٹھا اور ایک کچلے ہوے سانپ کی طرح اینٹھنے اور بربرانے لگا۔ اور جوش غضب مین وہ کر گزرا جو اُس کے اختیار مین تھا یعنی حکم دیا کہ تینون قیدیون عامر بن عمرو اُس کے بیٹے وہب اور اُس کے نائب زہری کے سر کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے جائین۔ چنانچہ اُسی وقت اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ لیکن بہتر ہوتا کہ یہ موت خود یوسف کے نصیب مین لکھی ہوتی اور خود اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہوتا۔ کیونکہ اب اِس گھڑی سے اقبال نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اور اس کے علم کو چھوڑ کے وہ اُس کے اقبالمند دشمن کے جھنڈے سے وابستہ ہو گیا تھا جو خوشی کے ساتھ سمندر سے اتر رہا تھا۔ یہ عامر العبدری کے قتل کا واقعہ سنہ ۱۳۹ھ کے آغاز مین ہوا۔

دوسرے دن ایک سوار امیر یوسف کے پاس قرطبہ سے اُس کی مان کا خط لایا۔ مان نے اُسے اطلاع دی تھی کہ میرے ایک نہایت ہی وفادار خادم ابو عثمان نے

مجھے قریۂ طوارث سے اطلاع دی ہو کہ جہان وہ رہتا ہو وہان خلیفہ ہشام کی اولاد مین سے ایک شاہزادہ جس کا نام عبدالرحمن بن معاویہ ہو سمندر سے اس پار آرہا ہو اور اس حصہ ساحل پر جو صدود و آلویرہ مین ہو اور بحر دمشق کہلاتا ہو اُترنے والا ہو۔ ابوعثمان یہ بھی بتاتا ہو کہ اِن علاقون کے لوگون مین ایک بڑی بھاری تحریک پیدا ہوگئی ہے۔ لوگون کے دلون مین طرح طرح کی امیدین ہین۔ اور سب تسلیم کرتے ہین کہ دولت مغرب کا جائز حاکم و مالک اس غرض سے آرہا ہو کہ اپنی موروثی سلطنت پر قبضہ کرے" اِس خط نے یوسف اور اس کے دوست صمیل بن حاتم کے ہوش و حواس غائب کردیے۔ دونون فوراً یہان سے چل کھڑے ہوئے۔ اور کل اطراف اندلس مین خطوط بھیج کے اس مضمون کے احکام جاری کیے کہ "فی الفور لشکر جمع ہو تاکہ ضرورت کے وقت انتظار نہ کرنا پڑے۔ اور یوسف نے نہایت ہی استقلال کے ساتھ دل مین ٹھان لی کہ مین لوگونکی اس روگردانی کا پوری طرح مقابلہ کرون گا۔

پانچوان باب

اسپین مین عبدالرحمن کا داخلہ

۱۰۔ ربیع الاول سنہ ۱۳۸ھ عہ کو عبدالرحمن بن معاویہ نے جہاز سے اتر کے حصن المنقاب عسہ مین قدم رکھا اور قبیلہ زناتہ کے ایک ہزار سوار اُس کے ہمراہ رکاب تھے۔ معزز شیوخ اندلس وہان اُس کے انتظار مین موجود تھے۔ اور جیسے ہی اُس نے ساحل پر قدم رکھا سب نے اُس کی اطاعت و فرمان برداری کی حلف اُٹھائی اور اُس کے ہاتھ مین ہاتھ دے کے بیعت کی۔ اور ساتھ ہی عام لوگون نے

عہ ۷۵۵ء (کانڈی) عسہ حصن المنقاب یعنی پہاڑیون کا قلعہ۔ فی الحال اس مقام کو ہم المونیقار کہتے ہین (کانڈی)

جو کثرت سے جمع تھے نوعمر بادشاہ کی صورت دیکھ کے نعرہاے مسرت بلند کیے۔ اور سب نے زور و شور سے چلا کے کہا "خدا شاہ اسپین عبدالرحمن بن معاویہ کا اقبال بلند کرے"!

اب سارے اسپین مین اس کی شہرت ہوگئی اور چند ہی روز کے اندر مسلمان قبائل اسپین کے لوگ شاہزادے کے استقبال کے لیے جمع ہوگئے۔ اور اُن مین جو جتنا زیادہ کمسن تھا اُسی قدر زیادہ اُس کا ساتھ دینے کے لیے تیار تھا۔ سب نے اُس کی وفادار رعایا ہونے کا اقرار کر لیا۔ اور بہتون نے حاضر ہو کے درخواست کی کہ ہمین اپنی ملازمت مین داخل فرمائیے۔

خود عبدالرحمن کا اُن دنون عنفوان شباب تھا۔ خوبصورت تھا۔ چہرہ شریفانہ اور دلکش تھا۔ رنگت گوری تھی جس مین سفیدی و سرخی کی نہایت ہی مناسب آمیزش تھی۔ آنکھین بڑی بڑی اور خوبصورت تھین۔ اور اُن کی چمکدار نیلگونی پر نہایت ہی استقلال برس رہا تھا۔ چہرہ بہجت بھرا اور بشاش تھا۔ اور ساتھ ہی اس مین بلا کا رعب و داب تھا۔ قد نہایت مناسب تھا۔ اور جسم کی بناوٹ مین نزاکت پائی جاتی تھی۔ خلاصہ یہ کہ حُسن اور خوبی نے لوگون کے دلون مین اُس اطمینان کو اور بڑھا دیا جو عبدالرحمن کے پہونچتے ہی علی العموم ظاہر کیا گیا تھا۔ عام لوگ اُس کے مدح و ثنا خوان تھے۔ اور اس قدر اظہار مسرت ہو رہا تھا کہ اپنے نئے بادشاہ کی ملازمت مین داخل ہونے کے شوق مین ہر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اُسے آئے چند ہی روز ہوئے تھے کہ جن شیوخ نے اس کی فرمان برداری و اطاعت قبول کی تھی اُن کے ساتھ علاقہاے اَلویرہ اَلبیرہ ملاغہ شیرس عرقوس اور سدونیا سے بیس ہزار سے زیادہ فوج جمع ہوگئی۔ جب وہ شہر اشبیلیہ کے سامنے پہونچا تو اُس کے استقبال کے لیے سارا شہر باہر نکل پڑا۔ اور بڑے جوش مسرت کے ساتھ اُس کی بادشاہی کا اعلان کیا گیا۔ اور دیگر شہرون کے

ایلچیون نے حاضر ہو کے یقین دلایا کہ وہان کے لوگ بھی اُس کی خدمت بجالانے اور وفاداری کے ساتھ حق فرمان برداری ادا کرنے کے لیے تیار ہین۔

ان سب چیزون کی اطلاع یوسف الفہری کو پہونچی۔ اور اُس کا غصہ روز بروز بڑھتا ہی گیا۔ اس کے ساتھ ہی اُس کے دل مین ناامیدی پیدا ہوئی۔ اپنی حکومت سے لوگون کی عام ناراضی اور اُس سے زیادہ شامی قبائل عرب کے شیوخ کی بدعہدی پر (کیونکہ اُن کے اِس فعل کو وہ بدعہدی ہی کہتا تھا) اُسے حیرت تھی۔ ساحلی شہر جن سے سرکشی کی امید نہ تھی ان سے بھی اپنے آپ کو الگ پاتا تھا وہان کے لوگون اور مصری سردارون کی بے وفائی کا اُسے ایسا خیال تھا کہ اپنی ناراضی کو ضبط نہ کر سکا۔ اور اپنے بیٹے عبدالرحمن کو حکم دیا کہ شہر قرطبہ اور اس کے علاقے کی حفاظت کے لیے تیار ہو جاؤ۔ خود صمیل بن حاتم کے ساتھ جا کے طلیطلہ۔ مریدہ اور دیگر فوجی اضلاع سے سپاہی جمع کیے۔ ساتھ ہی اُس نے اپنے دو بیٹون محمد اور قاسم کو بلنسیہ اور تدمیر مین بھیجا تاکہ وہان لشکر جمع کرین۔ اور اُن سرزمینون مین اُسکے گروہ کو قائم رکھین۔

چھٹا باب

یوسف الفہری اور صمیل بن حاتم سے لڑائی

شاہ عبدالرحمن بن معاویہ کو یقین تھا کہ نئی رعایا کے دل پر اپنا رعب اور اپنی وقعت بٹھانے کے لیے بہت ضروری ہو کہ مین بہادری اور فن جنگ مین اپنی قابلیت کا کچھ ثبوت دیدون۔ ساتھ ہی اُسے نظر آیا کہ مجھے دو تجربہ کار اور زبردست و بہادر سپہ سالارون کا مقابلہ کرنا ہو جو میری اس نئی سلطنت کی عمارت کے ڈھانے اور مسمار کرنے کی کوشش مین کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھین گے۔

اس لیے اُس نے قبائل زناتہ اور اندلس کے شیوخ سے مشورہ کرکے طے کیا کہ ہم سب کو فوراً قرطبہ کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیے جس پر یوسف الفہری کا بیٹا متصرف تھا۔ فہری کے بیٹے نے بھی مقابلے مین تامل نہین کیا۔ بلکہ سوارون کے ایک زبردست لشکر کے ساتھ بڑھ کے آیا۔ اور عبد الرحمن کے لشکر طلیعہ سے خونریز لڑائی چھیڑ دی۔ تھوڑی دیر مین وہ لڑائی سارے لشکر مین پھیل گئی۔ مگر انجام یہ ہوا کہ الفہری کا لشکر سواران افریقہ کے حملون کی تاب نہ لاسکا۔ اور سب نے بدحواسی و بدنظمی کے ساتھ بھاگ کے شہر کے اندر پناہ لی۔

عبد الرحمن بن معویہ نے بڑھ کے شہرپناہ کے مقابل پڑاؤ ڈالا۔ اور قطعی ارادہ کرلیا کہ جب تک شہر فتح نہ ہوگا محاصرہ قائم رکھون گا۔ اسی زمانے مین تمام لوگون مین اعلان کردیا گیا اور سب لوگون کو خبر ہوگئی کہ شاہ عبد الرحمن نسل خلفاے بنی اُمیہ سے ہونے کے باعث اُن کا اصلی بادشاہ ہی۔ اور اسی غرض سے آیا ہی کہ اس سرزمین کو اُن فسادون سے نجات دلائے جو ظالم اور خودسر والیون نے پیدا کر رکھے ہین اور سب سے پہلے امیر یوسف الفہری کا زور توڑے جو بغیر کسی استحقاق کے عنان فرمان روائی اپنے ہاتھ مین لیے ہوے ہی۔ ماسوا اس کے اہل قرطبہ کو یقین دلایا گیا کہ دیگر بلاد کے لوگون کی طرح اگر وہ بھی اس اصلی فرمان روا کی اطاعت قبول کرلین گے اور سرکش امیر کو مدد دینے سے باز آئین گے جو مکر و فریب سے حکومت کو اپنے قبضے مین رکھنا چاہتا ہی جس کا وہ مطلق استحقاق نہین رکھتا تو چند ہی روز مین وہ امن و امان کی بے اندازہ برکتون سے فائدہ اٹھائین گے اور اپنے اصلی بادشاہ کی پدرانہ حکومت مین خاموشی اور مسرت کی زندگی بسر کرسکین گے۔

یہ پہلی فتح جو عبد الرحمن نے حاصل کی تو یوسف الفہری کی روح پر ناگواری و غم کا بڑا بھاری بوجھ پڑ گیا۔ فوراً اس نے صمیل بن حاتم سے مشورہ کیا اور قرار پایا کہ نہایت ہی پھرتی کے ساتھ کوچ کرکے اُنہین قرطبہ مین پہونچنا چاہیے۔ وہان پہونچ کے

یوسف اپنے بیٹے کی کمک کرے گا۔ اور ہم سب مل کے شاہ الداخل کو (جس لقب سے کہ عبدالرحمن کو لوگ یاد کیا کرتے تھے) محاصرہ اُٹھانے پر مجبور کر دین گے۔ اسی خیال سے دونون نے شرقی اور وسطِ اسپین سے ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا اور علاقۂ اندلوسیہ کی طرف کوچ کرتے ہوئے چلے۔

عبدالرحمن بن معاویہ نے اُن کے اِس نقل و حرکت لشکرون کے جمع ہونے اور اُن کے منصوبون سے مطلع ہو کے آدھی فوج اپنے ساتھ لی۔ یعنی دس ہزار آدمی محاصرۂ قرطبہ پر چھوڑے جن کا سردار تمامہ بن علقمہ کو مقرر کیا۔ اور دس ہزار فوج لے کے خود نوعمر پادشاہ بذات خود دشمنون کے مقابلے پر چل کھڑا ہوا۔ اُس کا یہ ارادہ کہ تھوڑے سے لشکر کو لے کے ایک ایسے زبردست حریف کا مقابلہ کرے جس کی فوج مین پیدل بھی تھے اور سوار بھی تھے بظاہر اُس کی حیثیت سے زیادہ اور فضول عوی نظر آتا تھا۔ خصوصاً اس لیے کہ دشمن کی کثیر التعداد فوج کی سرداری بھی ایسے لوگون کے ہاتھ مین تھی جو عرصۂ کارزار کے تجربہ کار و نامور سپہ سالار تھے۔ یکایک اُس کی فوج طلیعہ نے اطلاع دی کہ دشمن آ پہونچا۔ عبدالرحمن سے اُس وقت کسی حد تک خطرناک دلیریان ظاہر ہوئین۔ اور چند حملے باہم زناتہ والون اور الفہری کے لشکر مین ہوئے۔ لیکن ان ہی حملون سے اُسے یقینی طور پر میدان جنگ کی حالت اور حریف کے لشکر کی تعداد معلوم ہو گئی جس کے اگلے حصے کا سردار خود یوسف تھا۔

اِس موقع پر جو واقعات پیش آئے۔ اُن کی حالت دیکھ کے عبدالرحمن کا حوصلہ بڑھ گیا تھا۔ یہ یوم عرفہ یعنی قربانی کا دِن تھا اور ضرور تھا کہ اُس کے حق مین مبارک ہو۔ اور بغیر اس کے کہ اس مبارک فالی مین اُسے ذرا بھی شک و شبہ ہو اُس نے نہایت ہی وثوق کے لہجے مین نعرہ لگایا۔ ”آج عید الضحےٰ کا دن ہے۔ اور آج ہی جمعہ بھی ہے۔ اور ممکن نہین کہ الفہری کے حق مین یہ بدشگونی کا دن نہ ہو

ابریقباس[عہ]؟ دوستو مین تمھین خوش خبری سناتا ہون کہ آج کا دن ہمارے لیے ایسا دن ہوگا جو فتح مرج راہط کا بھائی کہا جا سکے"

خدا نے عبد الرحمن کی یہ پیشینگوئی پوری کی - اُسے اُس کے تمام سردارون اور کل سپاہیون کو بھی معلوم ہو گیا کہ اِس وقت اور اِس موقع پر کیا کرنا چاہیے - ساتھ ہی اُن کے جوان دوست پادشاہ کی روشن امیدون اور اس کے اطمینان نے تمام لوگون کے دلون مین ایک مسرت کا اثر پیدا کر دیا -

یوسف الفہری کا پڑاؤ مقام مسعرہ مین تھا اور مورخ رازی بیان کرتا ہے کہ یوسف نے اُس تھوڑی فوج کو دیکھ کے جسے عبد الرحمن اپنے ساتھ لایا تھا اپنے سردارون کی طرف مخاطب ہو کے ہرقہ[عہ] بنت نعمان کے چند پُر اسے شعر پڑھے جن کا مضمون یہ ہے

ہم ایک[سہ] پیاسی جماعت کی طرح یہان آئے ہین -
مگر پانی کا جو خزانہ ہاتھ آیا وہ بہت ہی جلد ختم ہو جائے گا -
کیونکہ ہمین فقط اتنا ہی کرنا ہے کہ یہ ذرا سا چھپہ بھر پانی جو ملا ہے
اُسے بانٹ[للعہ] لین - اور فراغت ہو جائے -

[عہ] ابریقباس یعنی مجھے خوش خبری سنانے کا انعام دو - اسپین والون کے نعرۂ مسرت "ابریقباس" کا صحیح مفہوم مذکورۂ بالا الفاظ ہی سے ظاہر ہو سکتا ہے - یہ ایسا لفظ ہے جس کے مماثل کوئی لفظ ہماری مادری زبان مین نہین ہے جو ٹھیک اُس کے معنے ادا کر سکے (کانڈی)

[عہ] غالباً یہ ہند بنت نعمان جو انگریزی زبان تک پہونچتے پہونچتے ہرقہ بنگئی (مترجم اردو)

[سہ] یہ اصل عربی شعر ہمین نہین مل سکا (مترجم اُردو)

[للعہ] کانڈی بیان کرتا ہے کہ کوہستانون مین بعض قدرتی گڑھے اور نشیب ہین جن مین مینھ کا پانی اکثر جمع ہو جاتا ہے ان کو چرواہے اور فلاح "گھروز" کہتے ہین اور اسی کے ساتھ یہ الفاظ بھی لکھتا ہے کہ صحراے عرب کے بدوون کو پانی کا جو چھتر کہین مل جاے اس کی بڑی قدر ہوتی ہے یہان تک کہ ان کی نظمین بھی ان بدوی اتی کی چیزون کو حقارت کی نظر سے نہین دیکھتین" لیکن جو امر ہمارے پیش نظر ہے اس کو خیالات کے ادنی ہونے سے تعلق نہین - اس لیے اگر کوئی شخص کسی بدوی چیز کو کام مین لاے تو کسی عذر خواہی کی ضرورت نہین (مترجمۂ انگریزی)

جب دونون حریفون کا سامنا ہوا تو ابن جابر العقیلی جو فہری کی فوج مین تھا۔ اپنے لشکر کے دوسرے گروہ کے پاس سے ہو کے گذرا جس کا سپہ سالار صمیل بن حاتم تھا اور اس کی طرف خطاب کر کے کہنے لگا "ہے ابو جیش ہمین خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ مگر آسمان کی قسم آج کا دن بھی ویسا ہی ہوگا جیسا مرج راہط کا دن تھا۔ ہر طرف سے ہمین بدشگونیان نظر آ رہی ہین۔ خدا اور قسمت دونون ہمارے خلاف ہین۔ قسم ہے اُس رب العزت کے جلال کی کاش یہ میرا وہم ہی ہوتا۔ لیکن کیا تم دیکھتے نہین ہو کہ کیسے سپاہی اور کیسے سپہ سالار ہین؟ فوج مین بنی امیہ۔ فہری۔ بنی قیس۔ اور آل یمن سب ہی طرح کے لوگ ہین۔ ہمارا سپہ سالار فہری ہے۔ اس کا وزیر یا نائب نضر بن حارث ہے۔ اور تم جو آج کے دن وزیر ہو بنی قیس مین سے ہو۔ آج عید الضحیٰ یعنی قربانی کا دن ہے اور اسی دن مرج راہط کا میدان گرم ہوا تھا اور یاد ہے کہ اُس دن الحارث کے بیٹے مارے گئے تھے۔ یون ہی آج بھی مجھے ہر چیز اپنے خلاف نظر آ رہی ہے۔ تاہم مین دعا کرتا ہون کہ خدا کرے ایسا انجام اُسکی ازلی مشیت نے ہماری قسمت مین نہ لکھ دیا ہو"

صمیل یہ الفاظ سُن کے بولا "خیر اب لڑائی کے لیے قدم بڑھاؤ۔ اور چاہے جو ہو مگر ہم اپنے آپ کو بہادر و نبرد آزما ثابت کرین گے"۔ یہ طلوع سحر سے کچھ پیشتر کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد سفیدۂ صبح جیسے ہی نمودار ہوا رسالے کے اگلے حصے نے اہل زناتہ اور تیسیرس والون پر نہایت ہی جوش و خروش سے حملہ کر دیا۔ عبد الرحمن اور اس کے لشکر نے ویسی ہی شجاعت و پامردی سے ان کو روکا۔ یوسف کے سوارون نے خود اپنی پیدل فوج کو روند ڈالا اور دوپہر ہونے سے پہلے الفہری نے دیکھا کہ اُس کا لشکر ہر طرف بھاگ رہا ہے۔ سب لوگ بے ترتیبی سے میدان چھوڑ چھوڑ کے جا رہے ہین۔ اور سارے میدان کو اپنے سپاہیون کی لاشون، ان کے اسلحہ اور مال غنیمت سے پٹا ہوا چھوڑے ہین۔ آخر یوسف اور صمیل نے بھی بھاگنے والون کا ساتھ دیا۔ اور بدحواسی مین ہر ایک

ایک دوسرا راستہ اختیار کیا۔ مسعرہ کے اس میدان جنگ کا یہ انجام ہوا جو خاص عید الاضحے کے دن ۱۳۸ھ مین گرم ہوا تھا۔

ساتوان باب

قرطبہ کی فتح اور اہل قرطبہ کا اطاعت قبول کرنا

مسعرہ کی لڑائی مین عبد الرحمن نے اعلی درجے کی ناموری حاصل کرلی۔ اور اپنے نوجوان فرمان روا کے استقلال۔ خوش تدبیری۔ اور سب سے زیادہ اس کی دلیری و شجاعت کا ثبوت پاتے ہی اس کے گروہ کے تمام شیوخ کے دلون مین اُس کی ذات سے نہایت ہی اچھی امیدین پیدا ہوگیٔین۔ بہ خلاف اس کے طرفداران یوسف پریشان تھے اور اُن کے دلون مین دہشت سمائی ہوئی تھی۔ مگر انھون نے اپنی عظمت قائم رکھنے کے لیے لوگون مین جھوٹی خبر اُڑادی اور دعوے کے ساتھ بیان کیا کہ ہمارے سردارون نے فتح پائی ہی۔ اور اپنی اس خیالی فتح پر اظہار مسرت کرنے لگے۔ تاکہ جن لوگون سے انھون نے یہ بے بنیاد خبر بیان کی اُن کو یقین بھی آجاے۔

لیکن حقیقت مین جو واقعہ پیش آیا تھا اُس کی خبر قرطبہ مین پہونچ ہی گئی۔ اور لوگون نے جو ہمت ہار چکے تھے جی کڑا کر کے عبد الرحمن بن یوسف الفہری کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ اب مناسب شرطون پر شہر حوالے کردیا جاے۔ اس لیے کہ جو خوش اقبال بادشاہ جو ایسا بہادر ہو کہ کوئی فوج اس کی مزاحمت نہ کرسکتی ہو اور تمام بلاد اسپین اُسے اپنا حاکم تسلیم کرچکے ہون، اُس کے مقابلے مین اپنے شہر بچانے کی کوشش کرنا نہایت ہی سخت جانبازی کا کام ہی۔ یوسف کے بیٹے نے جب یہ دیکھا کہ اہل شہر اسی کارروائی پر آمادہ ہین تو اُنھین یقین دلایا کہ ایک معینہ زمانے تک اگر ہمارے پاس کوئی کمک نہ پہونچے اور اس محاصرے کو ہم نہ اُٹھا سکین تو تمھین اختیار رہے کہ جن شرطون پر

چاہتا شہر کو حوالے کر دینا۔ یوسف ان دنون اپنی بقیۃ السیف شکستہ حال فوج کے ساتھ مغربی اسپین مین چلا گیا۔ صمیل نے تدمیر کی راہ لی۔ اور اُس کا لشکر علاقۂ الوبیرہ اور حوالی المنقاب مین جا کے منتشر ہو گیا۔

شاہ عبد الرحمن اپنے پڑاؤ مین جو قرطبہ کے سامنے تھا واپس گیا اور اہل شہر نے جنھین کسی مدد کے پہونچنے کی امید نہین باقی رہی تھی شہر حوالے کرنے کے متعلق مراسلت شروع کر دی۔ اُنھون نے خواہش کی کہ ابن یوسف کے لشکر کو شہر کے باب الشرقیہ سے نکل جانے کی اجازت دی جائے اور بادشاہ کا لشکر باب القنطرہ سے شہر مین داخل ہو اسی کے مطابق طے ہو گیا۔ اور یہ کارروائی نہایت خاموشی کے ساتھ عمل مین آئی۔ عبدری لوگ مع اپنے رفقا کے جن کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی شہر سے نکلے اور مریدہ کی سڑک پر چلے گئے۔ شاہ عبد الرحمن نے اندر داخل ہوتے ہی حسام بن عبد الملک کو والی قرطبہ مقرر کیا۔ شہر کے لوگون سے بیعت اطاعت لی۔ اور چند روز بعد یہ خیال کر کے کہ دشمنون کا تعاقب نہایت ضروری ہے وہ قرطبہ سے چلا گیا۔ اس لیے کہ دشمن مریدہ مین نیا لشکر جمع کر رہے تھے۔

دوسرے شہرون نے بھی اہل قرطبہ کی پیروی کی۔ اور جب انھون نے اطاعت وفرمان برداری کی درخواستین بادشاہ کی خدمت مین بھیجین تو وہ ان سے بڑی مہربانی کے ساتھ ملا۔ اور ہر ہر مقام کے شیوخ نے جب اظہار اطاعت کی درخواست کے ساتھ اُسے اپنے وہان بلایا تو اُس نے اُن کی طرف خاص توجہ کی اور وعدہ کیا کہ جیسے ہی تمام شہرون مین امن وامان قائم ہو جائے گا اور سارے انتظامات درست ہو جائین گے مین تمھارے شہر مین آؤن گا۔ اِسی زمانے مین اُس نے مختلف سپہ سالارون کو خدمات پر مقرر کیا۔ اور سرحد کے والیون کو جہان جہان وہ مامور تھے اُن کی خدمت وہین بحال کی۔ غرض جو آیا اُس سے بہت ہی خوش واپس گیا

اور واپس جا کے لوگون سے اپنے نوعمر بادشاہ کی بے انتہا تعریف کی جس کی خندہ جبینی اور اُس کے اعلی صفات کی وہ پوری پوری تعریف بھی نہین کر سکتے تھے۔ انھین اُس کی نسبت یقین تھا کہ انسان نہین پری یا فرشتہ ہے لیکن اس مبارک سلامت اور بے اندازہ خوشیون کو یکایک ایک عظیم الشان مصیبت نے مغشوش کر دیا جو لشکر اسلام کو سرحد فرانس پر پیش آئی۔ شامی سپہ سالار حسام بن عجم العقیلی کے مشورے سے فوجون کو حکم دیا گیا کہ آگے بڑھ کے پہاڑون کے عیسائیون کو روکین جو بڑی کثرت سے سپاہیون کو جمع کر رہے تھے اور جن کی کارروائیون سے اندیشہ تھا کہ شہر نربونہ کے تعلقات منقطع نہ ہو جائین جو مسلمانون کے قبضے مین تھا۔ حسام نے اس مہم کا سردار اپنے وزیر یا نائب سلیمان بن شہاب کو مقرر کیا تھا۔ سلیمان پہاڑون کی تنگ گھاٹیون کے اندر عیسائیون کے ایک بڑے لشکر مین گھر گیا اور سخت شکست کھائی۔ وہان اُس نے عیسائیون کے ہاتھون سے ایسی پوری زک پائی کہ اُس کے لشکر کا غالب حصہ قتل ہو گیا اور انجام مین وہ خود بھی بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ مسلمانون نے یہ شکست دوسری ربیع الثانی سنہ ۱۳۹ھ کو کھائی تھی۔

آٹھوان باب

سلسلۂ جنگ کا جاری رہنا اور یوسف الفہری سے معاہدہ

اب یوسف الفہری کے لوگون نے آ کے اُسے خبر دی کہ بادشاہ قرطبہ سے چل کھڑا ہوا۔ اور اس کے بعد شاہ عبد الرحمن کو جو جو واقعات پیش آئے تھے اور اُس نے جو جو کارروائیان کی تھین سب سے اُسے مطلع کیا۔ معزول امیر نے یہ سوچ کے کہ اب شہر مین تھوڑی ہی فوج باقی رہ گئی ہے بیس ہزار آدمی جمع کیے اور اُنھین دو حصون پر تقسیم کر کے ایک حصے کو اپنے ساتھ لے کے قرطبہ کی طرف

روانہ ہوا۔ اور دوسرے حصے کو ایک دوسرے راستے سے روانہ کیا اور اُسے بھی حکم دیا کہ وہین قرطبہ مین آکے مجھ سے ملنا۔ یوسف بجاے دن کے راتون کو سفر کر کے اِس بات مین کامیاب ہو گیا کہ بغیر اس کے کہ کسی کو اُس کے آنے کا نشان و گمان بھی ہو ناگہان قرطبہ کے پھاٹکون پر آ پہونچا۔ والی شہر حسام بن عبد الملک سے بجز اس کے کوئی بات نہ بن پڑی کہ اپنے ساتھ کے تھوڑے سے لشکر کو لے کے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور حوالی غرناطہ کے قلعے حصن مدور مین پناہ لی۔

بادشاہ عبد الرحمٰن کو اِن واقعات کی اطلاع ملی تو اِس بات کا بڑا صدمہ ہوا کہ دشمنون نے ایسی پھرتی اور چالاکی سے اُسے دھوکا دیا۔ لیکن اُسے یقین تھا کہ ایسی جرأت فقط تھوڑے ہی لشکر کے ساتھ کی جا سکتی ہے بلا تامل اُن چند لوگون کو ساتھ لے کے جو موجود تھے قرطبہ واپس گیا۔ اور کوشش کی کہ یوسف کو اتنی مہلت نہ دے کہ شہر کے اندر ٹھہر کے اپنی حفاظت کے لیے ضروری قلعہ بندی کرے۔ مگر وہان پہونچ کے دیکھا تو الفہری غائب تھا۔ اس کے لشکر کا پہلا حصہ والی حسام کے تعاقب مین روانہ ہوا تھا۔ اور اُسے حکم دیا گیا تھا کہ کلیتہً اس کا استیصال کر دے۔ خود یوسف قرطبہ مین فقط اس غرض کے لیے آیا تھا کہ اُن شیوخ کو اپنے قبضے مین کر لے جو عبد الرحمٰن بن معاویہ کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے جن سے وہ خاص طور پر انتقام لینا چاہتا تھا۔ مگر وہان پہونچنے کے بعد فوراً چلا گیا اِس لیے کہ وہان کے معزز شیوخ مین سے کوئی بھی وہان موجود نہ تھا۔

عبد الرحمٰن کو قرطبہ مین پہونچ کے الفہری کی اس کارروائی کا حال معلوم ہوا تو خود بھی فوراً اس کے پیچھے چلا اور حوالی المنقاب مین اُسے

جمالیا۔ جہان ضمیل اور یوسف دونون سپہ سالارون کے لشکر آ کے مل گئے تھے عبدالرحمن نے حملے مین کچھ بھی تاخیر نہ کی۔ اور اپنے لشکر والون کو فقط اتنی دیر ستانے کا موقع دیا۔ جتنی دیر مین سپاہیون کو کھانا تقسیم ہو سکے۔ اور اس کے بعد فوراً صف جنگ مرتب کی اور اپنے سپاہیون کو لڑائی پر آمادہ کر دیا۔ خود اُس نے اپنے سوارون کی سرداری اختیار کی اور حیرت انگیز مستعدی اور استقلال سے جا کے سامنے کھڑا ہوا۔ اپنی ہی طرف سے حملے کی ابتدا کی۔ اور بے مثل جوانمردی و تحمل سے لڑائی جاری رکھی۔ یوسف اور ضمیل بھی آج ایسی بہادری سے لڑے کہ ایسی بہادری اُن سے فقط ایک ہی دفعہ پہلے ظاہر ہوئی تھی۔ بس یہ کہنا چاہیے کہ انھون نے تلوارین ہاتھ مین لے لین۔ اور جان دینے کو تیار ہو گئے۔ یہ لڑائی نہایت سخت اور بہت ہی خونریز تھی لیکن عصر کا وقت آتے ہی یعنی سہ پہر کے درمیانی حصے مین عبدالرحمن کے جھنڈون کی جانب فتح نمایان ہوئی۔ اور یوسف و ضمیل میدان کو دشمنون کے ہاتھ مین چھوڑ کے بھاگے جو لشکر اس وقت تک اُن کے ہمراہ تھا بے ترتیبی سے بھاگ کے منتشر ہو گیا۔ اور خود انھون نے جا کے کوہستان الویرہ مین پناہ لی۔

اب ضمیل بن حاتم نے اپنے دوست یوسف الفہری کو مشورہ دیا کہ تم عبدالرحمن الداخل سے عفو اور لطف و کرم کی درخواست کرو۔ اس لیے کہ اب معلوم ہوتا ہے قسمت ہی اُس کے ساتھ مساعدت کر رہی ہے۔ اور اب ہم سوا اس کے کہ خاموش بیٹھ کے اُس کے عروج کا تماشا دیکھین اور کچھ نہین کر سکتے۔ یہ بات اگرچہ اُس نامراد امیر کی مرضی کے خلاف تھی مگر اِس مشورے کے قبول کرنے پر مجبور تھا۔ جس سے اُس سے زیادہ اُس کے بیٹون کو

عہ ایشارہانز۔ (کانڈی)

نفرت تھی - بہر حال اُس نے شرائط صلح تجویز کیے - اور حسام العقیلی کی توسط سے اُن شرطون کو بادشاہ کی خدمت مین پیش کر دیا - حسام العقیلی صمیل بن حاتم کا چچا زاد بھائی تھا اگرچہ ان جھگڑون مین وہ ابن حاتم کے دشمنون کا شریک رہا تھا - حسام کو عبد الرحمن بن معاویہ کی خدمت مین ایسا درخور حاصل تھا اور اُسپر اس قدر اثر رکھتا تھا کہ فوراً اُسے اِس بات پر آمادہ کر دیا کہ یوسف الفہری اور اس کے ہمراہیون کا قصور معاف کر دے - اور اُس کی تمام خطاؤن سے درگذر کر کے اُسے سند معافی عطا کر دے - اور از روے معاہدہ یوسف کے ذمے لازم تھا کہ تمام قلعہ اور شہر جو اُس کے قبضے مین تھے مقررہ مدت کے اندر مع اسلحہ اور سامان جنگ کے کل ذخائر کے بادشاہ کے حوالے کر دے باستثنا اُن خاص اسلحہ وغیرہ کے جو خاص اس کی ذات سے تعلق رکھتے تھے - ان شرائط کو جانبین نے قبول کیا اور چار شنبہ کے دن جو ربیع الثانی سنہ ۱۳۹ھ کی دوسری تاریخ پڑا تھا معاہدے پر دستخط ہو گئے -

شہر البیرہ اور نئی قلعہ بندیان جو غرناطہ مین تعمیر کی گئی تھین اس معاہدہ کے پہلے نتیجے کی حیثیت سے بادشاہ عبد الرحمن کے قبضے مین دے دی گئین - اور جو لوگ ان شہرون کے والی تھے چھوڑ کے چلے گئے - یوسف کا بیٹا محمد ابو الاسود یہان سے روانہ ہو کے ارض تدمیر اور باقی ماندہ علاقہ طلیطلہ مین پہونچا - وہان پہونچ کے جب اُسے نظر آیا کہ یہان کے لوگ ابتک ہمارا جتھا قائم کیے ہوئے ہین - اور دیکھا کہ سب اُس کی اطاعت و فرمان برداری کر رہے ہین تو اپنے اُس معاہدے پر پچھتایا - اور آخر بدعہدی پر آمادہ ہو کے کوشش کرنے لگا کہ لوگون کو بادشاہ عبد الرحمن کی مخالفت پر اُبھارے اور دل مین ٹھان لی کہ چاہے کچھ ہو جائے اور کیسے ہی خطرے پیش آئین

مین اپنے گروہ کو ضرور قائم رکھون گا۔

نوان باب

بادشاہ عبدالرحمن کا شہر مریدہ مین داخلہ اور اسکے بیٹے ہشام کی ولادت

سرداران فوج مذکورۂ بالا مشاغل مین مصروف تھے کہ شاہ عبدالرحمن امن وامان کے ساتھ مدینۂ مریدہ کی سیر کے لیے روانہ ہوا جہان نہایت ہی مسرت اور بڑے بھاری جوش وخروش کے ساتھ اُس کا استقبال کیا گیا۔ اُس کے داخلے کے دن باشندگان شہر نے عید منائی۔ اور شاہ عبدالرحمن گھوڑے پر سوار ہو کے تزک واحتشام کے ساتھ اُس عظیم الشان شہر مین گذرا۔ لوگ ہر طرف سے دلی عقیدت کے ساتھ مسرت کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ شہر کی خوبصورتی دیکھ کے بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور شہنشاہان روم کے عہد کی تعمیر شدہ عالیشان عمارتین جو یہان موجود تھین اُنہین حیرت کی نگاہون سے دیکھا۔ چند روز تک وہان قیام کیا۔ اور مغربی ہسپانیہ کے علاقہ لوسی ٹانیہ کے بہت سے شہرون سے بڑے بڑے وفود اس کی خدمت مین اظہار فرمان برداری کے لیے حاضر ہوے۔ سفر کا سلسلہ چند روز جاری رکھ کے عبدالرحمن نے سارے علاقے کی سیر کر لی۔ اور ہر جگہ اُس کی رونق افروزی پر بڑی مسرت ظاہر کی گئی۔ اور ایک ایسے بادشاہ کی صورت دیکھ کے جو خلیق وفیاض تھا۔ جوان بختی کے ساتھ جوان سال بھی تھا۔ اور دانائی وفراست مین ضرب المثل تھا لوگ بہت ہی خوش ہوئے۔ اسی زمانے مین اُس کی بی بی سلطانہ حوراء کے حاملہ ہونے کی خبر آئی۔ اور عبدالرحمن جو اپنی اس انیس زندگی سے بے انتہا محبت رکھتا تھا اس کی ناسازی طبع

کی خبر سُن کے فوراً قرطبہ مین واپس گیا جہان وہ محترم سلطانہ مقیم تھی۔ حوراء قبائل بربر کی ایک افریقیہ خاتون تھی۔ پادشاہ کو قرطبہ پہونچے چند ہی روز ہوئے تھے کہ شوال ۱۳۹ھ کی چوتھی تاریخ عبدالرحمٰن کے مشکوے معلی مین وارث تاج و دیہیم شاہزادۂ ہشام پیدا ہوا۔ عبدالرحمٰن نے اس شاہزادے کے لیے یہی نام تجویز کیا۔ اِس مبارک تقریب مین بڑی خوشیان منائی گئین۔ بادشاہ نے بڑی فیاضی سے خیرات تقسیم کی۔ اور کثرت کے ساتھ غریبون کو کھانا کھلایا۔

اِسی سال عبدالرحمٰن بن معاویہ نے رصافہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ علی ہذا القیاس اُس پرانی سڑک[عہ] یعنی سنگی راستے کی مرمت کرائی۔ اور اسے از سر نو درست کرایا۔ ایک بہت ہی خوبصورت باغ نصب کیا جس مین اُس نے ایک بنگلہ تعمیر کرایا۔ اس مین بیٹھتا تو سارا گرد کا منظر سامنے ہو جاتا اور ملک کا دلچسپ منظر دور تک دکھائی دیتا۔ اِس باغ مین بادشاہ نے خود اپنے ہاتھ سے ایک کھجور کا درخت لگایا تھا جو اُن دنون ارض اسپین مین بالکل نئی چیز تھا کیونکہ سارے ملک مین اکیلا یہی ایک کھجور کا درخت تھا۔ اِسی درخت سے وہ تمام کھجور کے درخت پیدا ہوئے ہین جو فی الحال ہسپانیہ مین نظر آتے ہین۔

جو لوگ اِس پادشاہ کی حالت سے واقف تھے بیان کرتے ہین کہ اکثر اوقات وہ اپنے اُس بُرج پر بیٹھ کے اِس کھجور کے درخت کے نشو و نما کا اندازہ کرتا۔ اور ایک خاص موقع پر جب کہ اُسے اپنا وطن یاد آیا۔ اور دل کو صدمہ ہوا تو اُسی کھجور کے درخت کی طرف متوجہ ہو کے اُس نے یہ

[عہ] پرانی سڑک کے مقام پر مصنف نے اصل ہسپانی زبان مین کُلزادہ کا لفظ استعمال کیا ہے جو معمولی طور پر ایک سڑک کے مقام پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس موقع پر یقین کیا جاتا ہے کہ اس کے معنے ایک بند کے ہین جس سے پانی روکا جاتا ہے اور جو باغ یہان بیان کیا گیا ہے اس کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ ایسی زمین مین لگایا گیا تھا جو اس بند کو قائم کر کے دریا سے جدا کر لی گئی تھی۔ (مترجمۂ انگریزی)

اشعار موزون کیے۔ جواب تمام لوگون کی زبانون پر ہین۔

تو ای خوبصورت اور اچھے کھجور کے درخت تو بھی
یہان غریب الوطن ہی۔ مغربی ہوائین
ہر چہار طرف سے آکے آہستہ تجھے محبت کے جھونکے دیتی ہین
تیرے نازک حسن کو چومتی ہین۔ خوش نصیب و دولت مند ہی وہ زمین
جس مین تیری جڑین پھیلتی ہین اور جس پر تو آسمان کی طرف
اپنا سر اُٹھائے کھڑا ہی۔ ای خوبصورت درخت کیا تو
اپنے چھوٹے ہوئے وطن کو یاد کرکے ملول نہین ہوتا؟
یہ صدمہ فقط میرے لیے ہی۔ اکیلا مین ہی پرانی حسرت دلی کے آنسو
اُن خوبصورت نخلہائے خرما کی یاد مین بہاتا ہون جو تیری تجھ سے چھوٹے بھائی ہین
جن کو دریائے فرآت کی لہرین شاداب و شگفتہ بناتی رہتی ہین۔
تو بھی کیا اُس دریا (فرات) اور وہان کے کھجور کے درختون کو
وہ یکہ و تنہا رونے والا یاد نہ آتا ہوگا جو اِس غربت کی زمین مین
اب تک اُن کی یاد نہین بھولتا؟ پیارے وطن!
جب بے رحم قسمت۔ اور اُس سے بھی بڑھ کے بے رحم
ظالم بنی عباس نے مجھے نکال باہر کیا۔
میری روح تیرے گرداگرد کیسی پھرتی تھی؟ اور آج بھی
میرا دل تیری پیاری خاک سے کس قدر وابستہ ہی؟
ای خوبصورت اور پیارے نخل خرما تو اُس وطن کا
کچھ خیال نہ کر! آہ تو تو اچھا ہی۔ مگر مین۔
حسرت نصیب رونے والا سوا کوفت اُٹھانے کے اور کچھ نہین کر سکتا۔ اور

اس طریقے سے اے پیارے کھجور کے درخت
مین تیرے اور اپنے دونون کی طرف سے رولیتا ہون
کیونکہ ہم دونون خانمان برباد ہین۔[۵۷]

اِس زمانے مین بادشاہ عبد الرحمٰن نے چاہا کہ سپہ سالار صمیل بن حاتم کی عزت افزائی کرے۔ اس لیے کہ یوسف الفہری کے فرمان بردار بنانے کا باعث وہی ہوا تھا۔ اور اِس خیال سے بھی کہ ابن حاتم کی قابلیت و تجربہ کاری کی جو قدر اُس کے دل مین تھی اُس کا ثبوت دے۔ قطع نظر اس کے وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ صمیل کو اپنا دوست اور معتمد علیہ بنا لے۔ اس لیے ایک بڑا مہتم بالشان کام اُسی کے سپرد کیا۔ اُسے مشرقی اسپین کے شہرون مین بھیجا کہ وہان جیسی حکومت تمھین مناسب معلوم ہو اُسے عمل مین لاؤ۔ خصوصًا یہ خدمت اُس کے سپرد کی کہ سرحد فرانس پر سپہ سالارون مین جو جھگڑے پڑے ہوئے ہین اُنھین دور کر کے اتحاد پیدا کرے۔ اُسے سمجھایا کہ جہان تک ممکن ہو اور جس طرح بن پڑے ملک مین خاموشی اور امن و امان پیدا کرا دو۔ اور امن و امان اور خوش انتظامی کو از سر نو قایم کر دو جو ملک کی سرسبزی کے لیے لازمی ہے۔

اِس حکم کے مطابق صمیل اپنے چچازاد بھائی علا ابن جابر العقیلی کو جو سرحد کے بعض قلعون کا حاکم مقرر کیا گیا تھا اپنے ساتھ لے کے روانہ ہو گیا۔

۱۴۱ھ کے آغاز مین معاویہ بن صالح الحضرمی متوطن حمص شام کا سفر کر کے واپس آیا۔ اُس نے یہ سفر خاص بادشاہ کے حکم سے کیا تھا۔ یہ معاویہ اُن چند لوگون مین سے تھا جو مصر و افریقہ مین عبد الرحمٰن بن معویہ کی قسمت کے شریک

---

[۵۷] اصل عربی اشعار کے نقل کرنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی جن سے یہ ترجمہ بالکل الگ ہو گیا ہے (مترجم اردو)

رہے تھے - فی الحال وہ شام مین اِس غرض سے گیا تھا کہ اکثر خیر خواہان بنی امیہ کو جو وہان پڑے ہوے تھے اسپین چلے آنے کا شوق دلائے - اُن مین سے اکثر جو خاص عثمان و وقعت کے لوگ تھے اُس کے ساتھ چلے آئے - جن مین حبیب بن عبد الملک اور عبد الملک بن بشر بن مروان اور مروان اور قمر بن نسیر کے دو سگے بھائی جو دولت بنی امیہ کے نہایت قابل قدر وابستگان دامن مین سے تھے - ابو سلیمان فطیس بن سلیمان بن عبد الملک اور چند اور لوگ جو خانمان برباد و ستم زدہ ارض عراق مصر اور برقہ مین مارے مارے پھرتے تھے زندگی کی ہر گھڑی خطرون مین بسر کرتے تھے اور بجز اس کے کہ وہ اگلے دولت کے سردار اور بنی امیہ کے مورد عنایت رہے تھے اُن کا اور کوئی جرم نہ تھا اُن کو بھی یہان بادشاہ عبد الرحمن نے بلوا لیا - ان لوگون کے آجانے سے وہ بہت خوش ہوا اور معاویہ بن صالح کو قاضی القضاۃ یعنی سارے اسپین کی محکمون[1] کا قاضی اعلی مقرر کر دیا - عبد الملک بن عمر بن مروان کو عبد الرحمن نے اشبیلیہ کی حکومت دی - اور سلیمان بن فطیس بن سلیمان کو قبرہ کا حاکم مقرر کیا جس شہر کو یہ لوگ عراق کے شہر واسط کی یادگار مین عموماً واسط[2] کہا کرتے -

اِسی زمانے مین حمص کے چند اور سردار بھی یہان آئے - مگر وہ اس غرض سے یہان آئے تھے کہ عبد اللہ بن عبد الملک بن مروان سے اس بات کا انتقام لین کہ اُس نے چند بہت ہی خفیف باتون پر برانگیختہ ہو کے ابو الصباح نام اُن کے ایک عزیز کو قتل کر ڈالا تھا - عبد الرحمن بن معاویہ کو جب اُنکی

---

[1] قانونی عدالتین

[2] اپنے وطنی شہرون کی یادنے عربون کو اس جانب راغب کیا تھا کہ اسپین کے شہرون کو مشرقی شہرون کے نام سے یاد کرتے تھے - اشبیلیہ کو حمص کہتے تھے - البیرہ اور غرناطہ کو دمشق - اور جیان کو قنسرین وغیرہ وغیرہ (کانڈی)

اس عداوت کی خبر ہوئی تو اُس نے فوراً اُن لوگون کو اپنے سامنے بلوایا اور دونون خاندانون کے درمیان جو نزاع تھی اُسے دور کرکے دونون کو ایسا اطمینان دلادیا کہ پھر کبھی جھگڑا نہ ہوا۔

اب بادشاہ نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ مین چاہتا ہون اسپین کی اس اسلامی شہنشاہی کا دارالسلطنت قرطبہ کو قرار دون۔ اور حکم دیا کہ اسکے رہنے کے لیے وہان ایک قصر یا ایوان شہریاری تعمیر ہو۔ جس کے آس پاس بہت سے خوبصورت باغ ہون اور وہ دریا کے کنارے تعمیر کیا جاے۔

دسوان باب

یوسف الفہری کی سرتابی اور اس کی موت

تقریبًا اسی زمانے مین والی اشبیلیہ عبدالملک بن عمرو بن مروان نے بادشاہ عبدالرحمن کو فوج کشی کی راے دی۔ اور مطلع کیا کہ طرفداران یوسف الفہری پھر سپاہیون کو جمع کر رہے ہین اس نے یہ بھی خبر دی کہ مذکورہ والی پہلے سے تو معاہدۂ اطاعت کرکے گیا مگر وہان پہونچنے کے بعد اُن قلعون کے حوالے کرنے مین لیت ولعل کر رہا ہی جن کو اُسے فوراً چھوڑ دینا چاہیے تھا اسی قدر نہین اس نے علانیہ علم بغاوت بلند کر دیا ہی۔ اور اپنے جائز امیر اسپین ہونے کا مدعی ہونے کے ساتھ شاہ عبدالرحمن کو "الداخل" کے لقب سے یاد کرتا ہی۔ جس کے معنے یہ ہین کہ وہ خواہ مخواہ ہمارے ملک مین بغیر کسی حق کے گھس آیا اور آپ کی نسبت لوگون سے کہتا ہی کہ وہ تو ایک مجہول الحال فتنہ انگیز شخص ہی۔ یہ سنتے ہی عبدالرحمن نے عبدالملک کو حکم دیا کہ تم فوراً شیرس ارقوس۔ شدونیہ اور اشبیلیہ کے رسالون کو اپنے ہمراہ لے کے روانہ

ہو جاؤ۔ اور باغیون کا استیصال کر دو۔

یوسف نے پہلا کام یہ کیا تھا کہ حصن مدوّر[عہ] پر قبضہ کر لیا۔ ۱۴۱ھ کے آخر مین وہ اُس قلعہ پر اچانک جا پہونچا اور اُس پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اسکے قرب وجوار کے کل مقامات پر حملے کیے اور ہر جگہ ایک ہل چل ڈال دی۔ عبدالملک بادشاہ کا حکم ہوتے ہی بلا تامل اُس کے مقابلے کو روانہ ہوا اور اپنے بیٹون کو حکم دیا کہ اپنی پیدل فوج کے ایک حصے کو ساتھ لے کے پیچھے پیچھے آئین تاکہ قلعہ مدوّر کا محاصرہ کر لیا جائے۔ اس کے پہونچنے کے بعد یوسف اور عبدالملک کے سوارون نے متواتر حملے کیے جن کا انجام کبھی اُس کے موافق ہوا کبھی اُس کے ناموافق لیکن مجموعی طور پر غلبہ عبدالملک ہی کو حاصل رہا۔ چنانچہ اُس نے کئی گاؤن پر قبضہ کر لیا جن کے باشندے یوسف کو اپنا حاکم تسلیم کر چکے تھے۔ ان لوگون کو زیر کر لینا بڑا اہم معاملہ تھا کیونکہ اِن مین سے اکثر نے یہ کیا کہ الفہری نے جو اسلحہ اور سامان جنگ اُن کے پاس جمع کر دیا تھا وہ سب انھون نے بلا تامل عبدالملک کے حوالے کر دیا۔ اور بغاوت کے الزام پر یہ عذر پیش کیا کہ اُس باغی والی کی اطاعت ہم نے فقط اس وجہ سے قبول کی کہ اُس کے لشکر کو دیکھ کے ہم مجبور ہو گئے۔ اور یہ باغی بھی کوئی معمولی اور غیر شخص نہ تھا۔ بادشاہ کے آنے سے پہلے وہی حقدار امیر تھا۔ اور چند ہی روز پہلے ہم اس کی فرمان برداری کر رہے تھے۔ اب عبدالملک نہایت عجلت کے ساتھ قلعہ مدوّر کا محاصرہ کرنے کو روانہ ہوا۔ اور چند ہی روز مین اُسے فتح کر لیا۔ مژدۂ فتح اُس نے بادشاہ کی خدمت مین لکھا اور درخواست کی کہ قرطبہ سے اور فوج روانہ فرمائی جائے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ یہ لشکر دو جداگانہ حصون پر تقسیم ہو کے روانہ ہو اور ہر حصہ

[عہ] یہ قلعہ فی الحال "المدوّر" کہلاتا ہے (کانڈی)

جداگانہ راستے سے کوچ کرتا ہوا یہان آئے- ایک حوالی تجیبہ کی طرف روانہ ہوا اور دوسرا علاقہ تدمیر کی طرف جہان باغیون کی قوت بہ لحاظ تعداد اور باعتبار اعلیٰ درجہ کا لشکر ہونے کے بہت بڑھی ہوئی ہے- ماسوا اس کے اس نے تاکید کر دی کہ یہ کمک جہان تک ہو سکے نہایت عجلت کے ساتھ روانہ کی جائے-

اپنے لشکر کی اس تقسیم سے عبدالملک کو یہ بڑی کامیابی ہوئی کہ یوسف الفہری کی توجہ اور قوت دو جانب بٹ گئی- اور لوشہ کے میدانون مین اسے موقع مل گیا کہ الفہری کے سوارون کو محصور کر لے- جن کی تعداد بہت زیادہ تھی- اور خود یوسف کی سرداری مین تھے- اس میدان مین یوسف الفہری اور اس کا غالب حصہ فوج جس مین نہایت ہی جنگ آزمودہ لوگ تھے حیرت انگیز بہادری سے لڑے- بہت بڑی خونریزی ہوئی- اور چند ہی آدمی اس لڑائی مین اپنے لیے اتنا راستہ نکال سکے کہ وہ تنہا اپنی جان بچا کے بھاگ جائین- خود یوسف الفہری سر سے پاؤن تک زخمون سے چور میدان مین پڑا ہوا ملا اور جیسے ہی پہچانا گیا ویسے ہی اس کی روح پرواز کر گئی- عبدالملک نے یوسف الفہری کے سر کے ساتھ اس عظیم الشان فتح کی خبر قرطبہ مین بھیجی- لوشہ کی یہ لڑائی اور یوسف کا میدان جنگ مین مارا جانا ۱۴۲ھ مین واقع ہوا- اس نے نو سال اور نو مہینے تک اسپین مین حکومت کی تھی-

گیارھوان باب

خراج جو اہل قسطلہ پر عائد کیا گیا اور بادشاہ عبدالرحمن کے لشکر کا شہر طلیطلہ مین داخلہ

اس زبردست فتح اور ایسے خوفناک دشمن و باغی کے مارے جانے کا روح افزا

اور اطمینان بخش مژدہ سُن کے عبد الرحمن بہت خوش ہوا۔ اِس لیے کہ اُسے امید تھی کہ یوسف الفہری کے مارے جانے کے بعد اُس کے طرفدارون کی باغیانہ کوششون کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اِسی زمانے کے قریب بادشاہ نے قسطلہ کے عیسائیون کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس مین اُن کے لیے رقم خراج شخصی کی جس رقم کا ادا کرنا اُن کے ذمے لازمی تھا۔ یہ ضمانت وکفالت کا عہدنامہ مکمل کرکے عیسائیون کے حوالے کر دیا گیا اور اُس کی عبارت حسب ذیل تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از جانب عالی مرتبہ بادشاہ عبد الرحمن بنام اساقفہ و مقتدایان و راہبان و دیگر مسیحیین اسپین اہل قسطلہ اور اُن سب لوگون کے لیے جو اُن کے جانشین ہون یہ ایک عہدنامہ اور ضمانت ہے۔

بادشاہ اپنی جان کی قسم کھا کے وعدہ فرماتے ہین کہ اُن کی جانب سے اِس معاہدے کی پوری پوری پابندی کی جائے گی۔ اور مسیحیون کے ذمے واجب ہوگا کہ ہر پانچ سال کی مدت مین دس ہزار اونس سونا۔ دس ہزار پونڈ چاندی دس ہزار عمدہ گھوڑے۔ اتنے ہی خچر۔ ایک ہزار چار آئینے۔ ایک ہزار تلوارین اور اتنے ہی نیزے ہر پانچ سال کی مدت کی بابت سالانہ پیش کرتے رہین گے۔

”مرقوم بہ شہر قرطبہ تیسری ماہ صفر ۱۴۲ھ“

تاریخون مین ہم یہ بھی دیکھتے ہین کہ اسی سال شہر نربونہ مسلمانون کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور اِس کا سبب یہ ہوا کہ اُس شہر کی حفاظت فقط عیسائیون کے ذمے چھوڑ دی گئی تھی۔

ع مورخین غرناطہ جو اس عہدنامے کو نقل کرتے ہین بتاتے ہین کہ مورخ رازی نے اس کی روایت کی ہے۔ مگر مین خیال کرتا ہون کہ یہ نقل مطابق اصل کے نہین ہے۔ اس لیے کہ صحراے وادی الرملہ کے اُس طرف کے صوبجات اُن دنون قسطلہ نہین کہلاتے تھے بلکہ جلیقیہ کے نام سے مشہور تھے (کانڈی)

اب سپہ سالار صمیل بن حاتم نے یوسف کے مارے جانے کا حال سُنا تو اُسے نظر آگیا کہ انسان کے معاملات کس قدر بے بنیاد ہین یا شاید یہ بات اُس کے ذہن مین آئی ہو کہ میرے معاملات مین قسمت کا کھیل اِس قدر بگڑ گیا کہ سُدھرنے کی کوئی امید نہین۔ اس لیے اُس نے بادشاہ کی خدمت مین اِس مضمون کے خطوط بھیجے کہ اُب مشرقی اسپین مین میرے موجود رہنے کی ضرورت نہین ہے۔ اجازت ہو تو مین اپنی خدمت سے سبکدوش ہو کے شہر سگونٹرا مین خانہ نشین ہو جاؤن۔ لیکن اس علاقے کے قلعجات کی مضبوطی وحفاظت کا جو فرض اُس کے ذمے عاید کیا گیا تھا اُسے اُس نے پوری طرح انجام دے دیا تھا مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس فرض کے انجام دینے کی محرک محبت ورضامندی نہین بلکہ اُس کی دانائی وقابلیت تھی۔ یہ درخواست اسنے اس انداز سے کی تھی کہ گویا ایک شخص ہے جسکی نسبت اتفاقاً کوئی اچھی راے قائم ہو گئی ہے اور وہ اُس کی تکذیب نہین کرنا چاہتا۔ عبد الرحمن نے اُس کی درخواست قبول کی اور صمیل سگونٹرا مین چلا گیا۔ انہین دنون والی طلیطلہ تمام بن علقمہ اُس شہر کے حوالی مین یوسف الفہری کے بیٹون کا تعاقب کر رہا تھا۔ سب سے بڑا بھائی عبد الرحمن بن یوسف جو ایک بہادر اور اچھا شہ سوار تھا تمامہ کے مقابل ایک خونریز لڑائی مین بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ دوسرے بھائی محمد ابو الاسود نے اپنے سوارون کے ساتھ بھاگ کے طلیطلہ مین پناہ لی۔ اور قلعہ بندی کر کے انتظار کرنے لگا کہ دیکھیے قسمت کیا فیصلہ کرتی ہے۔

تمامہ نے اس فتح کی خبر بادشاہ کو بھیجی اور اسی نامہ بر کے ہاتھ عبد الرحمن بن یوسف کا سر بھی روانہ کیا جو اُس کے باپ کے سر کے برابر قرطبہ کی شہر پناہ کے اُوپر ایک کھونٹی مین لٹکا دیا گیا۔ تمامہ کی اس فتح پر عید منائی گئی۔ یوسف کے

اس بدقسمت بیٹے نے اپنی دانائی شجاعت اور اعلیٰ سپہ سالاری کے لحاظ سے ایسی ناموری حاصل کرلی تھی کہ اُس کے مارے جانے کو بڑی اہمیت دی گئی۔

اُدھر علقمہ طلیطلہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ طلیطلہ بڑا آباد شہر تھا اُس کے رہنے والے مختلف مزاج اور مختلف رائین رکھتے تھے۔ شہر والون کو کسی خاص جماعت سے نہ کوئی دلچسپی تھی اور نہ کسی مخصوص سردار سے اُن کو اُنس تھا۔ اس لیے کہ اُن کو سب سے زیادہ یہ فکر تھی کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ محاصرے کی آفت سے بہت جلد نجات ملے۔ چنانچہ شہر والون کا غالب حصہ شہر کی حمایت مین جو کارروائی کرتا اُس مین اُن لوگون کی رضامندی کو بہت ہی کم دخل ہوتا اُن کی کوششین نہ بطوع خاطر تھین اور نہ ایسی زبردست تھین کہ نتیجہ خیز ہوتین اُن مین ایسے لوگ بھی موجود تھے جنھون نے اندر ہی اندر کوشش کی کہ تمامہ کے لیے شہر کے اندر داخل ہوجانے مین آسانیان پیدا ہوجائین۔ غرض اُن لوگون نے ایسے اسباب پیدا کر دیے کہ تمامہ اچانک شہر مین گھس پڑا۔ اور یوسف کے طرفدارون نے حریف کو سر پر دیکھ کے خیال کیا کہ اب ہمین مستعدی سے بھاگ کے اپنی جانین بچانی چاہیے ہین۔ غرض ایک بھی نہ تھا جس نے اپنے گذشتہ حاکم کے نوعمر بیٹے محمد ابوالاسود کے خطرون کا کچھ خیال کیا ہو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بدر نام ایک سردار نے جو شاہ عبدالرحمن کا ایک آزاد شدہ غلام تھا اُسے زندہ گرفتار کرلیا۔ لیکن یوسف کا تیسرا بیٹا قاسم بھیس بدل کے اپنی جان بچا لے گیا۔ محمد بن یوسف کو تمامہ نے زبردست حراست مین قرطبہ روانہ کیا تاکہ بادشاہ اپنی مرضی کے مطابق اس کی قسمت کا فیصلہ کرین عبدالرحمن کے سپہ سالار تمامہ کا شہر طلیطلہ مین داخلہ نوین ذیقعدہ سنہ ۱۴۲ھ مین ہوا۔

عبدالرحمن بن معاویہ نے جب ان واقعات کی خبر سنی تو چونکہ وہ

بالطبع رحمدل واقع ہوا تھا - اور اندنون کامیابی کی خوشی مین نیکی اور خیرات کی جانب مائل تھا اس لیے نوعمر محمد بن یوسف کے حال پر ترس کھایا اور اُسے قتل سے آزاد کر کے حکم دیا کہ نہایت زبردست پہرے مین فصیل قرطبہ کے ایک زبردست برج کے اندر قید رکھا جاے -

بارھوان باب

برقرہ بن نعمان اور قاسم بن یوسف کا ہنگامہ

یوسف کا بیٹا قاسم طلیطلہ سے بھاگا تو شیخ برقرہ بن نعمان الغسانی نے اُسے جزیرۃ الخضراء مین اپنے مکان مین ٹھہرالیا - اور ایسی بہادری و شجاعت کے ساتھ اُسے اپنی حمایت مین لیا کہ اس نوجوان کے دل مین پھر حوصلہ پیدا ہوگیا کہ نئی فوج جمع کرے اور از سرِ نو بادشاہ کی قوت کا مقابلہ شروع کر دے - سُست اور کاہل لوگون کی جماعتین جو اگلی باہمی خونریزیون اور بدنظمیون سے تباہ و برباد ہو چکی تھین تھوڑے ہی زمانے مین اُس کے جھنڈے کے نیچے پھر جمع ہوگئین - اور برقرہ اور قاسم اس لشکر کو ساتھ لے کے چلے - اور اتنی کامیابی حاصل کر لی کہ شہر شدونیہ پر قابض ہوگئے - اس سے اُن کا حوصلہ اور بڑھ گیا اور اُس گروہ کی سپہ سالاری پر اترانے لگے جس مین زیادہ تعداد ایسے لوگون کی تھی جن کی غرض لڑنے سے فقط لوٹنا مارنا تھا - اب اپنے لشکر کے ساتھ انھون نے شہر اشبیلیہ پر حملہ کیا - اس شہر پر کسی کے حملے کا اندیشہ نہ تھا اس لیے اُس کی حفاظت کا بھی کوئی خاص اہتمام نہین کیا گیا تھا - نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ ناگہان اشبیلیہ پر پہونچے - اور پہونچتے ہی اندر گھس پڑے -

شاہ عبدالرحمٰن کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو جبشی سوارون کا ایک رسالہ

جو شہر مین موجود تھا اور ایسے ہی چند اور سوارون کو جو فوراً جمع ہو سکے ہمراہ رکاب لے کے قرطبہ سے چل کھڑا ہوا۔ ساتھ ہی والی طلیطلہ تمامہ بن علقمہ کو حکم بھیجا کہ بلا تامل فوج لے کے اُس کے پاس آجائے۔ عبد الرحمن جیسے ہی اشبیلیہ کے قریب پہونچا برقرہ نے شہر سے نکل کے مقابلہ کیا۔ سخت لڑائی ہوئی جس مین باغیون کا سردار برقرہ مارا گیا۔ اور اُس کے ہمراہی بے ترتیبی سے بھاگے فتح حاصل کر کے عبد الرحمن اشبیلیہ مین داخل ہوا۔ اور لوگون نے بڑی مسرت اور نہایت ہی جوش و خروش سے اُس کا استقبال کیا۔ اب حبشی رسالے کو حکم ہوا کہ بھاگنے والون کا تعاقب کرے ساتھ ہی یہ بھی تاکید کر دی گئی کہ مفرورین مین سے جو کوئی شاہی لشکر مین بھرتی ہونا چاہے اور ہتھیار رکھ دینا منظور کرے اُس کی جان بخشی کی جائے۔

اس معرکے کے چند روز بعد تمامہ بن علقمہ اشبیلیہ مین پہونچا۔ بادشاہ نے اُس کی بڑی قدر منزلت کی۔ اور نہایت عزت کے ساتھ خود اپنا مہمان کیا۔ اور اس سے کہا چند روز تک میرے پاس رہ کے تم آرام لے لو۔ مگر تمامہ نے عرض کیا "حضور مین آرام لینے کے لیے نہین ہون بلکہ اس لیے ہون کہ اُن تمام باغیون کو جن سے ملک کو اذیت پہونچ رہی ہے نیست و نابود کر دون" چنانچہ وہ اجازت لے کے شدونیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس مین بلا مزاحمت داخل ہوا اس لیے کہ قاسم اور اس کے ہمراہیون کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ فصیل شہر کے اندر ٹھہر کے اُس کے پہونچنے کا انتظار کرین۔ تمامہ نے وہان پہونچ کے جیسے ہی سنا کہ یوسف کے بیٹے نے جزیرۃ الخضرا مین جا کے پناہ لی ہے تو ایسی پھرتی اور مستعدی سے اس کے سر پر جا پہونچا کہ سب کو حیرت ہو گئی اور قاسم کو خود اس کے ہمراہیون نے پکڑ کے اس کے حوالے کر دیا۔ اور وہ نامور سپہ سالار اپنے اُس قیدی کو لے کے اشبیلیہ مین واپس آیا تا کہ اُس کے حق مین بادشاہ کو جو کارروائی مناسب معلوم ہو عمل مین لائے۔

ان مہمون کے انجام مین جلد جلد ایسی ایسی مقصد وریان دیکھ کے شاہ عبدالرحمن بہت خوش ہوا۔ اور والی تمامہ بن علقمہ کی عزت افزائی کے لیے اسے اپنا حاجب یعنی میئرڈو موپیر مقرر کیا۔ اُس عہدے پر جو مامور ہوتا وہ ہمیشہ سلطنت کا وزیر اعظم سمجھا جاتا۔ اور دربار بنی امیہ کے تمام مہتم بالشان معاملات مین عام ازین کہ وہ صلح کے متعلق ہون یا جنگ کے اُس سے مشورہ لیا جاتا۔ قاسم بن یوسف کو بادشاہ نے زبردست حراست مین طلیطلہ بھیج دیا۔ اور اپنے وزیر اور معتمد علیہ بدر کو حکم دیا کہ اُس نوجوان کو وہان لے جائے۔ اور وہان کے کسی برج مین نہایت زبردست حراست مین مقید رکھے۔

اس کے بعد شاہ عبدالرحمن نے طلیطلہ کی حکومت حبیب بن عبدالملک کو دی۔ عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کو مریدہ کا والی مقرر کیا۔ اور اس کا باپ عبدالملک اشبیلیہ کا حاکم قرار پایا تاکہ اپنے فرزند سے ملنے کے لیے اسے زیادہ دور نہ جانا پڑے۔ ابراہیم بن عبدالملک کے ہاتھ مین عبدالرحمن نے ایلقان کی حکومت دی۔ محمد بن عبدالسلام بن بسیل کو تسدونیا کا حاکم بنایا۔ اور اسد بن عبدالرحمن الشیبانی کو حاکم آلویرہ مقرر کیا۔

وزیر بدر اپنے قیدی کو لیے ہوئے مدینہ طلیطلہ مین پہونچا۔ مگر وہان اُسے زیادہ ٹھہرنے کی نوبت نہین آئی تھی کہ حکم پہونچا کہ صمیل بن حاتم جو سگونٹزا مین عزلت گزین تھا اُسے بھی اپنی حراست مین لا کے مدینۂ طلیطلہ مین رکھے۔

تیرھوان باب

صمیل بن حاتم القیسی کی گرفتاری اور موت

اب شاہی حکم کی تعمیل ضروری تھی۔ اگرچہ کسی کو اس حکم کا اصلی باعث نہین معلوم

تھا۔ مذکورۂ بالا نامور سپہ سالار صمیل سگونٹزا مین اپنے مکان کے اندر بظاہر تو بالکل خاموشی کے ساتھ بسر کرتا تھا اور تقدیر کے آگے سر جھکائے ہوئے تھا۔ مگر اس خاموشی مین بھی وہ اپنے اُن پرانے دوستون سے لطف صحبت اٹھایا کرتا جو اگلے دنون مین اس کے شریک زندگی رہے تھے۔ اس کے سوا وہ اور کوئی کام نہ کرتا تھا۔

اتفاقاً ایک دن اِس خاموش سپہ سالار نے دھوم دھام کے ساتھ چند مہمانون کی دعوت کی۔ اور دعوت کے لیے بہت زیادہ اہتمام کیا۔ اس صحبت مین اُس نے دوستون کو اپنی ایک نظم سنائی جس مین اس نے بعض ایسے واقعات کی پیشین گوئی کی تھی جو عنقریب پیش آنے والے تھے۔ یہ نظم سنا کے بیٹھا ہی تھا کہ ناگہان وزیر بدر نے اپنے سوارون کے ساتھ آ کے اُس کا مکان گھیر لیا۔ اور صمیل کو اسیر کر کے طلیطلہ مین لے گیا۔ وہان چند روز تک تو وہ قید رہا۔ اور اُس کے بعد قید خانے ہی مین قتل کر ڈالا گیا۔ مگر یہ امر کبھی صاف طور پہ نہین کھلا کہ اس کے ساتھ یہ سلوک کیون کیا گیا۔ بعض لوگ تو یہ کہتے ہین کہ فقط اپنی مشہور و مسلم چالاکی و کیادی کے اندیشون سے یہ کارروائی عمل مین آئی۔ بعض کا خیال ہے کہ دشمنون نے اُس کو تہمتین لگائین۔ اور محض اُسے ضرر پہونچانے کی غرض سے بادشاہ کو اُس کی جانب سے بدظن کر دیا۔ مگر غالباً یہ الزام اُسے بے وجہ نہین دیے گئے تھے بلکہ زیادہ تر قرین قیاس معلوم ہوتے تھے۔ اس لیے کہ صمیل کے قتل کے بعد بہت سی باغیانہ سازشون کا حال کھلا جن کو فقط دو مفسد تن تنہا نہین عمل مین لا سکتے تھے جو ان کے مرتکب پائے گئے۔ اور وہ سازشین بھی ایسی تھین کہ اگر اندر ہی اندر نشو و نما پا جاتین تو بہت ہی جلد سلطنت مین سخت بدنظمیان پیدا ہوتین۔ صمیل بن حاتم کے قتل کا واقعہ سنہ ۱۴۲ھ مین پیش آیا۔

اب اشبیلیہ مین بادشاہ عبد الرحمن کا حیوۃ بن ملیمث الحضرمی نے نہایت ہی

شان وشکوہ سے استقبال کیا۔ حیوۃ شام کے ایک معزز ترین خاندان کی یادگار تھا اور اشبیلیہ کا معزز ترین شیخ تھا۔ اس نے بڑی الوالعزمی وکروفر سے بادشاہ کی دعوت کی اور اسی دعوت مین اپنا ایک قصر اور اُس کا تمام ساز وسامان بادشاہ کی نذر کردیا جسے عبدالرحمن نے محض اس خیال سے کہ اس معمر ومحترم شیخ کی دلشکنی نہ ہو قبول کرلیا۔ حیوۃ اس کے بعد چند ہی روز زندہ رہا۔ اور اُس کے مرثیے مین خود بادشاہ عبدالرحمن نے بہت ہی لطیف اشعار موزون کیے جن مین اس کی مہمان نوازی فیاضی اور دیگر صفات کا تذکرہ تھا۔ ان اشعار مین مذکور تھا کہ حیوۃ بن ملیمث دنیا سے گیا تو اس کے ساتھ خوبی۔ نیکی۔ مہمان نوازی اور شجاعت بھی دنیا سے چلی گئین ۱۴۳ھ کا زیادہ حصہ عبدالرحمن نے اشبیلیہ ہی مین بسر کیا۔ اور اُسی زمانے مین وہان ایک بہت ہی خوبصورت آلمنیہ یعنے باغ بنوایا جو ربع نالبس کہلاتا تھا۔ یہان اُس نے ایک نفیس برج بھی تعمیر کروایا اور قرطبہ کی طرح یہان بھی ایک کھجور کا درخت نصب کرایا۔ اسی سے کھجور کے وہ تمام درخت پیدا ہوئے ہین جو اب اشبیلیہ کے علاقے مین نظر آتے ہین۔ چنانچہ اسکے بعد سے وہ شہر ہی "مقام نخلہ" کے نام سے مشہور ہوگیا اور بعض لوگ کہتے ہین کہ بادشاہ عبدالرحمن نے کھجور کے درخت کی نسبت جو اشعار موزون کیے ہین وہ قرطبہ والے درخت کے بارے مین نہین بلکہ اسی درخت کی شان مین ہین۔ واللہ اعلم بالصواب

چودھوان باب

مدینہ طلیطلہ مین ابن عذرہ کی بغاوت

بادشاہ مشرقی اسپین مین جانے کی تیاریان کر رہا تھا کہ خبر آئی طلیطلہ کے ایک زبردست وصاحب اثر خاندان نے اس کے وزیر کے خلاف جو شہر کا والی ہو

بغاوت کردی۔ اور سرتابی پر آمادہ ہوگیا۔ یہ سرکش لوگ حمص سے آئے تھے۔ اور اُن کا سردار ہشام بن عذرا، الفہری تھا جو یوسف الفہری سے قرابت رکھتا تھا۔ عبدالرحمن کو یہ بھی خبر پہونچی کہ ان باغیون نے القصر یعنی ایوان شہریاری پر قبضہ کرلیا ہی۔ وزیر سازشیون کے خوف سے جان بچاکے جھٹ پٹ بھاگ کھڑا ہوا اور شہر کو اُن لوگون کے ہاتھ مین چھوڑ گیا۔ بہت سے معزز مسلمان جو باغیون کے مزاحم ہوئے بے رحمی سے کاٹ ڈالے گئے۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی سنا کہ قاسم بن یوسف قیدخانے سے نکل کے چھوٹ گیا۔ اور اس صوبے کے ہر شہر مین باغی جماعتون کو پیام بھیجا گیا ہی کہ ہمالے ساتھ آکے شریک ہو۔

تمام آوارہ و شکستہ حال گروہ جو ملک مین مارے مارے پھرتے تھے۔ سب آمادہ ہوگئے کہ باغیون کے گروہ سے آملین۔ اور ہشام بن عذرا نے ناعاقبت اندیشی کی فضول خرچی سے اپنی ساری دولت ان لوگون مین بانٹ دی۔

تھوڑے ہی دنون کے اندر اس کے گرد دس ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ مگر ان مین کثرت سے مجرم تھے یا لٹیرے جو اس سے پیشتر شاہی سطوت کے اندیشے سے کسی شہر کی سڑکون پر علانیہ اپنی صورت دکھانے کی بھی جرأت نہ کر سکتے تھے۔

یہ حالات سن کے بادشاہ عبدالرحمن کو بڑا صدمہ ہوا۔ ان واقعات پر اس نے بہت افسوس کیا اور جو لشکر قرطبہ مین موجود تھا اُسے فوراً جمع کیا۔ اپنے حبشی سوارون کو بھی مرتب کیا۔ یہ بھی حکم جاری کیا کہ اس کے عہدہ دار شہر مریدہ اور اُس کے حوالی سے بھی لشکر جمع کرکے کمک کے لیے روانہ کرین اور سب لوگ فوراً مدینۂ طلیطلہ کا رخ کرین۔ جس کی طرف وہ خود بھی چل کھڑا ہوا۔ جب قرطبہ کے سوار طلیطلہ کے قرب و جوار مین پہونچے تو تمام باغی گروہ جو قلطرادہ اور وادی العشرہ کے میدانون مین لوٹ مار کر رہے تھے سب کے سب جلدی جلدی بھاگ کے

شہر کے اندر چھپ رہے۔ اور وجہ یہ کہ وہ لوگ نہ باضابطہ سپاہی تھے اور نہ معرز قسم کی نبرد آزمائی کے عادی تھے۔ لہذا ان کو جرأت نہ ہوئی کہ عساکر شاہی سے مقابلہ کہین یا کسی کھلے میدان مین سامنا کر کے لڑین۔ تاہم شہر کے پھاٹکون کی حفاظت اور فصیل شہر کی آڑ مین یا بلند برجون کے سینے ٹھہر کے لڑنے کا کچھ نہ کچھ انتظام اُنھون نے کر ہی لیا مدینہ طلیطلہ کی وضع ایسی واقع ہوئی ہو کہ نہایت ہی بلند مقام مین ہو اور بہت ہی مضبوط ہو۔ سارے شہر کے گرد بہت ہی چوڑے آثار کی شہر پناہ ہو۔ اور ایسے زبردست برج بنے ہوئے ہین کہ شہر کی حفاظت کر لینا کچھ زیادہ دشوار نہین ہو۔

یہ دیکھ کے اور نیز اس خیال سے کہ غالباً محاصرہ کو طول ہوگا۔ محض اس بنا پر نہین کہ یہ بڑا زبردست شہر ہو بلکہ اس خیال سے بھی کہ باغیون کو کامیابی کی امید نہین ہو جس کے باعث وہ ایسی لڑائی لڑنا چاہتے ہین جیسی کہ کوئی مایوس اور جان سے ہاتھ دھونے والا لڑتا ہو بادشاہ اس بات پر راضی ہو گیا کہ جو سردار شہر پر متصرف ہو گئے ہین اُن سے صلح کی سلسلہ جنبانی کرے۔ گو کہ یہ امر بالکل اس کی مرضی کے خلاف تھا مگر اس کو کیا کرتا کہ طلیطلہ کے باشندون پر اُن لوگون کے ہاتھ سے جو فصیل کے اندر جمع تھے سخت مظالم ہو رہے تھے۔ بادشاہ کے حاجب تمامہ بن علقمہ نے بھی اس موقع پر صلح ہی کا مشورہ دیا جسے اطلاع ملی تھی کہ ایسا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک طوفان عنقریب سواحل الغرب یعنی مغربی اسپین مین بپا ہونیوالا ہو۔ جس کی وجہ سے سخت ضرورت تھی کہ اس محاصرے کا جلدی خاتمہ کیا جائے تاکہ بادشاہ کو اُن نئے ہنگامون کی طرف متوجہ ہونے کا موقع مل جائے۔

اسی خیال سے حاجب مذکور نے جو والی طلیطلہ بھی تھا باغیون کو اطلاع دی کہ اگر تین دن کے اندر تم لوگ اپنے آپ کو بادشاہ کے رحم پر چھوڑ کے ہتھیار رکھ دو گے تو مین یقین دلا سکتا ہون کہ تمھارے ساتھ اچھا برتاؤ ہو گا۔ تمھارے

قصور سے درگزر کیا جائے گا اور تمھاری یہ سرکشی معاف کر دی جائے گی۔ ہشام بن عذرا کے خاندان والون اور باشندگان شہر کے ایک بڑے گروہ نے جو محاصرے سے پہلے ہی ناراض تھا اور اب اُن لوگون کو باغی گروہون کی بدنظمیان اور زیادہ ناقابل برداشت ہو گئی تھین ہشام بن عذرا کے پاس جا کے التجا کی کہ اب آپ اطاعت قبول کر لین۔ چنانچہ اُس نے اپنے بیٹے محمد کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجا۔ بادشاہ نے اس شرط پر معافی دی کہ ہشام اسی وقت شہر کے پھاٹک کھول دے اور شاہی لشکرگاہ مین حاضر ہو جائے۔ اس حکم کے مطابق ہشام بہت ہی ڈرتے ڈرتے اور حد سے گزرے ہوئے ہراس کے ساتھ شاہی خیمے کے سامنے حاضر ہوا۔ مگر اس کی جرأت بھی اسے فقط اپنے بیٹے اور دیگر معززین شہر کو دیکھ کے ہوئی جو یہان تک اُس کے ساتھ آئے۔ آخرکار اس کی بزدلی گئی اور اُس کے دل کا دھڑکا کم ہوا اُسی دن شہر مفتوح ہو گیا۔ اور جیسے ہی شہر کا پھاٹک کھلا ہشام بن عذرا اپنے ساتھیون کے ساتھ شہر سے نکل کے بادشاہ کی حضوری مین حاضر ہوا۔

شاہ عبدالرحمن نہایت سنجیدگی کے ساتھ اور بشاش چہرے سے ملا۔ لیکن چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ان لوگون سے کہا اگرچہ یہ بغاوت اور فتنہ انگیزیان جن کے تم لوگ بانی ہوئے ہو نہایت ہی سخت سزا کی مستوجب ہین مگر سر دست مین تمھارا قصور معاف کرتا ہون۔ اور تم لوگ اطمینان کے ساتھ اپنے شہر مین جا سکتے ہو لیکن اس نے اتنی خواہش البتہ کی کہ قاسم بن یوسف پھر اپنے اسی قید خانے مین رکھا جائے اور ہشام بن عذرا کا بیٹا کفیل کی حیثیت سے میرے پاس رہے۔ بعض سپہ سالار اور سرداران فوج دونون طرف صف باندھے کھڑے تھے انھون نے ادب سے عرض کیا کہ ہشام اور حمص کے سردار جو بغاوت مین اس کے پرجوش شریک تھے ان کے سر کاٹنے کا حکم دیا جائے تاکہ دوسرون کے لیے عبرت اور

ذریعہ تنبہ ہو مگر شاہ عبد الرحمن نے کہا "اگر ساری دنیا ل جائے تو بھی اپنے قول سے نہ پھرون گا"۔ اور پھر اُن کی جان بخشی کا حکم جاری کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے سپہ سالار سعید بن المسیب کو حاکم طلیطلہ مقرر کیا اور قرطبہ کی راہ لی۔ اور مریدہ کے لوگ جو محاصرہ طلیطلہ کے لیے آئے ہوئے تھے اپنے صوبے کو واپس روانہ ہوئے۔ پادشاہ کی یہ واپسی قرطبہ سنہ ۱۴۶ھ کے آخر مین ہوئی۔

پندرھوان باب

حکومت عبد الرحمن کی مخالفت مین والی قیروان کا آنا

پادشاہ کو طلیطلہ کی مہم مین جو محنت کرنا پڑی تھی اُس سے ابھی اچھی طرح سستانے بھی نہین پایا تھا کہ تمامہ بن علقمہ نے اُس کی خدمت مین چند خطوط لاکے پیش کیے جو قبیلہ زناتہ کے مرکز مدینہ تاہرت کے شیخ نے بھیجے تھے۔ اور اُن کے ذریعے سے اطلاع دی تھی کہ والی قیروان علی بن مغیث اس بات کی تیاریان کر رہا ہے کہ سواحل اسپین پر اترے اور اس سرزمین مین مشرق کے عباسی خلیفہ ابوجعفر المنصور کی حکومت قائم کرے۔ اس کے علاوہ انھون نے یہ بھی بتایا تھا کہ تمام والیان مصر و افریقہ کے نام اس مضمون کے احکام آئے ہین کہ عبد الرحمن بن معاویہ کو ارض اسپین سے جہان اس نے پناہ لی ہے نکال باہر کرنے مین وہ سب علی بن مغیث کو مدد دین۔ چنانچہ ان امور کی بنا پر حبیب نے اپنے بادشاہ عبد الرحمن کو مشورہ دیا تھا کہ آپ باغیان طلیطلہ سے صلح کی سلسلہ جنبانی کرین۔

چند ہی روز بعد والی مریدہ نے اطلاع دی کہ ایک بڑا بھاری لشکر جس مین پیدل بھی ہین اور سوار بھی ساحل الغرب یعنی مغربی اسپین مین اترا ہے

اور مختلف شہرون مین پھیل گیا ہو یہ لوگ خلیفۂ مشرق کی حکومت کا اعلان کرتے ہین اور شاہ عبد الرحمن بن معاویہ کو ناجائز غاصب بتاتے ہین۔ یہ خبر سن کے نوعمر بادشاہ بڑی فکر مین پڑ گیا۔ لیکن اپنی ذاتی تشویش سے زیادہ اُسے اس بات کی فکر ہوئی کہ جن اضلاع پر حملہ کیا گیا ہو وہان کے لوگ اس آفت ناگہانی کی وجہ سے بڑی مصیبت مین مبتلا ہون گے۔ لہذا اپنے سردارون کو حکم دیا کہ اطراف وجوانب سے فوراً لشکر جمع کرین اور خود بھی نہایت ہی سرعت کے ساتھ مغرب کی طرف روانہ ہو گیا۔

طلیطلہ مین جیسے ہی خبر پہونچی کہ ساحل اسپین پر دشمنون نے یورش کی ہو وہان کے غیر خاموش جوش نے بغاوت کی آگ بھڑکانا شروع کر دی۔ اس لیے کہ یہ آگ ابھی پوری طرح بجھنے نہین پائی تھی۔ ہشام بن عذرۃ الفہری اور اُس کے ساتھیون نے پھر القصر (دار الامارت) پر قبضہ کر لیا۔ اور جو سامنے آیا اُسے قتل کر ڈالا جن مین والی طلیطلہ سعید بن المسیب بھی تھا۔ ساتھ ہی اُن لوگون نے قلعون کے پھاٹکون پر قبضہ کر لیا اور دعوی کیا کہ اسپین کا بادشاہ خلیفۂ مشرق ہو۔"

شہرت کی رفتار اتنی تیز کبھی نہین ہوتی ہو جتنی جلدی کہ کسی گروہ کی مصیبتون کے شائع کرنے کا کام اپنے ذمہ لے کے وہ کسی ہنگامے کا صور پھونکتی ہو۔ چنانچہ جو انقلابات طلیطلہ مین ہو رہے تھے تمام اہل قرطبہ مین مشہور ہو گئے۔ بادشاہ نے اپنے سپہ سالار بدر کو حکم دیا کہ قلنراوہ طلیطلہ اور دیگر مقامات مین جا کے لشکر جمع کرے جنکو ساتھ لیکے شہر مذکور کا تحت محاصرہ کیا جائے۔ اور یہ بھی ہدایت کی کہ وہ ہشام بن عذرا کے بیٹے محمد کو اپنے ساتھ لیتا جائے اور اعلان کر دے کہ اُسکی جان کا بچنا فقط شہر کی اطاعت قبول کرنے پر منحصر ہو۔

اس کے بعد قرطبہ و اس کے گرد و پیش کے سوارون کو جمع کر کے خود بادشاہ قسطالہ کے راستے سے سلب اور مرتولہ کی طرف روانہ ہوا جہان مریدہ کا لشکر جمع ہو رہا تھا۔ اسی اثنا مین افریقہ کے سپاہیون نے جو والی قیروان کے زیر علم تھے

ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ ہر طرف لوٹ مچا دی اور جیورہ تک لوٹتے مارتے چلے آئے۔ اور اُن شہرون کے لوگون کو اُبھارنا شروع کیا کہ عبدالرحمن کے مقابلے کے لیے ہتھیار اُٹھاؤ جو غاصب ہی۔ ایک ایسے خاندان کا مصیبت زدہ بقیۃ السیف ہی جس پر مشرق کی ہر جامع مسجد کے ممبر پر لعنت کی جارہی ہی۔ اور اُس کا نام خطبے سے نکال ڈالا گیا ہی۔ اِس آخری دلیل کو سُن کے بہت سے بزدل اور ضعیف الاعتقاد لوگ والیِ قیروان کی جانب مائل ہوے اور اُس کے گروہ مین جا ملے۔ والیِ مذکور نے عوام کے جہلا پر زیادہ اثر ڈالنے کے لیے ایک جھنڈا بنایا جو اُس کے آگے آگے چلتا اور بیان کرتا کہ یہ علم خود خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے بھیج دیا ہی۔ اور عام طور پر یہ وعدہ کیا کہ جتنے نیک مسلمان اِس کے سایے مین کوچ کرین گے اُن کو اعلیٰ درجے کی جزاے خیر ملے گی۔ اور اُن کے بڑے بڑے حقوق ہون گے۔ ایسے کاہل اور متلون مزاج لوگون کی کہین کمی نہین ہوتی جو ہر تغیر پر خوش ہوتے اور انقلاب کے شائق رہا کرتے ہین۔ اور اس کے لیے بخوبی تیار ہوتے ہین کہ جو کوئی فیاضی و دلیری کے ساتھ اُن سے بڑے بڑے وعدے کرے اُس کا اثر فوراً قبول کر لین علی بن مغیث کے اِن فضول وعدون نے آناً فاناً مین بڑا اثر پیدا کیا۔ اور اُس کے افریقی لشکر مین اِن فضول لوگون کے مل جانے سے وہ ایک بہت بڑے لشکر کا سردار بن گیا جو بظاہر نہایت خطرناک معلوم ہوتا تھا۔

اُدھر عبدالرحمن نے قرطبہ اور مریدہ کے لشکرون کو جمع کر کے تین حصون پر تقسیم کیا۔ قدام اگلا حصہ فوج۔ قلب جس مین اصلی لشکر رہا کرتا۔ اور خلف یعنی پچھلا حصہ۔ اِس فوج کا بہترین حصہ قرطبہ۔ اشبیلیہ اور شیرس کے سوار تھے۔ عبدالرحمن کے لشکر کی گرداوری کرنے والی جماعتین برابر بڑھتی چلی گئین۔ یہان تک کہ علی بن مغیث کی لشکرگاہ کے سامنے جا پہونچین۔ علی کے لشکر کی تعداد زیادہ تھی

اور اُس کے سپاہی مارے جوش کے اپنی صفون سے آگے نکلے پڑتے تھے۔ ابتداءً دونون فوجون مین چند جھپٹین ہوئین۔ جن کو کوئی زیادہ اہمیت نہ تھی۔ علی بن مغیث کی لشکرگاہ مین ہشام بن عذراء آپہونچا تھا۔ اور اُس کو مشورہ دے رہا تھا کہ دیر نہ لگائیے بلکہ تیزی کے ساتھ یلغار کر کے دارالسلطنت اسپین یعنی شہر طلیطلہ مین پہونچ جائے جسے مین نے اپنے قبضے مین کر لیا ہے کہ عظیم الشان شہنشاہ مشرق و مغرب اور مسلمانون کے حقیقی فرمان روا خلیفہ ابوجعفر المنصور کے حوالے کر دون۔ اس شیخ کے پہونچ جانے اور اُس کے بڑے بڑے وعدون کی وجہ سے والی قیروان کا حوصلہ بہت بڑھ گیا اور اُسے یقین آگیا کہ ایک ہی میدان جیت لینے سے مین سارے اسپین کا مالک ہو جاؤنگا اِس بھروسے پر اُس نے دلیری سے لڑائی کی تیاریان کر دین۔ اور دوسرے دن پو پھٹتے ہی دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوے۔ لڑائی کی ابتدا افریقہ والون کی طرف سے ہوئی۔ اور بڑی خونریز جنگ دونون لشکر والون مین ہوتی رہی۔ دوپہر تک دونون جانب یکسان حالت رہی مگر تیسرا پہر شروع ہوتے ہی اندلس والون نے اس طرح جان توڑ کے حملہ کیا کہ بیرونی حملہ آور سپہ سالار کے سامنے بدحواس ہو گئے۔ ساتھ ہی افریقہ کے پیدل اور وہ بے قاعدہ گروہ جو اُن کے ساتھ آگئے تھے جلد ہی بھاگ کے اپنی لشکرگاہ کی طرف چلے۔ اور شہر کے بعض وضیع لوگون نے اُسے خود ہی لوٹنا شروع کر دیا۔ وہ افریقی سپاہی جو لشکرگاہ کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیے گئے تھے اُنھون نے بڑے جوش و خروش سے اُن پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مفرورین پر دونون طرف سے مار پڑنے لگی۔ اور ان کی لاشون سے سارا میدان پٹ گیا۔

خود علی بن مغیث بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ لیکن اُس کی فوج کا غالب حصہ نہایت ہی بدنظمی سے بھاگا۔ جن لوگون کو ساحل کا راستہ مل سکا وہ تو اُدھر کو بھاگے اور افریقہ کا راستہ لیا۔ اُس پر بھی افریقہ کی فوج کے سات ہزار آدمیون کی

لاشین میدان جنگ مین پڑی رہ گئین۔ پھر اُن کے سپہ سالار علی بن مغیث کا سر دھڑ سے کاٹا گیا۔ اُس کا بھیجا نکال ڈالا گیا۔ اُس کی جگہ کھوپری مین کافور بھر دیا گیا۔ اور اس سر کو عبد الرحمن نے بڑی رازداری و ہوشیاری سے قیروان مین بھیج دیا۔ قرطبہ کا ایک شخص جو بڑا دلیر و جری تھا اُسے بادشاہ نے اس خدمت پر مامور کیا۔ وہ اس سر کو لے کے نہایت ہی مخفی طور پر قیروان مین پہونچا اور ایک اندھیری رات مین شہر کے سب سے بڑے بازار مین اس سر کو ایک ستون مین باندھ کے لٹکا دیا۔ دوسری صبح کو جب اہل قیروان لین دین کے لیے بازار مین آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ اُن کے والی کا سر سر بازار لٹک رہا ہے اور اس کے نیچے ایک کاغذ چپکا ہوا ہے جس مین یہ الفاظ لکھے ہین:- عبد الرحمن بن معاویہ بن امیہ گستاخ لوگون کو جو اس کی قلمرو مین گھُسنے کی جرأت کرین جیسے کہ والی قیروان علی بن مغیث نے کی تھی ایسی سزا دیتا ہے" شاہ عبد الرحمن کو یہ فتح ۱۴۶ھ مین حاصل ہوئی۔ اور بعض راوی اس سے ایک سال پیشتر بتاتے ہین۔ لیکن پہلی روایت زیادہ معتبر ہے۔

فتح کے بعد بادشاہ نے فوج والون کو حکم دیا کہ بھاگنے والون کا تعاقب کرین مگر اس کا خیال رکھین کہ جو کوئی ہتھیار رکھ دے اُس کی جان نہ لی جائے۔ اس کے بعد وہ قرطبہ مین واپس آیا تاکہ مدینۂ طلیطلہ کے پھر مغلوب کرنے کی تیاریان کرے۔

سولھوان باب

سدونیہ کے القائد کا ہنگامہ

اب ہشام بن عذرا اور اُس کے رفقا کو طلیطلہ جانا آسان نہ نظر آیا۔ جس کا شاہی سرداران فوج نہایت سختی سے محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ مگر سدونیہ جیان اور دیگر بلاد اندلس کے سردارون اور قائدون کو بغاوت پر آمادہ کرنے لگا۔ اور

اس کے بعد اُس نے یہ حماقت کی کہ سدونیہ مین قلعہ بند ہو کے بیٹھ رہا۔ اس لیے کہ وہان کے امیر الجیش سعید بن حسین الیحسبی کی بہادری پر اُسے بڑا ناز تھا۔ یہ سعید عبدری لوگون مین سے تھا اور مسطری کے لقب سے مشہور تھا۔ اسی طرح ان سرکش لوگون کے ساتھ سدونیہ کا پہلا قائد سکفان بن عکمہ اور عبداللہ بن حارث الاسدی بھی شریک ہو گئے۔ یہ عبداللہ کسی زمانے مین جیان کا قائد تھا۔ یہ دونون شخص اپنی موجودہ قسمت پر قانع نہ تھے اور انقلاب کے آرزومند تھے۔ باجہ کی شکست خوردہ فوج کے بقیۃ السیف لوگون اور ہر قسم کے ذلیل لیٹرون کو انھون نے اپنے گروہ مین شریک کر لیا۔ ایسے ایسے لوگون سے مل کے ایک گروہ بنا جسے ساتھ لے کے ان لوگون نے فصل کو لوٹ لیا۔ جن شہرون کے گرد فصیل نہ تھی اُن کو کمال بے رحمی سے لوٹا۔ مکانون مین آگ لگائی۔ درختون کو کاٹ ڈالا۔ اور اسی طرح اور بہت سی بے اعتدالیان کین جو باقاعدگی کی معرکہ آرائی مین بالکل کبھی دیکھی سنی نہین گئین۔ ان لیٹرون کی جراءت یہان تک بڑھی کہ لوٹ مار کرتے ہوے اشبیلیہ کے پھاٹکون تک جا پہونچے۔ اور ایک پھاٹک پر اچانک پہونچ جانے سے شہر کے اندر گھس پڑنے کا بھی موقع مل گیا۔ والی اشبیلیہ سے کچھ کرتے دھرتے نہ بنی اس لیے کہ مقابلے کے لیے تیار نہ تھا۔ وہ شہر چھوڑ کے چلا گیا اور باغیون نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ لیکن وہ جانے کے بعد فوراً ہی سوارون کے چند رسالون اور ایک چھوٹی سی پیدل سپاہ ساتھ لے کے واپس آیا تاکہ اُن لوگون کے شہر سے نکالنے کی کوشش کرے۔ اُس کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا کہ اُس کے پہونچتے ہی وہ لوگ بھاگ جائین گے۔ مگر اُن سرکش لوگون نے شہر مین گھستے ہی لوٹ مار شروع کر دی تھی۔ پہلے بادشاہ کے محل کو لوٹا پھر اسلحہ خانے پر ہاتھ صاف کیا۔ اور والی کے واپس آتے ہی بھاگ کھڑے ہوے۔ اِن ہنگامون کی اطلاع

عبدالرحمٰن کو بھی ہو گئی۔ یہ خبر سنتے ہی وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے حاجب کو یہ حکم دے کے کہ اس صوبے کے سوارون کو جمع کر کے فوراً آئے۔ خود اپنے افریقی اور زناتہ کے سپاہیون کے ساتھ چل کھڑا ہوا اور قبرہ۔ ایقجا اور قرمونہ کے قائدون کو بھی حکم بھیج دیا کہ اپنے اپنے شہرون کے رسالون کو ساتھ لے کے اشبیلیہ مین حاضر ہون اور اُس سے آملین۔

ہم جیسا کہ بیان کر چکے والی اشبیلیہ عبدالملک بن عمرو بن مروان کے واپس آتے ہی وہ شریر و بے اصول لوگ سر پر پاؤن رکھ کے بھاگے۔ اور جب خود بادشاہ کے آ پہونچنے کی خبر سنی تو بھاگنے مین اور زیادہ تیزی دکھائی۔ مگر سپہ سالار عبدالملک اُن کے سر پر پہونچ گیا۔ انھین شکست دے کے منتشر کر دیا۔ اور بھاگنے والون کا تعاقب کرتا ہوا سدونیہ تک چلا گیا جس مین گھس کے اُنھون نے پھاٹک بند کر لیے۔ عبدالملک نے اِس شہر کے محاصرے کا پورا بندوبست کیا۔ اور اپنے سردارون کو محاصرے پر چھوڑ کے تھوڑی سی منتخب فوج کے ساتھ اشبیلیہ مین واپس آیا تاکہ بادشاہ کے حضور مین خیر مقدم ادا کرے اور اپنی اِس غفلت کی بابت معذرت خواہ ہو جس کی وجہ سے اُن لوگون کو شہر مین گھس آنے کا موقع مل گیا۔

اِن شورہ پشت لوگون مین سے جو گذشتہ ہنگامے مین مارے گئے سدونیہ کا القائد سعید بن حسین الیحصبی بھی تھا۔ اُس کی لاش میدان مین پڑی ملی تو اُس کا سر کاٹ کے نیزے کی نوک پر بلند کیا گیا اور اُن باغیون کو جنھون نے سدونیہ مین پناہ لی تھی لے جا کے دکھایا گیا۔ یہ کارروائی قرمونہ کے القائد نے کی جو اپنی فوج کے ساتھ اِس شہر کے محاصرے مین شریک تھا۔ اس لیے کہ والی اشبیلیہ عبدالملک بن مروان مع اقیجہ۔ قبرہ۔ اور قرمونہ کے قائدون کے وہان جا پہونچا تھا۔ اِن سپہ سالارون کے پے درپے آنے کا حال سُن کے اور اُن کے

لشکرون کو دیکھ کے شدونیہ کے پناہ گزین باغیون پر ہیبت چھا گئی۔ شہر کے باشندون پر اِن شورہ پشت باغیون کو بہت ہی کم اعتبار تھا۔ اور بخوبی جانتے تھے کہ شہر کی حفاظت کا سارا بار اکیلے ہمارے ہی سر رہے گا۔ اِس اندیشے سے ان کو بھی مناسب معلوم ہوا کہ بجائے اندر پڑے پڑے سڑنے تکلیف دہ قحط اور محاصرے کی بے نتیجہ محنت برداشت کرنے اور اس کے بعد یقینی موت کا انتظار کرنے کے کھلے میدان مین نکل کے مقابلہ کرین۔ اِن لوگون نے اپنے بہت سے رفیقون کو بھی اپنا ہم خیال بنا لیا۔ اگرچہ ہشام بن عذرا الفہری جو بدنصیبی سے اِن لوگون کے ساتھ یہان محصور ہو گیا تھا نہایت جوش کے ساتھ اس رائے کی مخالفت کر رہا تھا۔ اب وہ بوڑھا ہونے کو آیا تھا۔ نہ اپنے جسم مین لڑائی کی مشقت برداشت کرنے کی طاقت پاتا تھا نہ اپنے دل مین اس کا شوق۔ مگر بدقسمت لوگ بُرے مشورے سے آپ ہی اپنے کو ہلاک کر لیا کرتے ہین اگرچہ جب قسمت پیٹھ پھیرتی اور رفاقت سے منھ موڑتی ہے تو اچھی سے اچھی نصیحت یا نہایت ہی دانائی کی پیشبندی بھی نہین کام آتی۔ اس دوران مین محاصرہ کرنے والون کے کیمپ مین بہت کم نگہبانی ہوتی تھی اور جیسی احتیاط کی ضرورت تھی اس کے لحاظ سے بہت بے پروائی سے کام لیا جاتا تھا۔ گو کہ دشمن بہت ہی نزدیک تھا مگر سرداران فوج کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا کہ محصورین کے سے بے دست و پا لوگ جن کے پاس سامان جنگ بہت ناقص قسم کا ہے کبھی ہمارے زبردست اور کثیر التعداد لشکر کے مقابلے مین نکل کے حملہ کرنے کی جرأت کرین گے۔ لیکن باغی سردارون نے قسمت آزمائی کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ وہ نہایت ہی مخفی طور پر روانہ ہوے۔ اس طرح کہ شہر والون کو مطلق خبر نہ ہونے پائی۔ اور وہ آخر شب مین دو متقابل پھاٹکون سے نکل کے چلے۔ شہر سے باہر نکل کے دونون گروہون نے ایک ہی طرف کا رخ کیا اور نہایت

خاموشی کے ساتھ آگے بڑھے۔ دل مین ٹھان لی تھی کہ یا مرجائین گے۔ یا نکل جائین گے اُن کی بس یہ تمنا تھی کہ اپنا راستہ نکال کے رونڈا کے کوہستانی علاقے مین چلے جائین اور وہان کے پہاڑون مین پناہ لین۔

بہت سے باغی خوش قسمتی سے نکل جانے مین بخوبی کامیاب ہو گئے۔ اور محاصرین کے لشکرگاہ مین سے لڑتے ہوے گزر کے پہاڑیون مین بھاگ گئے۔ انھین نکل جانے والون مین سکفان بن عکمہ۔ حفیلہ اور دوسرے سردار اُن سرکش لٹیرون کے تھے۔ لیکن خود ہشام بن عذرا الفہری اپنے گھوڑے سے زخمی ہوجانے سے نیچے گرا اور مع بہت سے دیگر باغیون کے دشمنون کے ہاتھ مین اسیر ہوگیا۔

روز روشن ہوا تو اہل سدونیہ کو رات کے واقعے کی خبر ہوئی۔ وہ نہایت خوشی کے ساتھ باہر نکلے اور ظاہر کیا کہ ہم بادشاہ کے دامن سے ویسے ہی وابستہ ہین جیسے کوئی دوسری وفادار رعایا ہوگی۔ والی اشبیلیہ عبدالملک نے ان واقعات کی اطلاع ایجہ اور قرمونہ کے قائد کے ذریعے سے بادشاہ عبدالرحمن کو کی اور یہی قاصد باغی ہشام کا سر بھی لے گیا۔ جو اُس کے گرفتار ہوتے ہی بلاتامل کٹوا لیا گیا تھا کیونکہ عبدالملک کو اندیشہ تھا کہ اگر بادشاہ عبدالرحمن کا سامنا ہوگیا تو وہ اپنی غیر معمولی رحمدلی کے باعث اُس کی جان بخشی کر دے گا۔ یہ واقعات سنہ ۱۴۹ھ مین پیش آئے۔

سترھوان باب

شاہ عبدالرحمن بن معاویہ کے مقابلے مین داعی مکنسہ کا آنا

سکفان۔ الحفیلہ۔ عبداللہ بن حارثہ اور اُن کے رفیق جنھون نے رونڈا کے پہاڑون اور آلویرہ کے نواح مین پناہ لی تھی بجائے اس کے کہ اپنی اس خوش نصیبی پر مطمئن ہون کہ ایسے سخت خطرون سے جان بچا کے بھاگ آنے کا موقع مل گیا

اُندلس سے روانہ ہوکے افریقہ مین پہونچے۔ اور ارض المغرب (مغربی افریقہ) کے والیون سے مدد مانگی۔ وہان اُنھون نے جن جن حاکمون سے مدد مانگی اُن مین ایک نوجوان والی مکینسہ بھی تھا جس کا نام عبد الغافر المکینسی تھا۔ اُسے اِس بات پر ناز تھا کہ مین جناب رسالتماب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادی اور آپ کے ابن عم حضرت علیؓ کی بیوی فاطمہؓ الزہراء کی نسل سے ہون۔

اُس کے ساتھ مختلف مقامات افریقہ کے بہت سے فتنہ انگیز جمع ہوگئے۔ اور اُن وعدون پر پھولے نہ سماتے تھے جو رونڈا اور الویرا کے مفرور باغیون نے اُن سے کیے۔ اِن باغیون نے یہ چالاکی بھی کی کہ والیان افریقہ کی شہرت اور دولتمندی کے متعلق حیرت انگیز افسانے مشہور کر دیے جن کی نسبت بیان کیا گیا کہ عنقریب سمندر سے اُتر کے آئین گے اور اپنے ساتھ بڑا بھاری لشکر جرار اور بہت سا خزانہ لائین گے۔ تاکہ اُن اچھے اور اطاعت کیش مسلمانون کو انعام دین جو اُن کے ساتھ بادشاہ الداخل سے مقابلہ کرین گے۔ کیونکہ یہ شخص بغیر کسی استحقاق کے تخت اسپین پر قابض ہوگیا ہے۔

اِن فتنون اور شورشون کی خبر فوراً قرطبہ مین پہونچی تو عبد الرحمن نے حکم دیا کہ الویرہ کے لوگ ان باغیون کے مقابلے پر فوراً روانہ کیے جائین۔ جو پہاڑون مین چھپے ہوئے ہین۔ اِس بہانے سے اُس نے اپنے لوگون کو لڑائی کے لیے تیار کرنے کی بنیاد ڈالی۔ ایک زبردست لشکر النقاب مین قائم کیا اور احکام جاری کیے کہ سواحل پر جو جہاز موجود ہین تمام بندرگاہون کی نگرانی کرتے رہین علی ہذا القیاس بادشاہ نے اُن لوگون کے لیے جو باغی سردارون کا سر لائین بڑا بھاری انعام مقرر کر دیا۔ یہ آخری تدبیر ایسی تھی کہ باغیون مین سخت تشویش پیدا ہوگئی۔ اس لیے کہ باغیون مین چند ہی ایسے تھے جو ایک دوسرے پر

بھروسہ کرنے کی جرأت کرسکتے ہون۔ اور اس کا ثبوت بھی اِسی سے مل گیا کہ انعام کا اشتہار ہوئے زیادہ زمانہ نہین گذرا تھا کہ عبداللہ بن حارثہ الاسدی کو خود اُس کے سپاہیون نے مدینہ جیان مین قتل کر ڈالا۔ اُس کا سر لے کے قرطبہ مین آئے۔ اور اُسے بادشاہ کے سامنے لاکے پیش کر دیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۴۹ھ کا ہے۔

اِسی زمانے کے قریب صوبہ آنویرا کے والی آسد بن عبدالرحمن الشیبانی کو جو پہاڑون مین باغیون سے لڑ رہا تھا اور لڑائیون کا مختلف انجام ہوتا تھا۔ خبر پہونچی کہ سوارون اور پیدل فوج کا ایک بڑا بھاری گروہ وہان سے قریب ہی ساحل اسپین پر افریقہ سے آکے اُترا ہے یہ پہلا لشکر تھا جو والی مکنیسہ نے بھیجا تھا۔ اور جب یہ لشکر اُن گروہون سے ملنے مین کامیاب ہو گیا جو پہاڑون مین پناہ گزین تھے تو باغیون کی دلیری بڑھ گئی۔ اور اُنھین جرات ہوئی کہ میدانون مین آکے اپنی صورت دکھائین ان دنون بادشاہ عبدالرحمن اپنے والیون کو اس بات پر آمادہ کر رہا تھا کہ طلیطلہ کے طولانی محاصرے کا خاتمہ کرین جس کی کارروائی بہت غفلت کے ساتھ اور کسی قدر بے توجہی سے جاری تھی۔ اس غفلت کا باعث کچھ تو یہ امر تھا کہ محاصرہ کرنے والون اور اہل شہر مین باہم تعلقات قایم تھے۔ دونون فریقون مین کسی لڑائی کی نوبت ہی نہین آئی۔ اور خود محاصرہ کرنے والے جو دریا کے ذریعے سے اُنھین رسد پہونچا رہے تھے اس کی کوئی روک نہ تھی۔ علاوہ برین گرد و نواح کے لوگ بغیر کسی روک ٹوک کے اپنے کھیتون کو بوتے جوتتے تھے اور کوئی مزاحم نہ ہوتا۔ اسی قدر نہین اپنی پیداوار بھی وہ تھوڑی سی دشواری اُٹھا کے شہر مین پہونچا دیا کرتے۔ جب تک عبدالرحمن نے تمامہ بن علقمہ کو نہین بھیجا اور اُس نے محاصرے مین سختی نہین کی فصیل شہر پر بھی کبھی حملہ نہین کیا گیا۔ اِس کے پہونچنے کے بعد اِس کی تیاریان ہونے لگین کہ دیوار شہر پناہ جس مقام پر زیادہ

نیچی اور اِس قابل ہو کہ آسانی سے قابل گزر بنائی جاسکے وہان اُس مین نقب لگائی جاے۔

آخر جب شہر والون نے یہ دیکھا کہ اب محاصرے کی کارروائی نہایت مستعدی سے ہو رہی ہے تو ڈرے کہ محاصرہ کرنے والون نے اگر شہر فتح کر لیا تو اُن کے غصے سے بچنے کی کیا تدبیر ہوگی۔ اور قاسم بن یوسف الفہری اور اُس کے طرفدارون کو صلاح دی کہ وہ لوگ دریاپیر کے طلیطلہ سے بھاگ جائین اور حوالی شہر کے ایک مقام مین جو مقرر کر دیا گیا تھا جا کے ٹھہرین۔ چنانچہ یہی ہوا۔ اور جیسے ہی اہل شہر کو معلوم ہوا کہ قاسم جا چکا اُنھون نے بلاتامل پھاٹک کھول دیے اور بادشاہ کی رحمدلی کے بھروسے پر عفو تقصیر کے لیے التجا کرنے لگے اور یہ عذر پیش کیا کہ ہم سے جو کچھ ہوا اِس مجبوری سے ہوا کہ ہم الفہری کے لشکر اور اس کے لوگون کے ہاتھ مین تھے۔ ماسوا اس کے اُنھون نے یہ بھی ظاہر کیا کہ وزیر سعید بن المصعب کے قتل مین ہم بالکل نہین شریک تھے۔ یہ سارا کام قاسم کے طرفدارون اور اہل حمص کا تھا۔ تمامہ بن علقمہ نے شہر والون سے وعدہ کیا کہ مین تمھارے عذرات کو بادشاہ کے ملاحظے مین پیش کر دون گا۔ مگر اتنی احتیاط سے کام لیا کہ اُن کے ہتھیار لے لیے۔ اور اُنھین اِس قابل نہ رکھا کہ اور کسی قسم کی شرارت کر سکین۔ مدینۂ طلیطلہ کی اطاعت قبول کرنے کا واقعہ ۱۴۸ھ کے آخر مین پیش آیا۔

اٹھارھوان باب

جلیقیہ کی مہم اور المکنیسی اور صقلبی سے لڑائی

اسی سال بادشاہ عبد الرحمٰن نے سرحد کے سرداران فوج نصر بن عبد اللہ الافبعی کو جلیقیہ کے پہاڑون اور کوہستان

باسک۵ کی طرف روانہ کیا جو کہ اسپین کے شمال مین ہین حسب الحکم شاہی وہ کوہستان جلیقیہ مین جا پہونچے اور کئی مسیحی باغی گروہون کو مغلوب کیا جنھون نے اس ملک کی دشوار گزاری پر بھروسہ کر کے بادشاہ کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ اِن لوگون مین سے اکثر سرکش اور بے دین مفرورین تھے جو مختلف صوبجات سے بھاگ کے یہان آ گئے تھے۔ اس مہم سے فارغ ہو کے لشکر ہر قسم کی دولت سے لدا پھندا مع بہت سے اسیرون اور مویشیون کے گلون کے قرطبہ مین داخل ہوا۔

اہل جلیقیہ کی نسبت جو علی العموم یہی بیان کیا جاتا ہے کہ فرنگستان کے تمام لوگون سے زیادہ بہادر ہین مگر بالکل جنگلی اور بہائم صفت وحشی۔ وہ کبھی نہ نہاتے ہین نہ کبھی کپڑے دھوتے ہین۔ اور کپڑون کو جب تک چیتھڑے ہو کے بدن سے گر نہ جائین نہین بدلتے۔ اُن کے جسم سے کپڑے چیتھڑے اور گودڑ بن کے اُترتے ہین۔ بے اجازت وہ ایک دوسرے کے گھر مین چلے جاتے ہین۔ اور رہتے بھی اِس طرح ہین کہ گویا سب باہم مشترک ہین۔

اِسی سال بادشاہ عبد الرحمن نے مدینۂ قرطبہ کی فصیل کی مرمت کروائی اور اُس کی چاردیواری کے اندر ایک قلعہ تعمیر کرایا۔

اِسی زمانے کے قریب والی آلویرہ اسعد بن عبد الرحمن الشیبانی اپنے لشکر کو لے کے اُن سرکش باغیون اور لٹیرون کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ جن کی بے اعتدالیون سے سواحل المنقاب اور البیریہ مین شورش مچی ہوئی تھی اور ان کے ہاتھون سے اطراف مین اندوہناک برہمی پیدا ہو گئی تھی۔ اسعد اس فوج کشی مین اُن گروہون پر فتحیاب ہوا۔ اور اُنھین مار کے بھگا دیا۔ گمر

---

۵ غالباً آج کل مشہور خلیج بے آف بسکے کو یہ نام اسی کوہستان سے ملا ہے (مترجم اردو)

خود اُس پر ایک ایسا کاری نیزہ پڑ گیا کہ مجبوراً الویرہ مین واپس آیا۔ اور اُس زخم سے جان بر نہ ہو سکا۔

یہ واقعہ آغاز سنہ ۱۵۰ھ مین پیش آیا اور بادشاہ کو اُس اعلی افسر کے ضائع ہونے کا نہایت صدمہ ہوا کیونکہ اسعد بن عبدالرحمن کی وہ اس کی شجاعت ودانائی کی وجہ سے بڑی عزت کرتا تھا۔ یہی والی غرناطہ کے نئے قلعے کی تعمیر کا مہتمم تھا۔ اور اب بادشاہ نے اُس کی جگہ ایک شامی شخص عبدالسلام بن ابراہیم کو متقرر کیا جو قابل اور تجربہ کار تھا۔ یہ عبدالسلام اور اس کے دو فرزند عبدالرحمن بن معاویہ کی خدمت بڑی جانبازی سے بجا لاتے تھے۔

اِس اثنا مین کوہستان کے باغیون کو اتنی کامیابی حاصل ہو گئی کہ ایک دوسرا لشکر ساحل اسپین پر آکے اترا۔ اس مین بالتخصیص اہل افریقہ تھے جو عبدالغافر المکنیسی کی کمک کے لیے بھیجے گئے تھے۔ اِس کمک کے پہونچنے سے اُن سرکش لوگون کا حوصلہ جو کوہستانی علاقے مین ہنگامے مچائے ہوئے تھے اِس قدر بڑھ گیا کہ پھر کھلے میدانون مین آ آکے مقابلہ کرنے لگے اور اُن کے سبک سیر سوار یہان تک بڑھ آئے کہ نواح ارقوس اور آوسونا پر بھی حملہ کر دیا۔ والی اشبیلیہ کو اِن واقعات کی اطلاع ہوئی تو بغیر اس کے کہ کوئی اور لشکر جمع کرے فقط اپنے شہر اور علاقہ قرمونا کی فوجون کو جمع کر کے اُن سرکشون کی سرکوبی کو روانہ ہو گیا۔ لیکن اُس کی فوج اور پہاڑی لوگون مین جو چند جھپٹین ہوئین وہ کچھ زیادہ اہمیت نہ رکھتی تھین۔ اب اُس نے بادشاہ کی خدمت مین لکھا اور اُس سے سواران علاقہ قرطبہ کی ایک فوج اپنی کمک پر طلب کی۔ اُسے امید تھی کہ اُن سوارون کی مدد سے وہ باغیون کا حوصلہ پست کر دے گا۔ چنانچہ ایجہ اور ربائنا کے قائدون کو حکم ہوا کہ اپنی فوج کے ساتھ جا کے والی اشبیلیہ کے لشکر سے

مل جائیں۔ اب ان سرداروں نے اشبیلیہ اور قرمونہ کے سپاہیوں کے ساتھ شریک ہو کے عبدالغافر اور اُس کی فوجون سے مقابلہ شروع کر دیا مگر ان لڑائیون کا انجام مختلف قسم کا ہوتا رہا۔ اور متعدد مگر غیر اہم لڑائیون مین زیادہ وقت صرف ہو گیا۔ افریقہ والے بڑی قابلیت کے ساتھ اپنا موقع تلاش کر لیتے تھے۔ اور کسی مستقل لڑائی کے تمام موقعون سے بڑی ہنرمندی کے ساتھ بچ جاتے تھے۔ تابڑ توڑ اچانک حملے کر کر کے اُنھون نے حریفون کو پریشان و بدحواس بھی کر دیا اُن کے یہ حملے اکثر اوقات رات کے وقت شبخون کی وضع مین ہوا کرتے۔ گویا اُن کی غرض اتنی ہی تھی کہ شاہی لشکرون کو برابر پریشان کرتے رہین۔ اور ایک لمحے کے لیے بھی اُن کو آرام نہ لینے دین۔ اور جب اُن کا تعاقب کیا جاتا تو فوراً وہ لوگ اپنی پہاڑیون مین جا کے پناہ گزین ہو جاتے اور وہان سے نکلتے صرف اُس وقت تھے جب اُن کے آنے کا وہم و گمان بھی نہ ہوتا۔ ان باتون کا نتیجہ یہ تھا کہ اندلوسیہ کے سوار اپنی اُن کامیابیون سے جو باغیون پر حاصل ہوئی تھین فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ اور شاہی لشکر کا یہ مہتم بالشان حصہ بالکل بے کار ثابت ہوا۔

۱۵۱ھ کے آغاز مین لشکرون سے لدے ہوئے دس بڑے بڑے جہاز شہر طرطوس کے قریب آئے جہان اُن کے افسرون کو ساحل پر لشکر اُتارنے کا موقع مل گیا۔ اِن کا سپہ سالار عبداللہ بن حبیب الصقلبی تھا۔ باغیون کی فتحون اور اُن کی پیش قدمی کی بے بنیاد خبرین سُن سُن کے وہ اِس بات پر آمادہ ہوا تھا کہ لشکر جمع کر کے اُن کی کمک کرے۔ اِس قسم کے غلط واقعات کی شہرت نے والیان افریقہ کو بڑا لالچ دلا دیا تھا۔ اور سب کے دلون مین شوق پیدا ہو گیا تھا کہ مشہور خیالی و وہمی شان و شوکت کے حاصل کرنے مین

باغیون کے ساتھ شریک ہون۔ یہ نیا لشکر جیسے ہی ساحل پر اُترا اُس نے لوگون سے بیان کیا کہ اسلحہ اور فوجون کی اور بہت بڑی بڑی کمکین پیچھے آرہی ہین جو پہونچا ہی چاہتی ہین۔ اور دعویٰ کیا کہ ابن معاویہ نے جو سلطنت غصباً حاصل کر لی ہے عنقریب اُس سے نکال باہر کر دیا جائے گا۔ جو سردار حوالی طرطوسہ کی فوج پر متصرف تھا اُس نے بلا تامل ان واقعات کی خبر اپنے علاقے کے والی کو کی۔ والی نے حکمرانان طراغونہ اور برشلونہ کو اطلاع دی۔ وہان سے اِس نئے لشکر کے اترنے کی شہرت سارے اسپین مین پھیل گئی۔ اور اِس فوج کی تعداد اور اُس کے سپاہیون کے اوصاف بڑے بڑے مبالغون کے ساتھ بیان کیے جانے لگے۔

شاہ عبدالرحمٰن کو اِن افریقی لوگون کے پہونچنے کی اطلاع ملی تو اُس نے بذات خود ارض تدمیر اور بلنسیہ کی راہ لی۔ سوا زناتہ کے رسالے کے اور اُن سردارون کے لشکر کے جو اُس وقت قرطبہ مین موجود تھے اور کسی فوج کو ساتھ نہین لیا۔ مگر حکم جاری کر دیا کہ ایک بڑا بھاری لشکر جمع ہو اور راستے مین آکے مجھ سے مل جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر قبل اِس کے کہ بادشاہ بلنسیہ مین پہونچے والی طرطوسہ کے قاصدون نے آکے مژدہ سنایا کہ کرکہ اور طراغونہ کے لوگون نے مل کے افریقہ والون کو شکست دے دی اور تھوڑی ہی زحمت برداشت کر کے بھگا دیا۔ اُس قاصد نے یہ بھی بیان کیا کہ پناہ گزین لوگون کو اس بارے مین بھی کامیابی نہین ہوئی کہ اپنے باقی ماندہ منتشر لوگون کو جہازون پر سوار کرائین اِس لیے کہ طراغونہ کے جہازون نے افریقی فوج کے جہازون مین یا تو آگ لگا دی یا انہین وہان سے نکال دیا۔ جس کی وجہ سے مفرورین مجبور ہوئے کہ پہاڑیون مین جا کے چھپین۔ جہان آپ کے سرداران فوج اُن کا تعاقب

گزر رہے ہین۔

یہ خبر سُن کے بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور گو کہ اب اُس کی موجودگی کی ضرورت نہ تھی مگر اُس نے ارادہ کیا کہ اپنے سفر کو ترک نہ کرے۔ اُسے شوق تھا کہ اِس موقع پر جو لوگ سلطنت کی ایسی اچھی خدمت بجا لائے خاص اُن کے شہرون مین جا کے اُنھین دیکھے۔ اس خیال سے وہ برشلونہ مین گیا۔ اور وہان کے والی عبد اللہ بن سالمہ کی خود اُس کے سامنے تعریف کی۔ اس لیے کہ اُسی کی شجاعت و دلیری اِس کامیابی کا اصلی باعث ہوئی تھی۔ عبد الرحمن نے اِس بندرگاہ کے جہازون کو جس حالت مین پایا اُس پر بھی اپنا اطمینان ظاہر کیا اور والی سے کہا اِن جہازون کو ایسی ہی نتیجہ بخش حالت مین رکھو۔ اہل طراغونہ نے جو کارروائی کی تھی اُس سے بخوبی آشکارا ہو گیا تھا کہ ساحل کی حفاظت کے لیے اِن جہازون کی کس قدر اہمیت سے ضرورت ہے۔ اس کے بعد عبد الرحمن بلاد ہُوسکا اور سرقسطہ مین ہوتا ہوا واپس آیا۔ ہر جگہ بڑے جوش و خروش اور نہایت ہی مسرت کے ساتھ اُس کا خیر مقدم ادا کیا گیا۔ اور صاف طور پر نمایان ہو گیا کہ لوگون کو اپنے بادشاہ کی ذات سے کس قدر دلبستگی ہے۔ چند روز اِن شہرون کی سیر مین مصروف رہ کے وہ طلیطلہ پہونچا جہان تھوڑے زمانے تک قیام کیا۔ پھر قلطراوہ مین ہوتا ہوا قرطبہ مین واپس آیا جس دن وہ اپنے دار السلطنت مین داخل ہوا ہے عید منائی گئی۔ اور سچ یہ ہے کہ اُس کے نزول اجلال پر تمام لوگون کو سچے دل سے بے انتہا خوشی تھی۔

اب نظر آیا کہ صقلبی کا ساحل پر اترنا کوہستان کے باغیون مین اِس عنوان سے بیان کیا گیا کہ ان لوگون نے ایک بڑی بھاری فتح حاصل کر لی یہ جھوٹ واقعہ سُن کے المکینسی کے لشکر والون کا حوصلہ اِس قدر بڑھ گیا کہ

جس احتیاط سے وہ اپنے کو بچا بچا کے لڑا کرتے تھے اُس کے خلاف اُن لوگون نے ارادہ کیا کہ پھر ایک دفعہ قسمت آزمائی کرین چنانچہ اَسطبہ کے میدان مین وہ اشبیلیہ والون سے لڑے اور اتنی کامیابی بھی حاصل کرلی کہ باَنیا اور قرَامونا کے قائدون کے لشکر مین بدنظمی پیدا کردی اور اُن کو بھگا دیا۔ یہ ایک ایسی کامیابی تھی جس پر گھمنڈ اور ناز کرنے مین اُنھون نے کوئی کسر نہین اٹھا رکھی۔

انقلاب پسند لوگونکو امن وامان کی موجودہ حالت پسند نہ تھی اُن مین باغیون کی اِن فتحون کا حال سُن کے پھر بڑا جوش پیدا ہوگیا۔ اور چند بے قرار اور باغیانہ خیالات رکھنے والے جو اَب تک مدینۂ اشبیلیہ مین دبے پڑے تھے۔ اِس بات پر آمادہ ہوگئے کہ عبدالغافر المکنیسی سے تعلقات پیدا کرلین۔ اِن نمک حرامون مین سب سے زیادہ فتنہ جُو ایک شیخ تھا جو جیوّن بن سالم کہلاتا تھا۔ اُس شخص کے ذریعے سے اُنھون نے یہ منصوبہ دلون مین ٹھرایا کہ جیسے ہی المکنیسی کا لشکر سامنے نمودار ہو شہر اُس کے حوالے کردین۔

اُنیسوان باب

المکنیسی کا اشبیلیہ مین داخلہ اور اُس کی موت

اب عبدالغافر المکنیسی نے اُن تمام لوگون کو جو ساتھ دینا چاہتے تھے جمع کیا اور کوہستان رونڈا اور انطی قیرہ سے جس قدر لشکر جمع ہوسکا جمع کرکے پہاڑون سے اُترا۔ اور جب سب اکٹھا ہوگئے تو اُس نے اپنے سردارون کو حکم دیا کہ علی الصباح پو پھٹتے ہی قرطبہ اور اشبیلیہ کے لشکر پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہوجاؤ“

اشبیلیہ کے لشکر قُدام کی سرداری وہان کے والی عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے قاسم کو دی تھی۔ مگر وہ ابھی نہایت ہی نوعمر اور لڑائی کی دہشت سے

ناآشنا تھا سرداری کی باگ ہاتھ مین لے کے بڑھا کہ دشمن کے لشکر کی حالت کا اندازہ کرے۔ ناگہان حریف کے ایک زبردست حصۂ فوج نے اچانک اُس پر حملہ کر دیا۔ اُس نے گھبرا کے بے لڑے بھڑے گھوڑے کی باگ پھیر دی۔ اور باپ کی لشکرگاہ مین واپس چلا آیا۔ عبدالملک بیٹے کو یون واپس آتے دیکھ کے نہایت ہی غصے سے چلّایا "مرجا بودے! تو نہ سچا مردانی ہی ہے اور نہ میرا بیٹا!" یہ کہتے ہی طیش مین آ کے اپنا برچھا نوجوان فرزند کے سینے پر اِس زور سے مارا کہ قاسم اُسی جگہ زمین پر گر کے مر گیا۔ گرد و پیش کے تمام لوگون نے اِس واقعے کو حیرت کی نظر سے دیکھا۔ مگر باپ نے کمال استقلال سے حکم دیا کہ "لاش کو میرے سامنے سے ہٹا لے جاؤ"۔ اِدھر لوگ لاش کو لے گئے اور اُدھر مخبرون نے خبر دی کہ دشمن کا لشکر برابر بڑھتا چلا آتا ہے۔

یہ سنتے ہی عبدالملک نے لوگون کو حکم دیا کہ فوراً دشمن کو روکو اور دم بھر مین دونون لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہو گئے۔ چند معمولی گرد آوریون مین آفتاب نکل آیا۔ اور قبل اس کے کہ آفتاب ذرا بھی بلند ہونے پائے لڑائی سارے لشکر مین پھیل گئی۔ اور سخت خونریزی کا بازار گرم ہو گیا جس مین دونون گروہ پوری شجاعت دکھا رہے تھے۔ آخر عبدالملک کی کوششین غالب آئین اور اُس نے دشمنون کی صفون کو درہم و برہم کر کے شام ہوتے ہوتے اُنھین پوری شکست دے دی۔ شکست کھانے والے رات ہونے سے پیشتر ہی ہر طرف بھاگنے لگے۔ باغی سوارون کے بڑے حصے نے مُوردرا اور نآرشینا کا رُخ کیا۔ اور اُن کی پیدل فوج نے لیت اور اس علاقے کے کوہستان کی راہ لی۔ مگر لڑائی کی مشقت اور تھکن نے عبدالملک کے لشکر کو اِس قابل نہین رکھا تھا کہ بھاگنے والے لشکر کا تعاقب کرے۔

دوسرے دن المکینسی کے لوگ اس اندیشے سے کہ عبد الملک آ نہ جائے اور اِس دھڑکے سے کہ وہ قریب آ پہونچا ہو اِس بات پر آمادہ ہوے کہ اِس کے بعد لڑائی کا خیال ہی چھوڑ دین۔ اس وجہ سے جو لوگ اشبیلیہ پہونچ سکتے تھے اُنھون نے اُس شہر مین پہونچنے کی جلدی کی۔ لیکن زخمیون اور بہت سے پیدل سپاہیون نے بھاگ کے پہاڑون مین پناہ لی۔ اور عبد الغافر المکینسی نے حیون بن سالم کے اِس وعدے پر بھروسہ کرکے کہ اُس کی صورت دیکھتے ہی وہ شہر کے پھاٹک کھول دے گا۔ اشبیلیہ کا راستہ لیا۔ عبد الملک افریقی سردار کے اِس ارادے کو سمجھ گیا اور بغیر اس کے کہ اپنے سپاہیون کو دم لینے کی زیادہ مہلت دے عبد الغافر کے پیچھے پیچھے چل کھڑا ہوا۔ اور مقام الشرافہ مین جو اشبیلیہ کے متصل ہی تھا جا لیا۔ یہان پھر ایک سخت لڑائی ہوئی جس مین دونون لشکر یکسان دلیری و جانبازی سے لڑے۔ اور خود عبد الملک مع اپنے بہت سے معزز افسرون کے سخت زخمی ہوا۔

اتنے مین فتنہ جُو باشندگان شہر نے القصر (دار الامارت) پر قبضہ کر لیا۔ اور وہان کے وزیر کو مع اُس کے بہت سے رفیقون کے قتل کر ڈالا۔ سپہ سالار ابن عبدہ غوارہ بھی سخت زخمی ہوا اور مردہ سمجھ کے ڈال دیا گیا۔ لڑائی کے بعد سازشی لوگون نے شہر کے پھاٹکون پر قبضہ کر لیا اور مکینسی کی صورت دیکھتے ہی جلدی سے اُن کو کھول دیا تاکہ وہ آسانی سے شہر مین داخل ہو جائے۔ اور پھر اُس کے لیے ایسے ذرائع پیدا کرین کہ دریا کے پار اُتر جائے۔

مگر عبد الغافر کے لشکر کا یہان فقط ایک ہی رات قبضہ رہا۔ اشبیلیہ اور قرطبہ کے سردار اُن کا تعاقب کرتے ہوے آئے اور شہر مین گھس پڑے۔ اُس وقت لڑنے والون کا مارا جانا۔ جو لوگ مشغول جنگ تھے اُن کی ہانک پکار۔ اور عام

لوگون کا شور و غل۔ یہ سب چیزین شہر مین ہنگامہ پیدا کیے ہوئے تھین۔ یہانتک کہ رات کے اندھیرے نے اِس ہنگامے کو موقوف کرایا۔ کیونکہ اب دوست دشمن کا امتیاز غیر ممکن ہو گیا تھا۔

عبد الغافر مکینسی کو فوراً معلوم ہو گیا کہ اشبیلیہ مین اُس کا ٹھہرنا غیر ممکن ہے۔ اس لیے راتون رات اُس نے سلح خانون۔ ایوان شہریاری اور والی شہر کے مکان کو خوب لوٹا جو کچھ دولت شہر مین ہاتھ لگ سکی اُسے لاد پھاند کے ساتھ لیا۔ اور صبح ہونے سے پہلے ہی چلدیا۔ اُس کے ساتھ اُس کے آدمی بلکہ وہ تمام باغی بھی گئے جو اشبیلیہ مین جمع ہو گئے تھے۔ افریقی سردار کے اِن طرفدارون کو اب اپنی شرارت اور شورش کا انجام بہت ہی کم قابل اطمینان نظر آتا تھا۔ عبد الغافر نے باوجودیکہ گھوڑے تھک گئے تھے کوچ مین بہت جلدی کی۔ اور بغیر اس کے کہ کوئی اُس کا تعاقب کرے قسطلہ[عہ] مین پہونچ گیا۔

شاہ عبد الرحمن مسلمانون کی ان باہمی لڑائیون کے مدت تک قائم رہنے سے نہایت پریشان تھا۔ گو کہ یہ لڑائیان زیادہ اہمیت نہین رکھتی تھین مگر جو لوگ مصروف کارزار تھے تھک گئے تھے اور عاجز آگئے تھے۔ علاوہ برین ملک کے تمام شورش پسندون اور سلطنت کے کل بدمعاشون کو اس شورش کی بدولت ایک بہانہ ہاتھ آگیا تھا۔ اور کہین نہ کہین پناہ مل جاتی تھی۔ اب بادشاہ نے والی مریدہ کے نام حکم بھیجا کہ اپنے سوارون کو قرطبہ مین بھیج دو۔ اور اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ مین نہایت مستعدی کے ساتھ المکینسی کے مقابلے مین میدان جنگ گرم کر دون گا۔ اور دعوی کیا کہ جب تک باغیون کو سیدھا نہ کر دون گا اور اُن کی ذات سے جو ہنگامے پیدا ہوئے ہین مٹ نہ جائین گے ہتھیار نہ رکھون گا۔ اس حکم کے پہونچتے ہی

[عہ] اب اس شہر کو گزالا کہتے ہین (کاڈی)

والی مَریدہ نے اپنے مخبرون کو جمع کیا اور سارے لشکر کو ساتھ لے کے روانہ ہوا کہ پادشاہ کے ہمراہ رکاب میدان مین جائے۔

یہ کارروائیان ہو ہی رہی تھین کہ قرطبہ مین خبر آئی المکنسی اشبیلیہ مین داخل ہوگیا اور شہرت جو ہمیشہ جھوٹی ہوا کرتی ہے یہ تھی کہ اشبیلیہ کے لشکر کو اور اُس کے ساتھ قرطبہ والون کو بھی شکست ہوگئی۔ ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا گیا کہ شاہی لشکر بڑی بدنظمی سے بھاگا۔

لیکن عبدالرحمن اشبیلیہ کی سچی حالت سے بخوبی واقف تھا۔ جانتا تھا کہ والی عبدالملک سخت زخمی ہوچکا ہے اور گو کہ افریقہ کے سوارون کے سوا اور کوئی لشکر اُس کے جھنڈے کے نیچے موجود نہ تھا مگر چاہتا یہ تھا کہ بذات خود جا کے باغیون کا تعاقب شروع کر دے۔ اس لیے کہ والی تعاقب کرنے کے قابل نہین رہا تھا۔ اگر حاجب تمامہ بن عامر بن علقمہ نے بادشاہ کو اس جانب مائل کیا کہ مَریدہ کے لشکر کے پہونچ جانے کا انتظار کیجیے مجھے یقین ہے کہ اُن کے آنے مین زیادہ دیر نہ ہوگی دراصل پادشاہ کے اکثر معزز مشیرون کی یہ رائے تھی کہ پادشاہ کو بذات خود ان ڈاکوون اور جرائم پیشہ لوگون کے مقابلے پر نہ جانا چاہیے۔ لیکن عبدالرحمن رعایا مین امن و امان برقرار رکھنے کے جوش مین بے صبر ہو رہا تھا۔ اُسے ایک ایک دن ایک ایک برس کے برابر معلوم ہوتا تھا۔ اور کسی طرح اُس کی یہ سب سے بڑی آرزو پوری ہونے کو نہ آتی تھی۔

مَریدہ کا لشکر جب قرطبہ مین داخل ہوا تو پادشاہ نے والی اور اُس کے قائدون کو بڑی عزت سے ہاتھون ہاتھ لیا۔ اور تین دن تک لوگون کو سستانے کا موقع دے کے عبدالرحمن نے المکنسی کے مقابل کوچ کرنے کی تیاریان کر دین۔ المکنسی کو جب اِن واقعات کی اطلاع پہونچی اور معلوم ہوا کہ مَریدہ کے رسالے

قرطبہ کے رسالون سے آکے مل گئے تو اُسے صاف نظر آنے لگا کہ مجھ پر ایک طوفان آنے والا ہے۔ فوراً کوچ کر دیا تاکہ دریاے قرطبہ کے اُس پار نکل کے پہاڑون کے مشہور مامن مین پہونچ کے پناہ گزین ہو جاے۔ دوسرے باغی سردارون کی یہ راے تھی کہ قریب ہی کی پہاڑیون مین جا کے چھپنا چاہیے۔ مگر عبدالغافر کی راے پر عمل ہوا اور اُس کا لشکر روانہ ہوا کہ شہر تورا کے قریب وادی الکبیر سے اُتر جاے۔

عبدالرحمن اُسی دن قرطبہ سے روانہ ہوا تھا جس دن باغی دریا کے پار اُترنے والے تھے۔ اِن لوگون نے اپنا پورا وقت چلنے مین صرف کیا اور پوری رفتار سے روا رو بڑھتے چلے گئے۔ پادشاہ کو چونکہ اُن کے نقل و حرکت کی اطلاع ہو چکی تھی اس لیے اُس نے اپنے سوارون کو آگے بڑھا دیا۔ اور حکم دے دیا کہ حریف جہان ملے اُس پر بلا تامل حملہ کر دین۔ آنویرا اور نیز ارض تدمیر کے قائد بھی المکینسی کے دریا پار اُترنے کے ارادے سے واقف ہو گئے تھے۔ وہ اشبیلیہ سے یورش کر کے چلے تھے اور اِس بات کے لیے تیار تھے کہ المکینسی کا پہاڑون کا راستہ روک دین شاہ عبدالرحمن کا اقبال ایسا موافق تھا کہ یہ دونون ایک ہی وقت مین نواح اقیجہ مین نہر شنیل کے کنارے عبدالغافر پر جا پہونچے۔ المکینسی پر جب دونون جانب سے یورش ہوئی تو اُس کا قدم نہ جم سکا۔ اور نہایت بدنظمی کے ساتھ بھاگنے پر مجبور ہوا۔ لیکن بھاگنے مین بھی اُس نے حفاظت کرنے اور دلیری دکھانے کا پورا ہنر دکھا دیا۔ اُس کے لشکر نے بھی بڑی بہادری دکھائی۔ مگر فتحیاب حریف کے مقابل اپنی قوت کم ہونیکی وجہ سے سب اسپات پر مجبور ہوے کہ گھوڑون کی باگ چھوڑ دین اور جسقدر تیزی سے بھاگا جاے بھاگین۔ آنویرا کے قائد نے مکینسی کے تعاقب کا خاص طور پر ارادہ کر لیا تھا جو سخت زخمی ہو چکا تھا۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر مین وہ اُس کے برابر جا پہونچا اور بھاگتے مین اُس پر ایک ایسا نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے کے نیچے جا رہا۔ قائد مذکور نے فوراً اُس کا سر

کاٹ لیا۔ اور اسی وقت عبد الرحمن کے ملاحظے مین پیش کرایا۔ یہی انجام ابن حارثہ شیخ حیون بن سالم اور اُن کے اور پچاس سواران افریقہ کا ہوا۔ جن کے سرداران مریدہ اور کارمونا نے بادشاہ کے ملاحظے مین لا کے پیش کیے۔ اب عبد الرحمن نے حکم دیا کہ اُس کی فتح کی یہ یادگارین مختلف بلاد مین بھیج دی جائین تاکہ اُن لوگون کے لیے عبرت ہون جو اُن سرکشون کی روش اختیار کرنا چاہین۔ مثلاً پچاس افریقی سوارون کے سر آلویرا مین روانہ کیے گئے جو المنقاب اور غرناطہ کا کیمپ تھا۔ المکنیسی اور ابن حارثہ کے سر قرطبہ مین بھیجے گئے اور شیخ حیون کا سر اشبیلیہ مین پہونچایا گیا۔ اس کے بعد پادشاہ نے حکم دیا کہ المکنیسی کے لشکر کے بقیۃ السیف لوگون کا فوراً تعاقب کیا جائے۔ مگر اپنے سردارون کو زبانی فہمائش کر دی کہ جو لوگ اپنے آپ کو تمھارے رحم پر چھوڑ دین اُن کے ساتھ رعایت کرنا۔ اور اِس بات کا ہر جگہ اعلان کر دینا کہ بادشاہ عبد الرحمن نے اُن تمام لوگون کا قصور معاف کر دیا ہے جو آئندہ اطاعت کیشی کا وعدہ کرین۔ مکنیسی کی شکست اور قتل کا یہ واقعہ سنہ ۱۵۶ھ مین پیش آیا۔

جب اِن تمام باتون کا تصفیہ ہو گیا اور کل امور درست ہو گئے تو پادشاہ اشبیلیہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے والی عبد الملک بن عمر بن مروان کو تسلی دے جو نہایت ہی بیمار تھا اور سخت حزن و ملال مین مبتلا تھا۔ فقط اپنے زخمون کی وجہ سے نہین بلکہ زیادہ تر اِس لیے کہ اپنے بیٹے قاسم کی موت کا اُس کی روح پر بڑا بھاری صدمہ تھا جو خود اُسی کے ہاتھ مارا گیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین۔ مگر بادشاہ کے آتے ہی اُس کے دل کو بڑی تسلی ہوئی۔ اور اُس کی جسمانی و روحانی تکلیفون کے حق مین بادشاہ کا آنا

عہ سنہ ۷۷۳ء (کانڈی)

اکسیر کا کام کر گیا۔

اب شاہ عبد الرحمن نے مریدہ کے لشکرون اور حوالی قرطبہ کے قائدون کو ہمراہ رکاب لے کے قرطبہ کی راہ لی۔ اپنے دار السلطنت پر پہونچ کے بادشاہ نے اُن لوگون کو جنھون نے المکنیسی کی مہم مین جس کا ایسی اقبال مندی پر خاتمہ ہوا اپنے آپ کو ممتاز ثابت کیا تھا اعلی درجے کے اسلحہ بھاری خلعت۔ اور خوبصورت گھوڑے بطریق انعام کے عطا کیے۔ اُس نے ابو اُمیہ عبد الغافر بن ابی عبدہ غوارہ کو حاکم اشبیلیہ مقرر کیا جہان وہ والی عبد الملک بن عمر بن مروان کے ایک وزیر کی حیثیت سے مامور کیا گیا۔ والی عبد الملک مذکور کے عہدے کا نام بادشاہ نے والی سرقسطہ و تمام مشرقی اسپین قرار دیا۔ اور اس کو ہدایت کی کہ جیسے ہی تمھین اپنے زخمون سے پوری طرح صحت حاصل ہو جاے اپنے صوبے مین چلے جاؤ۔ ابو امیہ جو اس موقع پر عبد الملک کا وزیر مقرر کیا گیا تھا وزیر ملک غوارہ کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ اُس نے خود بادشاہ عبد الرحمن کے ساتھ پرورش پائی تھی اور اپنے آقا کا پورا معتمد علیہ تھا۔

اب عبد الرحمن نے خیال کیا کہ والیان افریقہ جو خلیفۂ مشرق کے زیر حکومت ہین مجھے اپنے اِن نئے مقبوضجات مین کبھی خاموش نہ بیٹھنے دین گے۔ اس لیے اُس نے اپنے حاجب تمامہ بن عامر بن علقمہ کو حکم دیا کہ بلاد طرطوسہ اور طراغونہ مین جائے اور حکم دے کہ کافی قوت کے جہازون کا ایک بیڑا تیار کیا جاے جو سواحل اسپین کی پوری نگہ بانی کر سکے۔ یہی احکام اشبیلیہ مین بھیجے گئے۔ جہان بادشاہ نے

---

۵۷ یہی عبد الملک بن عمر ہے جسے اُس کے زمانے کے عیسائی اُماریس خلیوس کہتے تھے۔ زمانۂ مابعد کے روایات مین وہ شاہ مارسیلیوس حاکم سرقسطہ بنا دیا گیا۔ جس کا شارلمین کی تاریخ اور اُس کے واقعات مین اکثر ذکر آیا ہے۔ (کانڈی)

جہاز تیار کرنے کے لیے شہر آوکسو مونا کے کنیسہ سینٹا ماریہ کے قریب ڈاک یارڈ بنوایا۔ اور قرطاجنہ مین اُس نے الحلفہ یعنی آسپارتاریہ کو جو کہ مرقیا کی پرانی بندرگاہ تھی اِس قابل کر دیا کہ اُس سے بھی یہ کام لیا جا سکے۔ ماسوا اس کے اُس نے حکم دیا کہ اسی قسم کی پیشبندیان طرطوسہ۔ طراغونہ۔ المیریہ۔ التقاب۔ الجزیرۃ الخضرا۔ قادس اور ہُولبا مین بھی عمل مین آئین۔ امیر البحر کی خدمت شاہ عبد الرحمن نے تمامہ بن عامر بن علقمہ کو دی۔ جس کی علمیت اور مستعدی سے وہ بخوبی واقف تھا۔ اور اُس کے مختلف قسم کے قابل قدر صفات کا اُسے برسون سے تجربہ ہوتا رہا۔ اس لیے کہ ابن عامر ہُوسکا اور مشرقی اسپین اور طلیطلہ کا والی رہ چکا تھا۔

بیسوان باب

سرقسطہ مین حسین العبدری کا ہنگامہ اور عبد الرحمن کے بیٹون کی تعلیم

۱۵۶ھ مین حسین العبدری نے جو والی سرقسطہ رہنے کے بعد اس خدمت سے علٰحدہ ہو گیا تھا اپنی خاموشی کی زندگی سے تنگ آ کے اور اپنی حالت پر قناعت نہ کر کے لوگون مین باغیانہ تقریرین شروع کین اور بہت سے جاہل آدمیون کو اُبھار دیا کہ اپنی پیداوار اور اپنے گلون کا عُشر (دسوان حصہ) بادشاہ کو نہ دیا کرین کیونکہ شاہ عبد الرحمن اِس رقم کو خود مسلمانون سے لڑنے اور خلفائے مشرق کے مقابلے مین اپنی وقعت برقرار رکھنے مین صرف کرتا ہے حالانکہ اسپین کے اصلی مالک وہی مشرق کے خلفا ہین۔ سرقسطہ کے وزیر نے اِن باتون کی اطلاع خفیہ طور پر والیان ہُوسکا اور طلودلہ کو کر دی اور انھین اشارہ کیا کہ اپنے لشکر کو جمع کر کے اس شہر پر آ پڑو۔ اور تاکید کے ساتھ تنبیہ کر دیا کہ فقط اُن لوگون کو اپنے ساتھ لائیے گا جن پر آپ کو پورا بھروسہ ہو۔ آپ وہان کوچ بھی نہایت مخفی طور پر کیجیے گا

اس لیے کہ اس کام مین اِس شہر کے لوگون کا اعتبار نہین - اُن پر اِس بغاوت کی تجویز مین بتانے والے حاکم کا بڑا اثر پڑا ہوا ہے - ایسی ہی اخفا کے ساتھ اُسنے صوبے کے دیگر مقامات کے قائدون کے پاس بھی قاصد بھیجے - غرض جو وقت وزیر نے مقرر کر دیا تھا ٹھیک اُسی وقت وہ سب لوگ شہر پر آپڑے - اور حسین العبدری کو پکڑ کے اُس کا سر کاٹ لیا - ان کارروائیون کی اطلاع بادشاہ کو ہوئی تو اُس نے اس کارروائی کو بہت پسند کیا اور اپنے والیون کے جوش وفاداری اور اُن کے اعلی خدمات پر اُن کا شکریہ ادا کیا۔

ان دنون عبد الرحمن کے فرزند نو عمر شاہزادہ ہشام نے اپنے آپ کو ذہانت وطباعی اور دیگر بہت سے اعلی صفات مین ممتاز ثابت کیا۔ اپنی خوش اطواری وسعادت مندی کی وجہ سے وہ اپنے باپ کو نہایت پیارا تھا - اور اُس کی تعلیم کے لیے بادشاہ نے وہ علما منتخب کیے جو اُس زمانے مین مشہور اور سرآمد روزگار تھے

عہ امیر یا والی اور وزیر اور القائد کے لقب بعض اوقات ہمارے ماخذون کے صفحات پر زیادہ صحت کے ساتھ نہین ادا کیے جاتے ہین - بلکہ اُن کا امتیاز صاف طور پر اُن مصنفین سے ہوتا ہے جو زیادہ تحقیق سے لکھتے ہین - ایک صوبے کا اعلی حاکم امیر یا والی کہلاتا تھا - اِن مین سے پہلا لقب یعنی امیر اکثر اوقات خود خلفا کی نسبت بھی استعمال کیا جاتا تھا - بڑے بڑے شہرون کے حاکم بھی والی کہلاتے تھے اور چھوٹے شہرون کے حاکم القائد کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے - وزیر والیون کے نائب اور قائدون کے مددگار ہوتے تھے - قائد شاذ و نادر ہی ایک سے زیادہ وزیر رکھتے تھے مگر والیون کے نائب اکثر اوقات دو اور بعض جگہ اس سے بھی زیادہ اُن کے حلقۂ حکومت کے لحاظ سے ہوا کرتے تھے - یہ والیون کے نائب والیون کی عدم موجودگی مین پورا اختیار رکھتے تھے - اُن وزیرون مین سے پہلا یادہ جو آخر زمانے مین وزیر اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا حکومت کی اہم ذمہ داریون کو اُن مقامات پر جہان کہ دو وزیر ہوتے اپنے ذمے رکھتا - (ترجمہ انگریزی)

شاہ عبدالرحمن کو سب سے زیادہ اس بات کی فکر تھی کہ اُس کے فرزندون مین ابتدا ہی سے انصاف پسندی کا مادہ ہو۔ اور سب لوگون کو وہ ایک ہی نظر سے دیکھین۔ اس لیے اُس نے حکم دیا کہ ہشام اور اُس کا بھائی سلیمان دونون الجامع کے قاضیون کے اجلاس کے وقت اکثر موجود رہا کرین۔ اور علی ہذا القیاس اُسوقت موجود رہا کرین جب سلطنت کے دارالشوریٰ مین مشاور لوگ اپنی رائین ظاہر کرین۔ اِن شاہزادون کا معمول تھا کہ اپنے باپ کی سالگرہ کی تقریب بڑی جوش مسرت سے بجالاتے۔ اُن موقعون پر بڑی پُرتکلف دعوتین ہوتین جن مین اہل علم جو اکثر اُن شاہزادون کے مہمان رہا کرتے بُلائے جاتے۔ اور نیز وہ لوگ مدعو ہوتے جو اُن عالمانہ محفلون مین بالالتزام شریک ہوا کرتے جو شاہزادون کے محلون مین اکثر جمع ہوتی رہتین۔ سالگرہ کے جلسون مین شاہزادے اُن شعرا کو بہت کچھ انعام دیتے جو نہایت ہی عمدہ قصائد بادشاہ کی مدح مین سناتے۔ خود بھی عمدہ نظمین اور پاکیزہ قصیدے موزون کرتے جن کو اُن کے اُستاد عالمانہ مجمعون یا دارالعلوم مین پڑھ کے سناتے۔

سنہ ۱۵۸ھ مین اسپین کے جامع مسجد کے قاضی القضاۃ معاویہ بن صالح نے قرطبہ مین انتقال کیا۔ وہ شہر حمص کے قریب نخیلہ نام ایک گاؤن مین پیدا ہوئے تھے۔ اور آغاز عمر ہی سے اُنھون نے علم و فضل مین شہرت و ناموری حاصل کر لی تھی۔ بادشاہ عبدالرحمن کو اُن سے بڑی محبت تھی۔ کیونکہ اُن کی قسمت کے تمام انقلابات مین وہ وفاداری کے ساتھ اُس کے شریک حال رہے تھے۔ اُن کے جنازے کے ساتھ تمام اہل شہر کا مجمع تھا۔ اور عبدالرحمن نے خود ہی اُن کے دفن کے وقت نماز جنازہ پڑھائی۔ اُن کے بعد بادشاہ نے حسن بن بشار الہندلی کو قاضی القضاۃ مقرر کیا جو ایک بڑے پایے کے اور بہت

بڑے زبردست عالم تھے پھر اپنے آزاد شدہ غلام سراج بن عبد اللہ بن سراج کو جس پر لوگون کو بڑا بھروسہ تھا مجلس عدالت فوجداری قرطبہ کا صدر مقرر کیا۔

اُس زمانے سے جب کہ فرانس کے عیسائی شہر فربونہ اور اس کے مضافات پر متصرف ہو گئے تھے اس وقت تک ان لوگون نے اُن مسلسل لڑائیون سے خوب فائدہ اُٹھایا جن مین باغیون کی سرتابی کی وجہ سے شاہ عبد الرحمن اکثر مصروف رہا تھا۔ اب حالت درست ہو جانے کی وجہ سے اُن لوگون کا حوصلہ بڑھ گیا اور یہ کافر ایک زبردست لشکر کے ساتھ ملک اسپین مین گھس آئے۔ کھیتون کو کاٹ ڈالا۔ غلہ کو غارت کر دیا۔ شہر جلا دیے۔ اور باشندون کو پکڑ لے گئے۔ اُن کے سوارون کو یہان تک جرات ہوئی کہ سرقسطہ کے علاقے تک گھستے چلے آئے۔ یہان تک کہ ہوسکا لریدہ اور دیگر سرحدی شہرون کے والیون نے اُنھین شکست دی اور پہاڑون کے اُس طرف بھگا دیا۔ اور اپنا شکار چھوڑ کے اُنھین بھاگنا[عہ] پڑا۔ یون آسانی سے کامیاب ہو جانا مذکورہ والیان سرحد کی خوش نصیبی تھی ورنہ اس زمانے کے عیسائیون کے ہاتھ سے جتنی دشواریان پیدا ہوئین سب خود اُنھین کی غفلت کا نتیجہ تھین۔ اہل فرانس کا یہ حملہ[عسہ] سنہ ۱۶۲ھ[عسہ] مین ہوا۔

والیان ہوسکا اور سرقسطہ نے اِس واقعے کی اطلاع بادشاہ عبد الرحمن کو کی تو اُس نے حکم دیا کہ عیسائیون کا اُن کے پہاڑون تک تعاقب کرین اور مختلف راستون پر جو اُس کوہستان کی گھاٹیون مین واقع ہین اُنھین اپنا مطیع و منقاد بنائین

[عہ] ہمارا مصنف اس موقع پر ایک عربی کی ضرب المثل سے کام لیتا ہے (پیٹھ پھیر کے اپنے شکار کو چھوڑ دینا) یہ عربی مثل اس موقع پر استعمال کی جاتی ہے جب کسی گروہ نے کلیۃً نقصان اٹھایا ہو۔

[عسہ] یہ واقعہ جس کا عرب مصنفین نے اِس قدر خفیف حیثیت سے تذکرہ کیا ہے عیسائی مورخین اور واقعہ نگارون مین جنگ رون کس والس کے نام سے نہایت مشہور ہے (مترجم انگریزی)

[عسہ] سنہ ۷۷۸ء

لیکن یہ لڑائی طولانی دشوار اور بے نتیجہ تھی۔ اور مسلمانان سرحد کے لیے نہایت خطرناک۔ یہ خطرناک کام اُن کے ذمے کیا گیا تھا کہ وحشت ناک اور بالکل دشوار گزار پہاڑون مین گُھس کے ایک ایسی جری اور دُھن کی پکی قوم کا تعاقب کرین جو لوگ ریچھون کی کھالین پہنتے تھے اور جن کے پاس سوا موگریون اور ہنسوون کے جن سے وہ اپنی حفاظت کیا کرتے ایسی کوئی چیز نہ تھی جو مال غنیمت کے طور پر حملہ آورون کے ہاتھ آتی۔

اب عبدالرحمن نے اِس جانب بڑی سرگرمی سے توجہ کی کہ ملک مین نہایت ہی عمدہ حکومت قائم ہو۔ اپنے بڑے بیٹے سلیمان کو جو ملک شام مین پیدا ہوا تھا شہر طلیطلہ مین بھیجا۔ اور وہان کا والی مقرر کیا۔ اُس کو خیال تھا کہ ایسے زبردست صوبہ کا انتظام ہاتھ مین لینے سے شاہزادے کو عقل و دانائی کے اُن اصول کے برتنے کا موقع ملے گا جن کی وہ اپنے معلمون سے تعلیم پا چکا ہے۔ ساتھ ہی سلطنت کی حفاظت کے خیال سے اور اِس بات کا اطمینان کرنے کے لیے کہ حکومت اچھے اصول پر چلائی جائے بادشاہ نے شاہزادے کو ایک ایسا وزیر و مشیر دیا جس پر اُسے پورا بھروسہ تھا۔ یہ قابل شخص موسیٰ بن حذیرہ تھا جو بڑا قابل و تجربہ کار مدبر مانا جاتا تھا۔ دوسرے بیٹے عبداللہ کو بادشاہ نے اِسی غرض سے والی مریدہ مقرر کیا۔ اور اُس کا وزیر و مشیر وزیر حسن غوارہ کے بیٹے عبدالغافر بن حسن بن مالک کو مقرر کیا۔ عبدالغافر نے بچپن سے بادشاہ کے ساتھ ہی نشو و نما پائی تھی اور عبدالرحمن کو اُس کے ساتھ ایسی محبت تھی کہ اُسے اپنا بھائی سمجھتا۔ اِن وزرا کے ساتھ بادشاہ نے اپنے فرزندون کو اِس غرض سے روانہ کیا کہ حکمرانی کے فرایض بجا لانے کا علم حاصل کرین جس فن کو حاصل کرنا اُن کی شاہزادگی کے حسب حال تھا۔

یہ فکرین جن مین شاہ عبدالرحمن کی حکومت کا ابتدائی حصہ صرف ہوا تھا اُن سے نجات پاکے اب وہ اِس جانب مائل ہوا کہ مختلف قسم کی دلچسپیون سے لطف اُٹھائے۔ ان مشاغل مین سے ایک باز کا شکار تھا۔ اِس شوق مین اُس نے بہت سے قیمتی باز جمع کر لیے۔ چنانچہ اُس کے اِس شوق کا ایک یہ واقعہ ہمین تاریخون مین ملتا ہے کہ ایک مہم مین بادشاہ لشکر کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ بگلون[عہ] کا ایک غول اُس کے سر پر سے گذرا اور ایک وادی مین اُترتا نظر آیا جو زیادہ فاصلے پر نہ تھی۔ عبدالرحمن نے فوراً اپنے بازدارون کو آواز دی۔ بہت سے بازون کو چھوڑا۔ اور اِس دلچسپ شکار مین مصروف ہوگیا۔ اُس کا یہ شوق دیکھ کے بہت سے اہل دربار کو اُس پر نازک خیالی کے اشعار موزون کرنے کا موقع مل گیا۔ اور بادشاہ بازون کے شکار اور پہاڑون مین جا جا کے لڑنے کے شوق کی وجہ سے صقر قریشی کہلاتا تھا۔

سنہ ۱۵۴ھ اور ذالحجہ کے مہینے مین طلوع کے وقت ایک ایسے غیر معمولی طریقے سے سورج نکلا کہ اُسے دیکھ کے لوگون کے دل نہایت مرعوب ہوگئے۔ آفتاب کی جرم مین بالکل روشنی نہ تھی اور تقریباً دوپہر تک آفتاب اُسی مہیب طریقے سے بے نور رہا۔ باوجودیکہ نہ گہن تھا نہ کہر اتھا نہ غبار۔

اکیسوان باب

یوسف کے بیٹے کا قرطبہ کے قیدخانے سے بھاگ جانا

یوسف الفہری کا بیٹا محمد ابوالاسود جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہین گرفتار کر کے

[عہ] ڈیم جولیانا برفرس نے ہمین اِن واقعات مین ایسی احتیاط کے ساتھ مصطلحات بتائے ہین کہ پھر بھی کوئی غلطی کرے تو قابل معافی نہین ہے۔ مگر مترجم کو اس کا اندیشہ ہے۔ اس لیے کہ اُسے اِس قابل خاتون کی تصنیف نہین ملی کہ اس سے فائدہ اُٹھاتی۔ (مترجمہ انگریزی)

قرطبہ کے ایک برج مین رکھا گیا تھا جہان گرفتاری کے ابتدائی برسون مین نہایت سختی سے اس کی حراست کی جاتی تھی۔ مگر زمانہ ہر چیز کو کمزور کر دیا کرتا ہی۔ چنانچہ محمد مذکور کے نگہبانون اور پہرے والون کی مستعدی مین بھی فرق آگیا۔ چند برس گزرنے کے بعد اُنھین اپنے قیدی کی ملول صورت پر ترس آیا اور دل مین خیال کیا اِس مین کوئی اندیشے کی بات نہین ہی کہ اُسے آفتاب کی گرمی اور روشنی سے لطف اٹھانے کا موقع دیا جائے۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ پرفن ابو الاسود نے مکر کی راہ سے یہ ظاہر کیا کہ مین قریب قریب اندھا ہو گیا ہون۔ اور مکر و فریب سے اُس نے اپنی صورت اس خوبی کے ساتھ اندھون کی سی بنالی کہ سب کو یقین آگیا اُسے بہت ہی کم سوجھتا ہی۔ اور سب نے اُس کا لقب محمد نیم کور رکھ دیا۔

اِس کو بھی ایک مدت گزر گئی۔ اور محمد اسیر کی حراست کرنے والون نے اُس کی بیکسی کی حالت پر اطمینان کر کے اجازت دے دی کہ قید خانے سے نکل کے بُرج کے نیچے والے کمرون کے آس پاس ٹہل لیا کرے۔ خصوصاً گرمیون کے موسم مین اتنا ہی نہین اِس بات کی بھی اجازت دے دی کہ اُن نیچے والے کمرون ہی مین رات بھی بسر کر لیا کرے تاکہ وہان کی خنکی سے وہ لطف اُٹھا سکے۔ اور نیچے جو بڑے حوض تھے اُن مین اتر کے پانی لانے سے بھی اُسے نہین روکا۔ اِس طریقے سے اُس پرفن اندھے کو موقع مل گیا کہ بھاگ جانے کی کوئی صورت پیدا کرے جس کی اُسے ہر وقت فکر رہا کرتی تھی۔ آخر بہت جلد اُسے نظر آگیا کہ نیچے کی کھڑکیان جن سے حوضون مین روشنی پہونچتی ہی بھاگ جانے کا ایک آسان ذریعہ ہو سکتی ہین۔

اِس زمانے مین محمد ابو الاسود سے اکثر وہ لوگ بھی ملا کرتے تھے جو خفیہ طور پر اُس کے خاندان کے طرفدار تھے۔ اِن لوگون سے محمد نے اپنی امیدین ظاہر کین۔ اپنے مقاصد بیان کیے۔ اور اُن لوگون نے اُسے ہمت بندھائی کہ

آپ اپنی تدبیرون پر عمل کرین باہر ہم سے جہان تک مدد ہو سکے گی دین گے۔ اور اُسے یقین دلا دیا کہ ہماری مدد سے آپ کو قطعًا کامیابی حاصل ہو جائے گی۔

غرض گرمیون کی ایک رات کو جب کہ سب لوگ دریاے وادی الکبیر مین نہا رہے تھے اور قید خانے کے خادم تک محمد کو نیچے کے کمرون مین جہان وہ اب سارے دن رہا کرتا تھا چھوڑ کے چلے گئے تھے۔ جس کے متعلق اُنھین اطمینان تھا۔ ابن یوسف نے ارادہ کیا کہ اِس مناسب موقع سے فائدہ اُٹھائے چپکے سے قید خانے کے پھاٹک کھولے۔ حوضون کے نیچے کی کھڑکیون سے اُترا اور پانی مین پیر کے اُس پار کے کنارے پہونچ کے ایک ایسے مقام پر ٹھہرا جہان درختون کا ایک گھنا جھنڈ تھا۔ وہان اُسے کپڑے اور ایک گھوڑا تیار ملا جو اُس کے متذکرۂ بالا دوستون نے فراہم کر رکھا تھا اس گھوڑے پر سوار ہو کے وہ ساری رات اور صبح ہونے کے بعد سارے دن ایسی سڑکون پر بھاگتا چلا گیا جن پر لوگون کی بہت ہی کم آمد و رفت تھی۔ اور بغیر اِس کے کہ کہین پہچانا جائے طلیطلہ پہونچ گیا۔ وہان دوستون نے اُسے اپنے گھر مین ٹھہرایا۔ اور اس کو ایسے بھیس مین رکھا جو مناسب معلوم ہوا۔ پھر مخفی طور پر اس کے ساتھ راتون رات سفر کر کے کوہستان جیان مین پہونچ گئے۔ جہان اِن لوگون کو اُن ڈاکوؤن اور باغیون مین پناہ مل گئی جو اُن وحشت ناک مقامون مین پناہ گزین تھے۔

پہرے والے جن کی حراست مین محمد تھا۔ اُنھون نے مارے خوف کے اور اپنی غفلت کی سزا سے بچنے کے خیال سے اُس کے بھاگ جانے کی خبر ایک مدت تک پوشیدہ رکھی۔ لیکن کب تک؟ آخر ضروری معلوم ہوا کہ جو واقعہ ہو سچ سچ بیان کر دیا جائے۔ اور یہ خبر کہ اندھا محمد اپنے قید خانے سے بھاگ گیا بادشاہ تک پہونچی۔ عبدالرحمن کو یہ سُن کے بہت ملال ہوا۔ اور پہرے والون کی غفلت پر

ناراض ہوکے اُس نے کہا' یہ تمام باتین حکمت الٰہی سے وابستہ ہین۔ ہمین اس ماجرے سے یہ سبق مل سکتا ہو کہ جب تک شریرون کو آزار نہ پہونچایا جائے نیکون کو فائدہ نہین پہونچ سکتا ؎

نکوئی با بدان کردن چنان است — کہ بد کردن بجائے نیک مردان

مجھے زیادہ اندیشہ اس بات کا ہو کہ اِس اندھے کے بھاگ جانے سے ہنگامے نہ اُٹھ کھڑے ہون اور سخت خونریزی کی نوبت نہ آئے"۔

اِس کے بعد بادشاہ نے اِس ماجرے کی اطلاع آلویرا۔ سنعودیہ اور جیان کے والیون اور قائدون کو کی اور جیاؔن کے والی کو حکم بھیجا کہ اپنے علاقے کے پہاڑون مین تفتیش کرو اور عام حکم جاری کردو کہ تمام لوگ ہوشیاری کے ساتھ اُن باغیون کے نقل و حرکت کی نگرانی کرتے رہین جو وہان پناہ گزین ہین۔ اِسی زمانے مین والی طلیطلہ حبیب بن عبد الملک بن المروان نے سفر آخرت کیا۔ وہ بادشاہ کے نہایت ہی قابل قدر دوستون مین تھا۔ خود بادشاہ بذات خاص اور اُس کے چھئون فرزند جنازے کو اُس کی آخری خواب گاہ تک لے گئے عبد الرحمن نے اِس موقع پر دیکھا کہ والی مرحوم کا بیٹا ہشام حد سے زیادہ مغموم ہو۔ اور اس قابل بھی نہین کہ اُٹھ کے اپنے باپ کے جنازے کے ساتھ قبر تک جائے۔ یہ دیکھ کے بادشاہ اُس کی طرف متوجہ ہوا اور یہ الفاظ کہے "ابو الولید۔ ایسا صدمہ اور اتنی دل شکستگی مناسب نہین۔ اٹھو! اور اپنے گھرانے کے بہترین شخص کے ساتھ دفن تک چلو"

بائیسوان باب

محمد ابو الاسود بن یوسف الفہری سے لڑائی۔ اُسکے ہنگامے اور اُسکی موت

ابو الاسود کو بھاگے زیادہ زمانہ نہین ہوا تھا کہ آتش بغاوت نے بھڑک کے

کوہستان قرز ورلا اور صغودیا مین اُس کے موجود ہونے کا ثبوت دے دیا۔ باغی گروہون نے تمام صوبون کے فتنہ انگیز اور شورہ پشت لوگون کو اپنے ساتھ ملا کے محمد الاسود یعنی ابو الاسود کو اپنا سردار بنایا اور پھر ہسپانیہ مین الفہری کا جھنڈا اُڑنے لگا۔ اور جیسے ہی وہ ہوا مین لہرایا چھ ہزار سے زیادہ اچھے مسلح و جنگ آزمودہ سپاہی تیار ہو گئے کہ اس جھنڈے کے ساتھ آگے بڑھین۔

بادشاہ کو فوراً اِس باتون کی اطلاع کی گئی۔ اور وہ بغیر اِس کے کہ ایک لمحہ بھی ضائع کرے جو ایسے موقعون پر نہایت قیمتی ہوا کرتا ہے قرطبہ کے سوارون کو ساتھ لے کے اُس علاقے کی طرف چل کھڑا ہوا جہان ہنگامہ پیدا ہوا تھا۔ والیان تدمیر اور جیان کے نام حکم بھیجا کہ فوراً اپنی جمعیتون کو لے کے باغی گروہون کے منتشر کرنے کے لیے بڑھین۔

باغی لوگون نے جو اِن تیاریون کا حال سُنا جو اُن کے مقابلے کے لیے ہو رہی تھین اور اِس سے واقف ہوئے کہ خود شاہ عبد الرحمن میدان جنگ مین آ رہا ہے تو کوشش کی کہ مقابلے سے بچین۔ وہ بجاے مقابلے کے روز اس انتظار مین رہتے کہ اُن کے گروہ کی تعداد بڑھے۔ اس لیے کہ قاسم بن یوسف کوہستان رونڈا مین لشکر جمع کر رہا تھا۔ اور حافلہ اور دیگر سرغنا مقامات شوموشون اور کوہستان جیان مین بڑی جانفشانی سے لشکر جمع کر رہے تھے۔ اور اِس تدبیر مین اِس حد تک کامیاب بھی ہو گئے کہ اگرچہ بہت سی چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین اُن کو شکست بھی ہوئی مگر یہ نہ ہو سکا کہ وہ کسی کھلے میدان مین گھیر کے لائے جا سکین یا کسی بڑے میدان مین اُن کا سامنا ہو۔ الغرض کوہستانی لڑائی مین بہت زمانہ صرف ہو گیا جو اگرچہ کئی بار بظاہر ختم ہو گئی مگر مہلت پاتے ہی پھر زیادہ شدت سے قائم ہو جاتی۔

علاوہ برین جس قدر تکلیفین عبدالرحمن کے سوارون اور ہمراہیون کو ہوئین باغیون کو نہین پیش آئین۔ عبدالرحمن کے ساتھ اتویرہ۔ لورقا۔ اور جیان کے سوار تھے۔ پہاڑون کی دشوار گزار راہین جن مین باغی ہمیشہ بھاگ کے پناہ لیتے تھے ایسی سخت تھین کہ بادشاہ کے پیدل لوگ بھی کھوؤن اور گھاٹیون مین بغیر زیادہ نقصان برداشت کیے باغیون کا تعاقب نہین کرسکتے تھے۔

اِس سست اور تھکانے والی لڑائی سے عاجز آکے شاہ عبدالرحمن نے اپنے والیون کو حکم دیا کہ اُن پہاڑیون مین ایک سرے سے گھس کے دوسرے سرے تک چلے جائین۔ اور باغیون کو جن دامنون مین وہ چھپ کے بیٹھے ہین اُن کے چھوڑنے پر مجبور کردین۔ اپنے کل لشکرون کو اُس نے تیراندازون کی آزمودہ کار جماعتون سے قوت دی اور حکم دیا کہ جدا جدا فوجین مختلف راستون سے پہاڑون مین ایک ہی وقت گھسین۔ چنانچہ والیون نے ایسا ہی کیا۔ اب باغی قسطلونہ یا قسطلانہ کی پہاڑیون مین بھاگے اور شہر قسطلونہ مین پناہ لی۔ وہان کے باشندون مین سے چند لوگون نے محمد ابوالاسود کو سمجھایا کہ آپ بادشاہ سے رحم کی التجا کرین۔ اور یقین دلایا کہ اگر آپ معافی مانگین گے۔ اور اپنے بھاگ آنے کے متعلق معذرت خواہ ہون گے تو شاہ عبدالرحمن بالطبع ایسا رحم دل واقع ہوا ہی کہ معافی سے انکار کرنا اُس کے امکان سے باہر ہی۔ ابوالاسود نے جواب دیا کہ فقط مصیبتون مین مبتلا ہونے کی بنا پر مجھے بادشاہ سے معافی مانگنے کا حق نہین حاصل ہی۔ اور اگر مین اپنی ذات سے ایسا کرنے پر آمادہ ہو جاؤن تو بھی مجھے مجبوراً کرنا وہی پڑیگا جو میرے ہمراہیون کی مرضی ہو گی۔ یہ مجھے بخوبی معلوم ہی کہ اِس سخت لڑائی کا انجام کیا ہونے والا ہی۔ لیکن مین کر وہی سکتا ہون جو میری جماعت کا کوئی ادنی سپاہی کرسکے گا۔ اُس کا یہ جواب

سننے پر بھی مشیرون نے اصرار کیا اور کہا "اگرچہ اب آپ اُس لڑائی سے جو سر پر آگئی ہی اور جس سے فی الحقیقت کوئی مفر نہین ہو آپ پیچھا نہین چھوڑا سکتے لیکن یہ آپ اب بھی کر سکتے ہین کہ جیسے ہی موقع ملے اپنی جان بچا کے بھاگ کھڑے ہون کیونکہ اس مین ذرا شک نہین کہ بادشاہ عبد الرحمن آپ کے حال پر مہربانی کرے گا اور آپ سے بُرا سلوک نہ کرے گا۔"

اِس گفتگو کے چند ہی روز بعد لڑائی ہوئی جس مین محمد ابو الاسود اپنے سوارون کے ایک بڑے گروہ کو لے کے بھاگا۔ لیکن بھاگا تو کب؟ جبکہ اُس کے پیدل سپاہیون کا غالب حصہ کُلیتہً قتل ہو چکا تھا۔ چند ہی تنفس تھے جنھین اُس دن تلوار کی باڑھ سے بچنے کا موقع ملا۔ مورخ رازی کہتا ہی کہ باغیون پر یہ فتح بادشاہ عبد الرحمن کی فوج نے ۱۶۸ھ مین ربیع الاول کی چوتھی تاریخ حاصل کی۔ اور اُس سے دو ہی روز پیشتر محمد ابو الاسود اور اس کے مشیرون مین مذکورۂ بالا گفتگو ہوئی تھی اور وہ تجویزین پیش ہوئی تھین۔ اُس کے یہ مشیر وہ لوگ تھے جو اب تک اس کے باپ کے احسانات کو یاد کرتے تھے اور اگرچہ شاہ عبد الرحمن کے ساتھ وفادار تھے لیکن باوجود اس کے محمد کی بھی سلامتی چاہتے تھے۔ محمد مذکور کی نسبت کہتے ہین کہ چار ہزار لاشین میدان جنگ مین چھوڑ کے بھاگا۔ ماسوا اِن کے جو لوگ دریاے وادی العمار سے اُترنے کی کوشش کرتے وقت شاہ عبد الرحمن کے سوارون کے تعاقب سے ڈوب گئے اُن کی تعداد مقتولین سے بھی زیادہ ہی تھی۔ محمد ابو الاسود میدان جنگ کو چھوڑ کے قسطلانہ مین واپس گیا پھر فوراً اُس شہر کو بھی چھوڑا۔ اور اسپین کے علاقۂ الغرب کی جانب بھاگتا چلا گیا۔

لڑائی کے بعد بادشاہ قرطبہ مین واپس گیا۔ لوگون نے وہان بڑے

جوش ومسرت کے ساتھ اُس کا استقبال کیا۔ لیکن چونکہ اُس نے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ باغیون نے جن فسادون کی نبیاد ڈالی ہی اُن کو جڑ سے کھود کے پھینک دے لہذا گو اُسے آرام لینے کے لیے چندروز قرطبہ مین ٹھہرنے کی ضرورت تھی مگر فوراً نواح مریدہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ اگرچہ باجہ بدلیوش اور قنطرۃ السیف کے قائدون کو تمنا تھی کہ بادشاہ اِس لڑائی کے انجام کو اُن کے اعتبار پر چھوڑ دے اور انھون نے یقین دلایا تھا کہ ہمارے پاس اتنی کافی فوج موجود ہی کہ باغیون مین سے ایک تنفس کو بھی زندہ نہ چھوڑین گے چنانچہ شاہ عبد الرحمن نے بدلیوش اور قنطرۃ السیف کے قائدون کو تو اِس خدمت پر مامور کیا کہ برابر فتنہ پردازون کا تعاقب کرتے رہین۔ لیکن باجہ کے القائد کو خاص اپنی فوج کی سرداری عطا کی اور حکم دیا کہ بلا تاخیر تعاقب پر روانہ ہوجائے۔ اور جاتے وقت اُس کا پیشگی شکریہ ادا کیا اور واپسی پر اُس کے عمدہ خدمات کے معاوضے مین اُسے بہت سے اعزاز واکرام سے سرفراز کیا۔ اور اس کی کارگذاری پر اظہار خوشنودی کیا۔

قسطلونہ کی لڑائی کے بعد باغیون کے سرغنا منتشر ہوگئے تھے۔ کوئی اِدھر گیا کوئی اُدھر بھاگا۔ اور اس ناکامی پر اُن مین سے ہر ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ حاقلہ ایک چھوٹے گروہ کے ساتھ جھٹ پٹ بھاگ کے کوہستان صنغودیہ مین ہو رہا۔ محمد ابو الاسود الفہری اپنے بقیۃ السیف سوارون کے ساتھ نواح الغرب کی طرف بھاگا۔ لیکن چونکہ بدلیوش اور قنطرۃ السیف کے قائد اُس کا تعاقب کرتے چلے آتے تھے۔ جن سے کئی جگہ اُس نے شکستین کھائین۔ اور چونکہ قسمت بالکل برسر خلاف تھی اس لیے جو چند سپاہی اور طرفدار اب تک اس کے گرد موجود تھے اب وہ بھی اس نامراد پناہ گزین کو رفتہ رفتہ چھوڑ کے منتشر ہونے لگے۔ اور جسے جہان پناہ ملی چلا گیا۔

آخرکار یوسف کا بیٹا تن تنہا بیک بینی و دو گوش رہ گیا۔ حتی کہ ایک خدمتگار بھی ساتھ نہ تھا۔ سب بھاگ گئے اور محمد دنیا مین یکہ و تنہا تھا۔ آخر تھکا ماندہ اور ملول و حزین شہر قوریا مین اِس ذلیل حالت سے داخل ہوا کہ میلے کچیلے کپڑے بدن مین تھے۔ چند روز وہان چھپا رہا اور آخر مجبور ہوا کہ غربت و گمنامی کی حالت مین بغیر کسی انیس و ہمدم کے وہان سے بھی چلا جائے۔ اب وہ قریب کے جنگلون مین گھُسا اور ایک بھوکے بھیڑیے کی طرح جنگل کے سناٹے مین شکار تلاش کرتا پھرتا تھا۔ آخر اِس دہاڑے کو پہونچ گیا کہ اپنے طلیطلہ کے گمنامی و اسیری کو موجودہ حالت کے مقابلے مین ایک نعمت و مسرت تصور کرتا تھا۔ غرض یونہین کچھ دنون تکلیفون اور مصیبتون کی زندگی جھیل کے بدنصیب محمد ابوالاسود کی ایسی صورت ہو گئی تھی کہ اُن مقامون مین جہان اِس کے شناسا موجود تھے جاتا اور بالکل نہ پہچانا جاتا آخر نہایت ہی حقیر و لاغر ہو کے وہ "العرفون" نام نواح طلیطلہ کے ایک شہر اور قلعے مین پہونچا۔ اور وہان اِسی سال کے خاتمہ پر مر گیا۔

تیئسوان باب

لوسیطانیہ اور جلیقیہ کی جانب شاہ عبدالرحمن کا سفر

بادشاہ عبدالرحمن نے جب دیکھا کہ جن صوبجات مین باغیون نے مدت سے ہنگامہ بپا کر رکھا تھا اُن مین اب امن و امان قایم ہو گیا ہو تو اسی زمانے کے قریب وہ بلاد سنطارم۔ لسبن۔ پورتو قالہ۔ (پُرتگال) قومبرا۔ براقا اور دیگر بلاد لوسطانیہ کی طرف روانہ ہوا جو اسپین کے علاقۂ الغرب مین واقع تھے۔ اِن مقامات مین بادشاہ نے تمام اہل اسلام کے لیے جوامع اور مساجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ ہر علاقے کے محاصل مالگذاری کا ایک حصہ اِن کامون کے لیے مخصوص کر دیا۔ کچھ دنون تک عبدالرحمن نے شمالی اسپین کے شہرون کی بھی سیر کی۔ اور ہر جگہ اپنی فیاضی

اور رعایا نوازی کے آثار چھوڑے آخرکار استورغہ - زمورہ اور اویلا مین ہوتا ہوا مدینۂ طلیطلہ مین پہونچا - جہان اس کے فرزند عبداللہ اور تمام باشندگان شہر نے بڑے جوش مسرت کے ساتھ اُس کا خیر مقدم ادا کیا -

یہان اِس بات کی اطلاع پاکر کہ ارض تدمیر مین اب بھی چند باغی گروہ پھر رہے ہین جن کا سرغنہ یوسف الفہری کا چھوٹا بیٹا قاسم ہی اور اُن کا افسر حافلہ ہی قاسم نے اُس علاقے کے تمام ذلیل ڈاکوؤن کو جمع کر لیا تھا - عبدالرحمن بذات خود اُس ضلع کی طرف روانہ ہوا - لیکن کوہستان القراض مین پہونچ کے خبر ملی کہ والیان تدمیر نے اس گروہ کو شکست دے دی - اور عبداللہ بن عبدالملک بن عمر بن مروان نے قاسم بن یوسف کو گرفتار کر لیا ہی جو نہایت زبردست پہرے اور شدید حراست مین رکھا گیا ہی - اِن دنون بادشاہ شہر سقورہ کے سرحدی مقامات کا دورہ کر رہا تھا - شہر سقورہ ایک اونچے پہاڑ کی چوٹی پر آباد ہی - اور اس قدر مضبوط ہی کہ شہر پناہ کے اندر داخل ہونا غیر ممکن ہی - اُس پہاڑ کے دامنون پر بلندی سے دو دریا نیچے اُترتے آئے ہین - ایک تو وہی جو وادی الکبیر کہلاتا ہی اور قرطبہ کے نیچے بہا ہی اور دوسرا وادی الیاض جو شہر مرقیہ کے نیچے بہتا ہی - یہان پہاڑون کے اندر مختلف نالون اور چشمون کے ملنے سے ایک بڑی جھیل پیدا ہو گئی ہی اُسی سے چھلک کے پہلا دریا یعنی وادی الکبیر پہاڑون کے نیچے اُترا ہی - وہان سے مغرب کی جانب کوہ نعبدہ اور غدیرہ کے پاس سے بہتا ہوا مدینہ عبیدہ کے قریب سے ہو کے گزرا ہی - اُس کے بعد مدینہ بیاسہ مین گیا ہی - وہان سے قلعہ الدجار - القصیر قرطارہ اور دیگر شہرون کے پاس سے بہتا ہوا شہر قرطبہ کے پاس پہونچتا ہی - اسی طرح دریاے وادی الیاض بھی پہاڑون کے نیچے آ کے مرقیہ اوریولا اور دوسرے شہرون سے گذرتا ہوا سمندر تک بہتا چلا گیا ہی - عبدالرحمن کے سفر کو طول ہوا -

یہان تک کہ وہ شہر وَلَنیا مین پہونچا تو وہان اُس کی خدمت مین وہ قاصد حاضر ہوئے جنھون نے بدقسمت حاً فلہ کا سر لا کے پیش کیا جو مدت سے ہر طرح کے خطرون اور بڑے بڑے خونریز میدانون سے بچ کر نکلتا رہا۔ مگر ایک خفیف سی لڑائی مین اُس نے جان دی۔ کون شخص ہو جو اُس تیر سے بھاگ سکے جسے قسمت نے اُس کی طرف پھینکا ہو۔

اس کے بعد بادشاہ طُورتقا اور مرقیا مین پہونچا اور ایک معتدبہ زمانے تک ان شہرون مین مقیم رہا۔ اور سنہ ۱۶۰ھ سے پہلے قُرطبہ مین واپس نہین آیا۔ سنہ مذکور مین جب واپس آیا ہو تو والی عَبداللہ ابن عبدالملک اُس کے ہمراہ رکاب تھا۔ قُرطبہ مین پہونچے چند ہی روز ہوئے تھے کہ قاسم بن یوسف الفہری پا بزنجیر اس کے سامنے لا کے پیش کیا گیا۔ اس بدنصیب شخص نے بادشاہ سے رحم کی التجا کی اور اس کے قدمون پر گر کے زمین بوس ہوا۔ شاہ عَبدالرحمن یہ خیال کر کے کہ قسمت انسان کا ساتھ دینے مین کس قدر ناپائدار ہو اپنے دشمن کے بیٹے پر ترس کھایا اور چونکہ ہمیشہ سے رحم دل واقع ہوا تھا۔ اس لیے حکم دیا کہ بدنصیب قاسم کی زنجیرین کاٹ دی جائین۔ اُس کی جان بخشی کی۔ اُس کے گناہون کو معاف کر دیا اسکے بعد یوسف الفہری کے بیٹے نے اپنی باقی زندگی ہمیشہ بادشاہ کی فرمان برداری مین بسر کی۔ اور بادشاہ نے بھی اسکا اعزاز و اکرام زیادہ کیا اشبیلیہ مین اسے ایک بڑی جاگیر دی تاکہ اِس شان سے بسر کر سکے جو اسکے مرتبے کے شایان تھی۔

چوبیسوان باب

قرطبہ کی بڑی جامع مسجد کی تعمیر ہشام کی بعیت اور عبدالرحمن کی وفات

عَبدالرحمن کو سب سے بڑی تمنا و آرزو اس بات کی تھی کہ ملک مین امن و

امان قائم رہنے اُس کی یہ تمنا آخرکار پوری ہو گئی۔ اِس برکت کے حاصل ہونیکے بعد جو پہلا سال گزرا وہ سنہ ۱۷۰ھ تھا اور اُسی سال اُس نے حکم دیا کہ عدالت قضا اور سب سے بڑی جامع مسجد اُس کے قصر کے قریب تعمیر کی جائین۔ کہتے ہین کہ عمارتون کا نقشہ خود بادشاہ نے تیار کیا تھا۔ اُس کا منشا تھا کہ یہ مسجد دمشق کی مسجد کے مشابہ ہو۔ بغداد کی مسجد سے بڑی ہو۔ اور شوکت و عظمت مین دونون سے بڑھ جاے۔ اسی قدر نہین اُسے تمنا تھی کہ اُس کی جامع مسجد بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ[عہ] کے ہم پایہ ہو اور یہ نہ ہو سکے تو اس کی ٹکر کی ضرور ہو۔ اِس مسجد کے اندر اُس نے بہت سے سنگ مرمر کے ستون قائم کرائیے۔ اُنیس بلند اور وسیع پھاٹک تھے جنمین سے ہو کے لوگ اُسمین جاتے اور ستونونکے درمیان مین گذرتے تھے یہ راستے سمت القبلہ یعنے قبلہ رُخ دیوار تک چلے گئے تھے۔ یون اس مسجد مین انیس گلیارے سنگ مرمر کے نہایت ہی نفیس منقش ستونون کے سلسلون کے درمیان مین واقع تھے۔ اور دیوار سمت قبلہ سے شمالی پھاٹکون تک چلے گئے تھے ان گلیارون کا تقاطع عرضاً اڑتیس گلیارے کرتے تھے جو مشرقی دیوار سے مغربی دیوار تک چلے گئے تھے۔ اور دونون جانب کی دیوارون مین نو نو پھاٹک تھے۔ مورخ ابن حیون کہتا ہی کہ اس مسجد کا بُرج یعنی منارہ کم و بیش چالیس براز دو[عہ] بلند تھا۔ اس عمارت کی تیاری مین اُس نے جو دولت صرف کی اس کی مقدار ایک لاکھ ڈوبلون طلائی سے زیادہ تھی۔ لیکن خدا کو منظور نہ تھا کہ خود

[عہ] مسلمان دو مسجدون یعنے مقدس مکانون کا احترام کرتے ہین۔ ایک تو کعبہ کا جو مکہ مین ہی اور دوسرے اُس مسجد کا جو بیت المقدس مین ہی۔ اس مسجد کو وہ الاقصیٰ کہتے ہین جس کے معنے دُور کے ہین۔ اِس لیے کہ وہ ارض عرب سے فاصلے پر واقع ہی (کانڈی)

[عہ] ایک براز دو کچھ اوپر چھ فٹ کے قریب ہوتا ہی (مترجم انگریزی)

عبد الرحمن اُسے مکمل دیکھے۔ تاہم اُس نے اِس بات کا انتظام کر دیا کہ دار العلوم۔ مدارس۔ دار الشفائین جو اس عمارت سے وابستہ تھین اور جامع مسجد کی عمارت کی شان و شوکت سے نہایت ہی مناسبت رکھتی تھین تعمیر ہو گئین۔ اور اُن کے مصارف کا کافی بند و بست کر دیا۔

اِن دنون اسپین مین جو عام تعلیم دی جاتی تھی امام اوزاعی[عہ] کی فقہ کے مطابق تھی۔ اس فقہ کو قرطبہ اور اہل اُندلس مین علامہ ابن سالمہ نے رواج دیا تھا جو ارض مشرق کے امام اوزاعی کے شاگرد تھے۔ یہ فاضل بزرگ دمشقی کہلاتے تھے۔ اور اسی بنا پر بعض مصنفین نے انھین متوطن دمشق بتایا ہے۔ انھون نے بعہد بادشاہ ہشام سنہ ۱۸۰ھ مین وفات پائی۔ اور اس وقت تک برابر قرطبہ مین درس دیتے رہے۔ اگرچہ بعض لوگون کا بیان ہے کہ وہ سنہ ۱۸۲ھ تک زندہ و سلامت موجود تھے۔

عبد الرحمن نے اس خیال سے کہ سپہ سالار عبد اللہ بن عبد الملک بن عمر بن المروان کو اُس کے اعلیٰ خدمات کا صلہ عطا کرے اُس سے وعدہ کیا کہ اپنی پوتی کثیرہ کو نکاح مین دے دیگا۔ اب عبد اللہ نے اس وعدہ کا ایفا چاہا لہذا بادشاہ نے وہ شاہزادی اُس کے عقد مین دے دی۔ اِس موقع پر شہر قرطبہ مین بڑی بڑی خوشیان منائی گئین۔

سنہ ۱۷۱ھ کے آخر مین عبد الرحمن نے ہسپانیہ کے چھ ولایتون یعنی طلیطلہ۔ مریدہ۔ سرقسطہ۔ بلنسیہ۔ غرناطہ اور مرقیہ کے قائدون کو قرطبہ مین جمع کیا۔ والیون کے ساتھ اُن کے چوبیسون وزیر بھی آئے اور حاجب

[عہ] فقہ اوزاعی کا رواج اندلس مین امام مالک بن انس کی فقہ مالکیہ سے پیشتر ہوا تھا۔ مسلمانون مین چار فرقے تسلیم کیے گئے ہین مالکی۔ شافعی۔ حنبلی اور حنفی (کاندھی)

قاضی القضاۃ اور خطیب جو معتمد اور مشیر کی خدمت انجام دیتے تھے وہ بھی دربار مین موجود تھے ۔ بادشاہ نے شاہزادہ ہشام کو اپنا ولی عہد یعنی وارث سلطنت مقرر کیا ۔ تمام والی اور وزرا جو اُس وقت موجود تھے سب نے عہد کیا کہ خود شاہ عبد الرحمن کے زمانے تک اُس کی وفاداری اور فرمان برداری کرین گے ۔ اور اُس کے بعد اسکے بیٹے ہشام کی جو وارث تخت و تاج تسلیم کیا گیا تھا ۔ اِس کارروائی کے بعد سب لوگون نے اپنے رُتبے کے مطابق شاہزادہ کے ہاتھ مین ہاتھ دے کے بیعت کی ۔ بادشاہ نے شاہزادہ ہشام کو جو دوسرے بھائیون سلیمان اور عبد اللہ پر جن سے وہ چھوٹا تھا اس لیے ترجیح دی کہ وہ دل کا نیک تھا اور اُس کے مزاج مین استقلال تھا ۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ ہشام کی مان سلطانہ حورا، عبد الرحمن کے دل پر اس قدر حاوی کہ اُس کی ہر خواہش پوری کرنے کے مقابل وہ کسی بات کی پروا نہ کرتا تھا ۔ اس کے ساتھ وہ لوگ دعوی کرتے ہین کہ مذکورہ سلطانہ ہی کے کہنے سُننے کا نتیجہ تھا کہ بادشاہ نے مجبور ہو کے اپنے چھوٹے فرزند ہشام کو دوسرے بھائیون پر ترجیح دی سلیمان اور عبد اللہ نے بھی ہشام کے ہاتھ پر بیعت کی ۔ گو کہ چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے اُن کے دل کو رنج ہوا مگر اُس رنج کو اُنھون نے ظاہر نہین کیا ۔ اور باپ کے خیال سے خاموش رہے ۔ چنانچہ عبد الرحمن کی زندگی بھر اُن شہزادون نے کوئی ایسی بات نہین کی جس سے شکایت کا موقع پیدا ہوتا ۔

اس معاملے کے طے ہو جانے کے بعد بادشاہ نے والیون کو واپسی کی اجازت عطا کی ۔ اور وہ آغاز سنہ ۱۷۱ مین اپنے اپنے صوبون کی طرف روانہ ہو گئے ۔ اِس کے بعد عبد الرحمن اپنے بیٹے عبد اللہ کو قرطبہ مین چھوڑ کر مریدین

گیا اور شاہزادۂ ہشام کو اپنے ساتھ لے لیا۔ چند ماہ بعد بادشاہ بیمار پڑا اور اُسی بیماری مین بائیسوین ربیع الاول ۱۷۱ھ کو آغوش رحمت مین پہونچ گیا جب کہ اُس کی عمر اکسٹھ سال دو مہینے اور چار دن کی تھی۔

یون بادشاہ عبد الرحمٰن بن معاویہ نے اِس دنیائے دنی کے فانی محلون کو چھوڑ کے زندگی اُخروی کے ابدی مسکنون کی راہ لی۔ بڑی شان و شوکت سے جنازہ اُٹھا۔ شہر اور اطراف کے تمام لوگ جنازے کے ساتھ تھے۔ اُنھون نے فقط جنازے کی مشایعت نہین کی بلکہ اُس کی قبر پر آنسو بھی بہائے دفن کرتے وقت جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ اُس کے بیٹے ہشام نے پڑھی۔ اور یہ کارروائی مورخین کے بیان کے مطابق منگل کے روز ماہ ربیع الثانی کے شروع ہونے سے چھ دن پہلے ہوئی۔

جس سال عبد الرحمٰن نے انتقال کیا اُسی سال افریقہ مین ادریس بن عبد اللہ نے جو علیؑ بن ابی طالب کی نسل سے تھا شورش پیدا کی۔ پہلے وہ چند روز تک قبائل افریقہ مین پھرتا رہا پھر عروبہ اور بربر کے دیگر قبائل کی امداد سے اِس بات مین کامیاب ہو گیا کہ ملک المغرب کو خلفاء مشرق کے ہاتھ سے چھین لیا اور وہ زبردست سلطنت قائم کی جس سے مراد سلطنت فاس ہے۔

بادشاہ عبد الرحمٰن نے سکہ زنی کے لیے قرطبہ مین اپنی ٹکسال قائم کی تھی سکّے مین اُس نے کوئی تغیر و تبدل نہین کیا بلکہ وہی ٹھپہ قائم رکھا جو اُس کے مورث خلفائے شام کے عہد سے چلا آتا تھا۔ اور اپنے سکہ کو من جمیع الوجوہ اُنھین کے سکّے کے مطابق رکھا۔ اور اس کے نقش مین بھی بجز اُس قدر حصے کے جس کی زمانے اور وقت کے لحاظ سے ضرورت تھی اور کوئی تبدیلی نہین کی اُس کے سکے مین ایک جانب منقوش ہے "لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ" اور

اس کے گرد کنارے کنارے حلقے مین یہ الفاظ ہین "بسم اللہ یہ دینار یا درہم اندلس مین فلان سنہ مین بنایا گیا" اُس کی پشت پر یہ کتبہ ہے "اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفواً احد" اس کے گرد کنارے کنارے حلقے مین یہ الفاظ ہین "محمد رسول اللہ ارسلہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہٗ علی الدین کلہ ولو کرہ الکافرون"

پچیسوان باب

بادشاہ ہشام کا عہد اور اپنے بھائیون سلیمان اور عبد اللہ کے ساتھ اُسکی نزاعین

عبد الرحمٰن بن معاویہ کے دفن اور اُس کی تجہیز و تکفین کی محترم رسمون کے انجام پانے کے بعد نہایت ہی متانت کے ساتھ بادشاہ ہشام کی سلطنت کا اعلان کیا گیا۔ مدینۂ مریدہ کی بڑی سڑکون پر سوارون کے ایک بڑے جلوس کے ساتھ وہ نکلا۔ تمام جامع مسجدون اور اسپین کی بڑی مسجدون مین اُس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اور ہر جگہ لوگون کی زبان پر یہی الفاظ تھے "خدا ہمارے بادشاہ ہشام بن عبد الرحمٰن کو سلامت اور اپنی حمایت مین رکھے"

تخت نشینی کے وقت ہشام کی عمر تیس سال کی تھی۔ اس کی صورت سے عظمت برستی تھی۔ مزاج دھیما اور نرم تھا۔ نہایت ہی مذہبی آدمی اور اصول مذہب کا سختی سے پابند تھا۔ بڑا مستقل مزاج تھا اور انصاف پسندی کا سچا دلدادہ اِس آخری صفت مین وہ دراصل اس قدر خصوصیت رکھتا تھا کہ صحیح معنون مین

عہ مسلمانون مین سب سے بڑے شاہی حقوق مین سے ہے کہ خطبے مین اُس کا نام پڑھا جائے اس کارروائی کو تمام اعلیٰ مساجد مین ہر تقریب کے موقع پر ہونا چاہیے۔ جسے خطیب ممبر پر کھڑے ہو کے پڑھتا ہے۔ اس خطبے مین خدا کی حمد پیغمبر پر درود اور بادشاہ کی تندرستی کی دعا مانگی جاتی ہے۔ (کانڈی)

وہ "عادل" کے لقب کا مستحق تھا۔ جس لقب سے وہ اکثر یاد کیا گیا ہے۔ اِس کے علاوہ اپنی نیک نفسی کی وجہ سے وہ عادل سے بھی بڑھ کے "الرضیٰ" کے لقب سے یاد کیا جاتا۔ جس کے معنی "محسن" کے ہین۔ اُس کے بھائی سلیمان اور عبداللہ باپ کے مرنے کے بعد اُس رنج و الم کو نہ ضبط کر سکے جو سریر سلطنت سے محروم ہونے کے باعث اُن کو پہونچا تھا۔ چنانچہ اُنھون نے ارادہ کرلیا کہ اپنے اپنے صوبون کے خود سر حاکم بن جائین۔ حکمرانی اور القضا یعنی عدالت کو اپنے ہی ساتھ مخصوص کرلین۔ یعنے عاملانہ اور عدالتی عہدہ دارون کا عزل و نصب خود اپنی مرضی سے بغیر وارث سلطنت بھائی کی منظوری لیے کر دیا کرین۔ عبداللہ جو ان دنون خاص قرطبہ مین تھا اپنے گھر سے نکل کے القصر یعنی ایوان شہریاری مین آیا۔ اُسے امید تھی کہ وزرائے مملکت اور معززین شہر حاضر ہو کے مجھے مبارک باد دین گے۔ مگر سوا اُس کے ذاتی مکان کے ایوان شہریاری مین کوئی اُس سے نہ ملا۔ اس شاہزادے نے قصر شاہی کی سکونت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۷۱ھ مین اختیار کی تھی۔

اہل قرطبہ کی وضع و حالت دیکھ کے اور اس کا تجربہ کر کے کہ سب نے مجھے مبارک باد دینے سے انکار کیا۔ اُسے اہل شہر اور ارکان دولت کی خواہش اور مرضی معلوم ہو گئی۔ اور یہ بھی مناسب نہ معلوم ہوا کہ یک بیک علانیہ ہشام کے مخالف ہو جائے۔ آخر اُس نے خطوط بھیج کے بھائی سے اجازت طلب کی کہ مجھے مریدہ جانے کی اجازت دی جائے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا کہ قرطبہ کی وفادار رعایا کو آپ کے قدمون سے محروم رہنے کا بڑا صدمہ ہے۔ اور بڑی بے صبری سے وہ آپ کے ورود کے

منتظر ہین۔

اب شاہ ہشام فوراً قرطبہ مین آیا۔ اور لوگون نے اُس کے استقبال مین ہر طرح کی مسرت کا ثبوت دیا۔ جملہ معززین شہر کے ساتھ عبداللہ بھی اپنے تخت نشین بھائی سے آ کے ملا اور پھر اُسی درخواست کا اعادہ کیا کہ مجھے اپنے صوبے مین واپس جانے کی اجازت مرحمت ہو۔ ہشام نے جواب دیا "کم از کم چند روز تو آپ میرے ساتھ رہین۔" اس کے جواب مین عبداللہ نے پھر اصرار کیا اور کہا "یا امیر! مہربانی کر کے مجھے چلا ہی جانے دیجیے۔ اس لیے کہ مین اس شہر مین آرام سے نہین رہ سکتا۔" اس اصرار پر ہشام نے اجازت دے دی۔ اور عبداللہ اُسی دن قرطبہ سے روانہ ہو گیا۔

شاہی مہُر اور حاجب کی خدمت بادشاہ ہشام نے ابو اُمیہ عبدالغافر بن عبدۃ الجہوری کو دی جو اس سے پیشتر اشبیلیہ کا حاکم رہ چکا تھا۔

جب سلیمان نے سنا کہ اُس کا بھائی عبداللہ مریدہ مین پہونچ گیا تو اُسے خط لکھا کہ تم یہان طلیطلہ مین چلے آؤ تاکہ ہم دونون اپنے معاملات مین مشورہ کرین۔ اور یہ طے کرین کہ آئندہ ہم دونون کو کیا کرنا چاہیے۔ عبداللہ نے بھائی کا خط پاتے ہی بغیر اس کے کہ بادشاہ سے اجازت حاصل کرے یا اس بارۂ خاص مین اُسے کوئی اطلاع دے مدینۂ طلیطلہ کی راہ لی۔ لیکن مریدہ کے وزیر نے جو نہایت ہی فرمان بردار شخص تھا بادشاہ کو مطلع کر دیا کہ عبداللہ اپنے بھائی کے بلانے پر اپنے صوبے کو چھوڑ کے طلیطلہ چلا گیا ہے۔ اس خبر نے ہشام کے دل مین تشویش تو بہت پیدا کی مگر بظاہر اُس نے کسی قسم کی بے اطمینانی نہین ظاہر ہونے دی۔ بلکہ بخلاف

اُس کے وزیر فریدہ کو اُس کے خط کے جواب مین اظہارِ تشکر کے بعد لکھا کہ "اُس واقعے کی مجھے پہلے ہی اطلاع ہو چکی ہے"

اِس اثنا مین دونون بھائیون سلیمان اور عبداللہ نے بالاتفاق یہ قرار دیا کہ اپنے اپنے صوبون پر مستقل فرمان رواؤن کی طرح حکومت کرین اور اپنے بھائی شاہ قرطبہ کی ماتحتی سے کلیتہً آزاد ہو جائین۔ اس کے علاوہ اُنھون نے باہم یہ معاہدہ بھی کیا کہ اپنی اپنی حکومت کی حمایت مین دونون ایک دوسرے کے شریک رہین گے۔ اِس مشورے کے وقت اُنھون نے وزیر طلیطلہ غالب بن تمام الثقفی کو بھی بلایا لیکن وہ چونکہ بادشاہ کا سچا فرمانبردار تھا اس لیے اُس نے اِن تجویزون سے اختلاف کیا صاف کہہ دیا کہ بادشاہ کے حقوق کے خلاف جو کوششین کی جائین گی مین اُن مین قطعاً مزاحمت کرونگا۔ اُس کی مخالفت سے ناراض ہو کے سلیمان نے حکم دیا کہ وہ مقید کر لیا جائے اور زنجیرون مین جکڑ کے رکھا جائے۔ غیر ممکن تھا کہ شاہ ہشام بھائیون کی اِن کارروائیون سے مطلع ہو اور اُس کے دل مین سخت تردد نہ پیدا ہو۔ اور اسکے نتیجے مین خطرناک خرابیون کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ لیکن جب اُسے غالب کی گرفتاری کا بھی حال معلوم ہوا تو اُس نے فوراً سلیمان کو لکھا "بیٹے سنا کہ آپ نے معزز وزیر غالب کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ آپ کی ناانصافی ہے کہ مجھے بالکل نہین بتایا کہ کس ضرورت سے یہ کارروائی عمل مین آئی۔ آپ سمجھ سکتے ہین کہ کسی بادشاہ کو اچھے اور وفادار عہدہ دارون اور اپنے وابستۂ دامن خادمون کے حالات سے کس درجہ تعلق رہا کرتا ہے۔ لہذا مجھے بلاتاخیر اطلاع دیجیے کہ یہ کارروائی کیون اور کس ضرورت سے کی گئی؟"

اس خط کو پڑھتے ہی سلیمان کے دل مین آتش غضب بھڑک اُٹھی۔ غیظ و غضب کے جوش مین بلا تامل حکم دے دیا کہ غالب قیدخانے سے لا کے مصلوب کیا جائے۔ اس کے بعد بادشاہ کے قاصد کی طرف متوجہ ہو کے یہ الفاظ کہے "اپنے آقا سے جا کے کہو کہ اُس کے حق مین یہی مناسب ہوگا کہ ہمین خاموشی کے ساتھ اپنے چھوٹے صوبون مین حکومت کرنے دے۔ گو کہ ہماری یہ آزادی اُس صدمہ اور تنہائی کا کوئی بڑا معاوضہ نہین ہے جس پر تمھارے تخت نشینی قرار دیے جانے کی وجہ سے ہم مجبور ہوگئے ہین۔ ماسوا اس کے یہ بھی بیان کر دینا کہ تم نے تخت و تاج حاصل کرنے کی جو کوشش وقت سے پہلے کی تھی اب وہ اِس موقع پر تمھین کیا فائدہ پہونچا سکتی ہے؟"

بھائیون کی اِس جرات و نافرمانی پر شاہ ہشام نہایت برہم ہوا اور فوراً سلطنت کے تمام والیون اور قائدون کے نام تحریری فرمان جاری کیے کہ سب لوگ اِن شاہزادون کو اور جو لوگ اُن کی طرفداری کرین اُن کو دشمن سلطنت تصور کرین۔ اپنے شہرون اور قلعون کو اُن کی دست برد سے بچائین اور اپنے زیر حکومت صوبجات مین کسی جگہ اُنھین پناہ نہ دین۔ اِس لیے کہ اُن کی نافرمانی عالم آشکارا ہوگئی اور اب وہ مخفی نہین رکھی جا سکتی۔ ساتھ ہی یہ بھی حکم جاری کیا کہ رسالہ اور فوجین جمع ہون۔ اور فوراً دو ہزار لشکر کو ہمراہ رکاب لے کے طلیطلہ کی طرف چل کھڑا ہوا۔

اِس چڑھائی کی خبر سلیمان کو بھی معلوم ہوگئی۔ اُس نے اپنے صوبے کے لوگون کو لڑائی کے لیے بلا کے پندرہ ہزار سپاہیون کی فوج جمع کر لی۔ طلیطلہ کی حمایت اپنے بھائی عبداللہ اور اپنے بیٹے کے ذمے چھوڑی۔ اور خود چلا کہ بڑھ کے اندلوسیہ کے لشکر سے مقابلہ کرے۔

اسی زمانے مین سعید بن حسین والی طرطوسہ بھی بادشاہ کی مخالفت پر آمادہ ہوگیا۔ اور جس نئے والی کو ہشام نے اُس کی جگہ مقرر کرکے بھیجا تھا اُسے شہر مین نہ داخل ہونے دیا۔ اس سرکشی کی وجہ سے والی بلنسیہ کو حکم شاہی پہونچا کہ بلاتامل طرطوسہ جاکے اُس باغی کی سرکوبی کرے۔ اس مہم کے لیے بلنسیہ اور بربیطیر کے سوار اور تویس کے سپاہی جمع ہوے لیکن قبل اس کے کہ وہ طرطوسہ مین پہونچین خود سعید بن حسین اُن کے سر پر آپہونچا۔ اور بڑی خونریز لڑائی چھڑ گئی۔ یہ سچ ہے کہ پہلے حلے مین بلنسیہ کے لوگون نے اُن تمام باغیون کو بھگا دیا جو سعید کے زیر علم تھے لیکن جب وہ فتحیاب ہوکے دشمنون کے تعاقب مین چلے تو ایک نئی فوج کے نرغے مین پھنس گئے جو اسی غرض کے لیے ایک پوشیدہ مقام مین بٹھا دی گئی تھی۔ سب لوگ بڑی بہادری سے لڑے اور دونون جانب سخت خونریزی ہوئی۔ لیکن والی بلنسیہ موسیٰ بن الجزیرۃ القیسی کو ایک کاری زخم آیا۔ اور اس کے گرتے ہی لشکر مجبور ہوا کہ میدان کو باغیون کے ہاتھ مین چھوڑ کے راہ فرار لے۔ یہ لڑائی اور والی بلنسیہ کی موت سنہ ۱۷۲ھ کی ابتدا مین واقع ہوئی۔

شاہ ہشام کو جیسے ہی اس سانحے کی خبر پہونچی اسنے اس اندیشے سے کہ مبادا یہ کامیابی باغیون کا حوصلہ بڑھا دے اور انکی جرأت بڑھ جاے حکم دیا کہ والیان غرناطہ اور مرقیہ اپنے لشکر بلنسیہ کی طرف روانہ کرین۔ اور اہل بلنسیہ کو حکم دین کہ نئے والی شہر ابوعثمان کی مدد کرین۔ اور وہ فوراً سعید بن حسین کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو جاے چنانچہ حکم شاہی کے پہونچتے ہی دونون پُرجوش اور بہادر والی اپنے اپنے علاقے کے زبردست لشکرونکو جمع کرکے روانہ ہوگئے اور کوشش کی کہ اہل بلنسیہ ابوعثمان کی فرمانبرداری کرین اور جس مہم کا حکم ہوا ہے اُس مین اس کی مدد کرین۔

چھبیسوان باب

بلش کی لڑائی اور شاہزادونکی مغلوبی

اُدھر یہ واقعات پیش تھے اور اِدھر شاہی لشکر سلیمان کو اُس کی نافرمانی کی سزا دینے کے لیے بڑھا چلا جاتا تھا۔ اس لیے کہ سلیمان لوگون مین علانیہ جوش بغاوت پیدا کر رہا تھا اور فوجین جمع کی تھی تاکہ اُن کی قوت سے اپنی اور اپنے بھائی عبداللہ کی خودمختاری کو برقرار رکھے۔ قلعہ بلش کے قریب دونون لشکرون کا سامنا ہوا۔ جہان بعینہ اس طرح جیسے مختلف المذہب مختلف اللسان اور مختلف العقیدہ دشمن ایک دوسرے کے آگے صف آرا ہون یہ ہم کیش و ہمزبان و ہم قوم حریف سخت خونریزی مین مشغول ہوگئے دن کے زیادہ حصے تک دونون جانب سے بہت بڑا جوش ظاہر ہوتا رہا۔ لیکن غروب آفتاب کے وقت سلیمان کا لشکر میدان چھوڑنے لگا۔ اتنے مین رات ہوگئی۔ اور اس نے سلیمان کو کامل طور پر شکست کھانے سے بچا دیا۔ اور اندھیرے سے فائدہ اُٹھا کے بڑے تحمل کے ساتھ اپنے لشکر کو مرتب کیا اور بھاگ کے پہاڑون مین پناہ گزین ہوگیا۔ فتحیاب شاہی لشکر نے بڑھ کے شہر طلیطلہ کا محاصرہ کرلیا شاہزادہ عبداللہ نے بڑی دانائی اور بہادری سے شہر کی حفاظت کی۔ اور اس قلعے کی مضبوطی سے اُسے خوب مدد ملی۔

سلیمان بھی بیکار نہین بیٹھا۔ پہاڑون سے اُتر کے اُس نے اپنے سارے لشکر کو جمع کیا اور قرطبہ کے گرد و نواح مین پہونچ کے لوٹ مار شروع کردی اور قلعہ سقندا پر اُس نے قبضہ کرلیا۔ مگر عبداللہ بن عبدالملک بن المروان فوراً اُسکے مقابلے پر آ پہونچا۔ قرطبہ کے قریب اُسے شکست دی۔ سقندا سے بھی

نکال دیا۔ اور مجبور کر دیا کہ پھر بھاگ کے پہاڑون مین پناہ لے اور اُن کے کھوؤن مین منہ چھپائے۔ اب سلیمان نے مقام پطروفنیس اور تلتمسہ سے وزیر مریدہ اور اس نواح کے دیگر معززین کے پاس قاصد بھیجے۔ اور درخواست کی کہ اس مہم مین ہماری مدد کرو۔ مگر اس بارے مین اُس کی تمام امیدین بیکار ثابت ہوئین۔ اُن لوگون نے بعوض اُس کی مدد کرنے کے اُس کے مقابلے پر ہتھیار اُٹھائے۔ آخر عبداللہ المروان کے سوارون کے تعاقب سے مجبور ہو کے وہ پہاڑون ہی پہاڑون ارض تدمیر مین چلا گیا۔ بلش کی لڑائی سنہ ۱۷۲ھ مین ہوئی تھی۔

اب عبداللہ نے دیکھا کہ ہمارے بھائی سلیمان کو غالباً اتنی کامیابی نہ حاصل ہو سکے گی کہ مدینہ طلیطلہ مین آ کے ہماری مدد کرے۔ غلہ وغیرہ جو شہر مین جمع تھا قریباً ختم ہو گیا تھا اور اسی مناسبت سے لشکریون اور مورچہ بندی کرنے والون کا جوش بھی کم ہو گیا تھا۔ محصورین کی بے اطمینانی روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ اسی حالت مین عبداللہ کو پتہ لگ گیا کہ میرا بھائی شاہ ہشام دس ہفتون تک طلیطلہ کے سامنے اپنے پڑاؤ گاہ مین ٹھہر کے چند روز کے لیے قرطبہ چلا گیا ہی لہذا اُس نے اپنی حالت سدھارنے کی کوشش کی۔ اپنے بھتیجے یعنی سلیمان کے بیٹے کو جو حکومت مین اُس کا شریک تھا ہدایت کی کہ تم سے جہان تک بنے اُس وقت تک شہر کی حمایت کرتے رہو جب تک کہ مین جا کے واپس آ جاؤن۔ اُسے تسلی دی کہ مجھے آنے مین دیر نہ ہو گی۔ مین شہر کی حفاظت کے لیے نیا لشکر لے آؤن گا اور نہ بنا تو پھر اس وقت نہایت مناسب شرایط پر صلح کر لون گا۔ اور اس کی ضرورت اس لیے ہی کہ موجودہ تباہ حالت مین شہر پر زیادہ زمانے تک قبضہ نہین رکھا جا سکتا ہی۔ لوگ فاقہ کشی مین مبتلا ہین

اور ہر قسم کے سامان جنگ کی کمی ہے۔

اس کے بعد عبد اللہ کا ایک وزیر محاصرہ کرنے والون کے لشکر مین گیا اور درخواست کی کہ شاہی لشکر کے افسرون مین سے ہمین چند سوار دیجیے تاکہ ہمارے سفیر کو وہ بادشاہ ہشام کے پاس خیریت سے پہونچا دین ؛ اس لیے کہ اب ہم ہتھیار رکھنے پر تیار ہین اور اس بارے مین بادشاہ سے معاملت کرنا چاہتے ہین ۔ یہ درخواست منظور کی گئی۔ خود عبد اللہ بھیس بدل کے اور ایک نیا نام اختیار کر کے اپنے اس وزیر کے ساتھ گیا تھا۔ شاہی فوج کے سردارون نے دو سوار ہمراہ کر دیے تاکہ محصور شاہزادون کے قاصدون کو قرطبہ پہونچا دین ۔ جب یہ لوگ قرطبہ کے ایوان شاہی مین پہونچے تو عبد اللہ نے اپنے وزیر کو بھیجا کہ بھائی کو میرے آنے کی اطلاع دے۔ بادشاہ نے اُسے نہایت صاف دلی کے ساتھ بلا لیا ۔ جی کھول کے خلوص سے ملا ۔ اس لیے کہ اُسکی فطرت ہی ایسی نیک تھی کہ بجز اس کے اور کچھ نہ کر سکتا ۔ فوراً طلیطلہ والون کے ہتھیار رکھنے کا تصفیہ ہو گیا۔ اور ہشام نے اس کے تمام گذشتہ قصور معاف کر دیے ۔ اتنا ہی نہین اُس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ مین سلیمان کے قصور بھی معاف کر دون گا جو بہت زیادہ قصوروار ہے بشرطیکہ طلیطلہ والون کے اطاعت کرنے کی خبر سنتے ہی وہ اپنے آپ کو بادشاہ کے رحم پر چھوڑ دے اب بادشاہ ہشام عبد اللہ کے ساتھ قرطبہ سے نکل کے طلیطلہ کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ لشکر گاہ مین پہونچے عبد اللہ اور اس کے وزیر آگے بڑھ کے شہر مین داخل ہوے تاکہ ہتھیار رکھنے کی ضروری تیاریان کرین ۔ یہ خبر سُن کے اہل شہر بہت خوش ہوئے ۔ اور کارروائی بخوبی تکمیل کو پہونچ گئی۔ اور شاہ ہشام اپنے بھائی بھتیجے اور لشکر کے زبردست

افسرون کے ساتھ چلا کہ ایوان شہریاری پر قبضہ کرے۔ اس کے داخلہ کے روز مدینہ طلیطلہ مین بڑی بھاری عید منائی گئی۔ بادشاہ نے اپنے بھائی عبداللہ کو اجازت دی کہ ایک شاہی محل مین سکونت اختیار کرے جو شہر کے حوالی مین بہت ہی قریب واقع تھا اور نہایت ہی خوش سواد مقام تھا۔

یہ اطاعت قبول کر لینے کی خبر جب سلیمان کو پہونچی تو اُسے بڑا صدمہ ہوا لیکن اس پر بھی اُس نے ہمت نہین ہاری۔ اِس لیے کہ ابھی اس کے دل مین یہ امید باقی تھی کہ اپنے فضول دعوون مین باغیانہ خیالات والون اور اُن لوگون سے جو سلطنت سے ناراض ہین مجھے مدد مل جائے گی چنانچہ اپنے دل مین اُس نے عہد کیا کہ چند ہی روز بعد جب ایسے لوگون کی کمک مجھے مل جائے گی اُس وقت مین پھر ایک بار بھائی کی تخت نشینی مین خلل انداز ہون گا اور ملک کے امن و امان کو غارت کر دون گا۔

شاہ ہشام کو بھی سلیمان کے اِن ارادون کی اطلاع تھی اور جانتا تھا کہ وہ ارض تدمیر مین فوجین جمع کرتا اور مختلف شہرون کو بغاوت پر آمادہ کر رہا ہے۔ اسی خیال سے اُس نے اپنے والیون کو حکم دیا کہ لشکر تیار کر کے اُس نافرمان شاہزادہ کا تعاقب کرین۔ اس موقع پر اپنے لشکر قدام کی افسری ہشام نے اپنے بیٹے الحکم کو دی تھی۔ لیکن چونکہ یہ پہلا موقع تھا کہ یہ نوعمر شاہزادہ فوجون کو میدان جنگ کی طرف لے چلا۔ لہذا ہشام نے یہ انتظام کیا کہ تجربہ کار سرداران فوج اُس کے ساتھ کر دیے۔ غرض یہ لشکر روانہ ہوا جس مین رسالہ کے منتخب لوگ تھے۔ اس لشکر کے قرطبہ سے روانہ ہونے کے دوسرے دن باقی ماندہ تمام لشکر روانہ ہوا۔

سلیمان کا لشکر لورقہ کے میدانون مین تھا۔ اور الحکم بغیر اِس کے کہ باپ کے

پہونچنے کا انتظار کرے اُسی لشکر سے جو اُس کے زیر کمان تھا فوراً باغی لشکر پر جا پڑا اور اپنی فوج کی زیادتی اور اُس کے ساتھ اپنی پر استقلال دلیری سے اُس نوجوان سپہ سالار نے دشمن کو شکست دے دی۔ اور نہایت ہی بے ترتیبی سے بھگایا۔ لیکن دونون طرف کے بہت سے لوگ کھیت رہے جو دشتیان صحرا اور سردار خواطیور کی ضیافت کا سامان ہوئے۔ جب ہشام پہونچا تو کوئی دشمن نہین موجود تھا جس سے مقابلہ کیا جائے۔ یہ دیکھ کے اُسنے نوعمر شاہزادہ اور اپنے بہادر سپہ گردن کی بہت تعریف کی لیکن ساتھ ہی جوان ہمت فرزند کو متنبہ کیا کہ نبرد آزمائی کے لیے اگر جرأت و شجاعت کی ضرورت ہو تو اتنی ہی ضرورت دانائی اور غور و فکر کی بھی ہو۔ جلد بازی کر کے بے تکان حملہ کر دینا کوئی تعریف کی بات نہین ہو۔ اس لیے کہ عجلت اور تیزی چاہے بعض موقعون پر کامیاب ہو جائے لیکن اکثر وہ کامیابی کے غیر مکمل رہنے کا باعث ہو جاتی ہو۔ بلکہ اکثر اوقات فتح کو زیادہ غیر مشتبہ کر دیتی ہو۔ اُس نے یہ بھی بتایا کہ بہت سے سپہ سالارون نے بجاے اسکے کہ دشمن کو شکست دین بہت سے عظیم الشان میدانون کو محض اس باعث ہاتھ سے کھو دیا ہو کہ جس ناموری کی ہین امید ہو اس مین اور لوگ نہ شریک ہو جائین۔ اُس نے بیٹے کو یقین دلایا کہ اپنے لشکر پر ناسمجھی کا بھروسہ اور ذلیل فخر و ناز اکثر ہلاکت کا باعث ہو جایا کی ہو اگرچہ وہ دیگر حیثیتون سے قابل سپہ سالار تھے۔ اسی قدر نہین اُس نے یہ بھی کہا کہ ایسی ناعاقبت اندیشی سے اکثر سلطنتین تک تباہ ہو گئی ہین۔ غرض یہ الزام دے کے اُس نے شاہزادے کے دامن مین جو ناموری کے شوق مین پھولا نہین سماتا تھا ایک ایسا دھبہ لگا دیا جو کسی طرح نہ چھوٹ سکتا تھا۔

اس دن کی لڑائی مین خود سلیمان اپنے لشکر مین موجود نہ تھا۔ جب شکست خوردہ گروہ کے بقیۃ السیف لوگون نے اُسے اس شکست کی خبر پہونچائی تو تھوڑی دیر تک تو وہ خیالات مین غرق رہا۔ اور ان چند کلمات کے سوا کہ "میری قسمت ہی میرے خلاف ہو" اور کوئی کلمہ اُس کی زبان سے نہین نکلا۔ اب گھوڑے پر سوار ہو کے چند سوارون کے ساتھ بلنسیہ کی طرف روانہ ہو گیا مگر بغیر اس کے کہ کوئی اور کارروائی اس کے خیال مین ہو۔ شہر ڈینا کے قریب پہونچ کے اُسے مجبور ہونا پڑا کہ راستہ چھوڑ کے ہٹ جائے اس لیے اُسکے صاحب تاج و سریر بھائی کے یمین و شمال کی فوجین وہان پڑی ہوئی تھین۔ اس راستہ کو چھوڑ کے اُس نے شہر جزیرہ مین پناہ لی جو ایک مضبوط قلعہ بند شہر تھا۔ اور دریا اُس کے نیچے سے بہتا تھا۔ یہان سے اُس نے اپنے وارث سلطنت بھائی کو خط لکھ کے گذشتہ قصور سے معافی مانگی اور التجا کی کہ "جن شرایط پر عبد اللہ کے حال پر مہربانی کی گئی وہی شرایط میرے ساتھ بھی قبول کیے جائین یا اُن شرطون کے سوا اور جو صورت بادشاہ کے ذہن مین ہو وہ اختیار کی جائے"

اُس کی اطاعت کا حال معلوم ہوتے ہی شاہ ہشام بہت خوش ہوا اور والیون اور وزیرون سے مشورہ کر کے یہی طے کیا کہ بھائی کی خواہش کے مطابق اس کا قصور معاف کیا جائے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ شرط بھی تھی کہ سلیمان اپنے مقبوضات اسپین کو بیچ کے مغربی افریقہ مین چلا جائے۔ وہان شہر طنجہ یا اُن اضلاع کے جس شہر کو پسند کرے اُس مین سکونت پذیر ہو سکتا ہے اور اسپین کی جو زمین اُس کے قبضے مین ہے اُس کے عوض بربر مین وہ جائداد پیدا کر سکتا ہے۔ یہ ایک ایسی

تجویز تھی جسے دونون بھائیون کے اطمینان کے لیے سب نے مناسب تصور کیا سلیمان نے اِن شرایط کو قبول کیا اور ۱۷۵ھ مین انھین شرطون پر معاہدہ ہو گیا۔ کہتے ہین کہ شاہ ہشام نے اپنے بھائی کو اُس کی جائداد کی قیمت مین ساٹھ ہزار مثقال سونا یعنی اشرفیان دین۔ اور سلیمان شہر طنجہ مین آباد ہونے کیلیے چلا گیا۔

اسی سال والی بلنسیہ ابو عثمان نے باغی سعید بن حسین کو بھی شکست دی۔ جو لڑائی مین مارا گیا۔ اُس کا سر ابو عثمان نے کاٹ کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ اور شاہی حکم سے وہ سر شہر پناہ قرطبہ مین ایک کھونٹی پر لٹکوا دیا گیا۔

ستائیسوان باب

مشرقی اسپین کی بغاوت اور لڑائی

جس زمانے مین شاہزاد سے مسند نشین سلطنت بھائی کے امن و امان مین خلل انداز تھے انھین دنون مشرقی اسپین مین ایک نئی بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی۔ یعنی وہان کا سپہ سالار بہلول بن مخلوق ابو الحجاج جو سرحد کے اضلاع پر حکمران تھا علانیہ باغی ہو گیا اور بڑھ کے شہر سرقسطہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر اُس کے ساتھ والیان برشلونہ۔ ہوسکا اور طرسقونہ بھی شریک ہو گئے۔ آخر ابو عثمان والی بلنسیہ سوارون اور پیدلون کے ایک زبردست لشکر کے ساتھ اُن کے مقابلے کو بھیجا گیا۔ جس نے کئی لڑائیون مین ان کو شکست دی اور اُن شہرون پر قبضہ بھی کر لیا جن پر وہ لوگ متصرف ہو گئے تھے۔ اُن شہرون کے رہنے والون نے خوشی کے ساتھ اپنے پھاٹک ابو عثمان کے لیے کھول دیے اور بہت خوش ہوئے کہ اِن باغی سردارون نے جو لوٹ کھسوٹ مچا رکھی تھی اُس سے اُنھین نجات ملی۔ اِس کے بعد انھون نے ابو عثمان کو اُن تدابیر مین پوری

مددی جو اِس غرض کے لیے اُس نے اختیار کین کہ وہ شہر آئندہ ایسی دست برد سے محفوظ رہین۔ اس کے بعد اُس فتحمند والی نے چند باغی سردارون کے سرون کے ساتھ اپنے فتوحات کی خبر قرطبہ مین بھیجی۔ اور قرطبہ مین عام طور پر بڑی خوشیان منائی گئین۔ اور اُس کی عرضداشت کے جواب مین بادشاہ نے لکھا کہ "تم سرحد فرانس کی طرف بڑھ جاؤ۔ وہان پہونچ کے ایک نئے لشکر کا انتظار کرو۔ اور جب وہ پہونچ لے تو کوشش کرو کہ جو شہر مسلمانون کے قبضے سے نکل گئے ہین اُن پر پھر قبضہ کر لیا جائے۔"

۱۷۵ھ مین بادشاہ ہشام نے سارے اسپین مین الجہاد یعنی دینی لڑائی کا اعلان کر دیا۔ تمام صوبجات مین خطوط بھیجے۔ جو جامع مسجدون کے ممبرون پر پڑھ کے سنائے گئے۔ اور سنتے ہی ہر اچھے مسلمان کے دل مین شوق پیدا ہوا کہ اس جہاد مین شریک ہو۔ اور اگر بالذات نہ شریک ہو سکے تو ہتھیارون کے بہم پہونچانے یا کم از کم فیاضی سے چندہ دینے مین سرگرمی دکھائے۔ تاکہ اپنی استعداد و قابلیت کے مطابق ہر شخص ان ابدی مسرتون مین شریک ہو سکے۔ جن کا اُن سب لوگون سے وعدہ کیا گیا ہے جو ایسی اعلیٰ مہم مین مدد دین۔ جو لشکر سرحد کی طرف روانہ کیا گیا اس کا سپہ سالار بادشاہ ہشام نے اپنے حاجب عبد الواحد بن مغیث کو اور اپنے داماد عبد اللہ بن عبد الملک بن مروان کو مقرر کیا۔ اور ان کے ساتھ یوسف بن بعث الفراسی بھی شریک کیا گیا۔ یہ لشکر ارض جوف مین پہونچا جو اسپین کے شمال مین واقع ہے۔ وہان اُس کا ایک حصہ جس مین تیس ہزار قوی ہیکل جوان تھے ناگہان صوبجات اسطوریہ اور گوگو پر جا پڑا۔ بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ بہت سے قیدی پکڑ لیے اور اپنی تاختون کے سیلاب کو اس نے سارے جلیقیہ مین پھیلا دیا۔

اس فوج نے ان شہرون مین ایسا تہلکہ ڈال دیا جیسا کہ کسی تباہ کرنے والے طوفان سے پیدا ہوجاتا ہے۔ اور طوفان بھی کون وہ کہ جہان نمایان ہوا۔ وہان ہر طرف تباہی و مصیبت برس گئی۔ دوسرا حصہ فوج مشرق کی طرف کوہستان البرطاط (پیرینیز) کی جانب متوجہ ہوا اور پہلے لشکر کی طرح اِس دوسری فوج نے بھی جتنے شہر راستے مین پڑے سب پر قبضہ کر لیا۔ مویشیون کے گلے لوٹ لیے۔ اور لوگون کو اسیر کر لیا۔

سنہ ۱۷۶ھ مین بھی عساکر اسلام نے کوہستان باسک مین اپنے حملے جاری رکھے جبس کی گھاٹیون سے نکل کے وہ ارض فرانس مین داخل ہوئے۔ لوگون نے اپنے گھر چھوڑ دیے اور وحشی درندون کی طرح غارون اور کھوؤن مین جا جا کے چھپے۔ اسی سال شہر اشبیلیہ مین وہان کے جامع مسجد کے والی القضا یعنی حاکم عدالت عبداللہ بن عمر بن الخطاب نے انتقال کیا جو علم و فضل مین بے مثل اور بڑے متبحر عالم تھے۔

سنہ ۱۷۷ھ مین شہر غرونہ پر بقوت اسلحہ قبضہ کر لیا گیا اور وہان کے باشندے لقمہ نہنگ شمشیر ہوئے۔ یہی حال شہر ربونہ کا ہوا جہان مسلمانون کی تلوار نے حامیان شہر اور نیز باشندون مین ایک خوفناک خونریزی کی اور اتنے لوگ قتل ہوئے کہ ان کا شمار سوا اُس خدا کے جسنے انھین پیدا کیا تھا کوئی نہین جانتا۔ اِن شہرون مین بہت سا مال غنیمت ملا۔ سونا چاندی۔ اور قیمتی کپڑے کثرت سے ہاتھ آئے جن کا پانچوان حصہ جو بادشاہ ہشام کے خزانے مین داخل ہوا وہ پینتالیس ہزار مثقال یعنی اتنی اشرفیون سے زیادہ تھا۔

جب اس دولت عظیم اور اس خوش اقبالی کی خبرین قرطبہ مین پہونچین تو دار السلطنت مین بڑی خوشیان منائی گئین۔ بادشاہ نے پیشتر سے تجویز

کر رکھا تھا کہ اس مال غنیمت مین سے جتنا حصہ اُسکے حصے مین آئیگا وہ سب کا سب بڑی مسجد یعنی جامع قرطبہ کے نذر کردیا جاے گا۔ چنانچہ یہ رقم فوراً اسی کام مین لگادی گئی۔ بادشاہ نے اپنے والی عبداللہ بن عبدالملک کو وہین سرحد پر رہنے کا حکم دیا تاکہ سرحد پر لڑائی جاری رکھے اور مزید عنایت سے اسے حاکم سرقسطہ مقرر کردیا۔

اٹھائیسوان باب

بادشاہ الحکم کی عمارتین اور اسکے کام

ان اقبال مندی اور فتحمندی کے واقعات نے بادشاہ ہشام کو ایسا ثابت کیا کہ دشمن اس کے نام سے لرزتے تھے اور رعایا اُسے نہایت ہی عزیز رکھتی تھی۔ حکم کی رحمدلی۔ فیاضی۔ اور سچی شفقت و مرحمت نے اُسے ہر شخص کے دل مین محبوب کردیا۔ ہر مذہب کے محتاجون کے حال پر وہ بڑی مہربانی اور فیاضی کرتا تھا۔ رعایا مین سے جو لوگ دشمنون کے ہاتھ مین گرفتار ہوجاتے اُن کو اکثر زر فدیہ ادا کر کے آزادی دلاتا جو لڑائی مین مارے جاتے اُن کی بیواؤن اور یتیمون کی بڑی سرگرمی سے خبرگیری کرتا۔ ماسوا اس کے بادشاہ ہشام بڑا دیندار تھا۔ ہر روز بلاناغہ جامع مسجد کی خدمت مین مصروف رہتا اور محنت کرتا جیسا کہ اُس کے والد عبدالرحمن کا معمول تھا۔ چنانچہ مسجد جامع کی عمارت اُس نے اپنے عہد مین تکمیل کو پہونچادی۔ اور قرطبہ کی یہ عالیشان جامع مسجد اسپین کی تمام مسجدون سے سبقت لے گئی۔ یہ جامع مسجد چھ سو فٹ لمبی اور اڑھائی سو فٹ چوڑی تھی۔ ستونون کی صفون کے باہمی تقاطع سے رواقین بن گئی تھین جو عرض مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک تیس

اور طول مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک اُنیس تھین۔ جن ستونون پر چھت قایم تھی اُن کا شمار ایک ہزار ترانوے تھا یہ سب سنگ مرمر کے تھے۔ محراب قبلہ یعنے جنوبی حصے کی جانب مقابل مین اُنیس دروازے تھے جن پر تانبے کی چادرین چڑھی ہوئی تھین اور انسانی صناعی کا نہایت ہی خوبصورت نمونہ تھین۔ صدر دروازہ پر سونے کا پانی پھرا ہوا تھا اور مسجد کے دونون بازوؤن پر یعنی مشرق و مغرب جانب نو پھاٹک تھے۔ اِس جامع مسجد کے سب سے اونچے گنبد پر تین لٹو چڑھے ہوے تھے جن پر سونے کا پانی تھا۔ اور اُن کے اوپر ایک سونے کا انار قایم کر دیا گیا تھا۔ نماز عشا کے وقت دو ہزار سات سو قندیلین روشن ہوتی تھین جس کام مین سالانہ چوبیس ہزار پونڈ تیل صرف ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح ایک سو بیس پونڈ عود و لوبان خوشبو کے کام مین صرف ہوتا تھا۔ محراب کی بڑی قندیل سونے کی تھی۔ وہ بہت بڑی تھی اور اُس پر عجیب و غریب کام بنا ہوا تھا۔

اِسی طرح ہشام نے قرطبہ کے پُل کو از سر نو بنوایا۔ اور شہر کے مختلف حصون مین اور عمارتین بھی تعمیر کروائین جن مین سے اکثر عام لوگون کے لیے تھین۔ اِسی عہد مین فرقد بن عون العدوانی نے جو قرطبہ کا ایک باشندہ تھا

عہ مصنف بیان کرتا ہو کہ "مصنفین عرب کی کتابون مین اس قسم کی تفصیلین ہمیشہ نظر آیا کرتی ہین۔ تاریخ فاس کا مصنف عبد الحلیم غرناطی فاس کی جامع مسجد کے فرش تک کا شمار بیان کرتا ہو وہ کہتا ہو کہ اس مین سینتالیس ہزار تین سو مصلے بچھے تھے۔ اسی طرح وہ بیان کرتا ہو کہ اُس جامع مسجد مین پندرہ بڑے دروازے مردون کیلیے اور دو چھوٹے عورتون کے لیے تھے۔ اور بتاتا ہو کہ اس عمارت مین سترہ سو قندیلین روشن ہوتی تھین مگر اسکے ساتھ یہ بھی کہتا ہو کہ یہ قندیلین رمضان کی راتون مین روشن ہوتین جو راتین شب چراغان کہلاتی تھین۔ لہذا قندیلونکی زیادہ تعداد فقط زینت اور اظہار شان و شوکت کیلیے تھی (کانڈی)

وہ خوبصورت فوارہ بنوایا جو اُسی کے نام سے موسوم ہی اور جسین "فرقد" کہلاتا ہی۔ یہ فوارہ جو قرطبہ کی نہایت نازک عمارتون مین سے ہی خاص بادشاہ کی خوشنودی کے لیے تعمیر ہوا تھا۔

قرطبہ کے چوپڑ کے بازار کا انتظام ہشام نے سلیمان بن فطیس کے سپرد کر کے اُسے والی سوقہ مقرر کیا شاہ عبد الرحمن کے عہد مین قاضی رہ چکا تھا۔ اس کی سالانہ تخواہ پانسو ڈوبلون[عہ] تھی۔

۱۷۷ھ کے اختتام پر والی سرحد عبد الواحد کے بیٹے عبد الکریم نے جلیقیہ پر ایک تاخت کی اور اُس ملک کو غارت کر کے اس کے قلعون پر قبضہ کر لیا اور اُن کی صورتین بگاڑ دین۔ اور عیسائیون کے گرجون مین آگ لگا دی۔ واپسی کے وقت مال غنیمت سے لدا پھندا آرہا تھا کہ ایک ایسے مقام پر جہان عیسائیون نے اپنے لشکر کو کامیابی کے ساتھ چھپا کے بٹھا رکھا تھا وہ عیسائیون مین گھر گیا اور مسلمان لشکر کو ایک بڑی بھاری شکست اٹھانی پڑی وہ سارا مال غنیمت جو لوٹ کے لائے تھے چھن گیا۔ جن لوگون کو گرفتار کر کے لائے تھے وہ چھوٹ کے آزاد ہو گئے اور مسلمانون مین جو نہایت بہادر لوگ تھے لڑتے ہوے مارے گئے جن مین یوسف بن[عہ] بعث بھی تھا۔

اِسی سال بادشاہ ہشام کا ایک دوسرا سپہ سالار عبد القادر وحشیان تکروا پر حملہ آور ہوا جنھون نے بغاوت اختیار کی تھی۔ اُن مین سے بہتون کو اُس نے گرفتار کر کے مصلوب کر دیا۔ اور ان لوگون مین ایسی خونریزی کی کہ اُن کے

[عہ] ڈوبلون ایک سونے کا سکہ تھا جو اسپین مین مروج تھا اور پونڈ کا دونا ہوتا تھا (مترجم اردو)

[عہ] مورخ العباس کے بیان کے مطابق یوسف بن بعث الفزاسی اس زمانے مین نہین مرا بلکہ اس کے چند روز بعد مدینہ طلیطلہ مین اپنے بادشاہ کے حکم سے دیگر مہمون مین لشکر لیجانیکے بعد اُسنے دنیا سے رحلت کی۔ (کانڈی)

سارے علاقے کو اجاڑ کے ویران کر دیا۔ اسی سال اِدریس بن عبداللہ نے جو حضرت علیؓ کی نسل سے تھا اور سلطنت فاس اور خاص شہر فاس کا بانی تھا سفر آخرت کیا۔ اس کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ مشرق کی خلیفہ عباس نے دغا بازی سے اُسے زہر دلوا دیا۔

اُس نے ایک خوشبودار گیند ہدیۃً اُس کے پاس بھیجا جس کی نسبت اِدریس کو کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی۔ خلیفہ مذکور کے سفیر نے لا کے اُس کے سامنے پیش کیا۔ اُس مین ایسا شدید زہر ملایا گیا تھا کہ سونگھتے ہی اثر کر گیا اور اُس نے جان دی۔ اِدریس لاولد مرا تھا لیکن اُس کی بیویوں مین سے اَلعربہ نام ایک خوبصورت خاتون جو کثیرہ بنت جنید کے لقب سے مشہور تھی حاملہ تھی۔ اور حمل کا زمانہ پورا ہو چکا تھا۔ چونکہ عنقریب اس بچہ کی ولادت ہونے والی تھی اس لیے اَلعربہ نے وفادار حاجب بشیر کو اس بات پر آمادہ کیا کہ کسی کے تخت پر بٹھلانے مین اس کے وضع حمل کا انتظار کرے۔ حاجب نے یہی کیا۔ آخر اِدریس کا لڑکا پیدا ہوا۔ اور اُس کا نام بھی اِدریس رکھا گیا اور جب تک وہ نابالغ رہا ہر دل عزیز بادشاہ مرحوم کا حاجب انتظام مملکت کرتا رہا۔

اِسی سال قرطبہ مین اس عہد کے نامور شاعر عامر بن ابی جعفر نے بھی انتقال کیا۔ اُس نے نہایت لطیف تاریخین لکھی ہین۔ وہ خادم الموت کی خدمت انجام دیتا تھا۔ یعنی وہ تمام جائدادین جو لاوارثی کی وجہ سے بادشاہ کے قبضے مین آتین اور بیت المال مین داخل ہوتین اُن کا انتظام اِس کے سپرد رہتا۔

ایک دن بادشاہ ہشام حوالی قرطبہ کے دلچسپ میدانوں سایہ دار جھاڑیوں۔ اور نزہت بخش چمنوں مین سیر و تفریح کر رہا تھا کہ چند اہل دربار نے اُس کی زبان سے ایک خاص دلچسپ خطے مین ایک ایسے خوش سواد قصر کے تعمیر کرانے کا شوق

سُن کے جس کے متعلق بہت سی زرخیز اراضی ہون مختلف طریقون سے اُسے اُبھارنا شروع کیا کہ حضور اِس خطہ کو مول لے لین۔ کیونکہ وہ جائداد ہر حیثیت سے لینے کے قابل اور نفع بخش ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ اس کی خریداری کے شائق ہین اور بڑھ بڑھ کے دام لگا رہے ہین مگر بادشاہ اُس پر آمادہ نہ ہوا اور شوق دلانے والون کے جواب مین اُس نے ایک نظم کہی جس کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کیسا ذہین و طباع اور دل کا کیسا شریف و نیک تھا۔ وہ اشعار حسب ذیل ہین۔

شرافت کا سچا اظہار صاف دل اور فیاض ہاتھ سے ہوتا ہے۔
لیکن دولت جمع کرنے کی ہوس مین بڑے بڑے لوگون نے اپنی روح کو ذلیل و خوار بنا دیا
مین لہلہانے والے چمنون سے خوش ہوتا ہون
مین نرم بچھونے اور اچھی خلوت گاہ کو پسند کرتا ہون۔
مین خوشی کے ساتھ کھلے میدانون کی ہواؤن سے لطف اٹھاتا ہون
مگر دوسرون کے مکانون پر قبضہ نہین کرتا۔
اور میری آنکھین ہر چیز کو دیکھ کے اُس کی حرص نہین کرنے لگتین
خدا نے مجھے جو کچھ دیا ہے صرف عاریۃً ہے تاکہ مین پھر اُسے اُسکی عدالت کے قبضہ و اختیار مین دیدون
جب اقبال میری رفاقت کر رہا ہے اُسوقت تک لوگون کی فلاح و بہبود کے لیے
مجھے نفع رسانی کے بے تھاہ گہرائیون مین کھلے بندون غوطہ لگانے دو۔
طوفان اور قابل نفرت لڑائی کا زمانہ البتہ وہ وقت ہے
جب اپنے زبردست داہنے ہاتھ کو خون کے متلاطم سمندر مین غوطہ دیتا ہون۔
اور اپنے دشمنون کی دولت مین سے بہت کچھ لے لیتا ہون۔
لیکن عام اس سے کہ مین تلوار ہاتھ مین لون یا قلم سے کام لون۔
سب باتین مین خدا کی خوشنودی کے لیے کرتا ہون۔

اور قسمت کو علما کے غور و فکر کے لیے چھوڑ دیتا ہون۔

چاند اپنی چمک دمک مین اور ساری بزم انجم
سب اُسی خالق بے ہمتا کی پناہ ڈھونڈھ رہے ہین۔

انتیسوان باب

شاہزادہ الحکم کی بیعت اور بادشاہ ہشام کی وفات

سنہ ۱۷۹ھ مین جب کہ بادشاہ ہشام قرطبہ مین تھا ایک دن اپنے المنیہ (باغ) اور خوبصورت چمنون مین سیر کر رہا تھا جہان معمول تھا کہ اپنے فرصت کا وقت وہ پھولون اور پودھون کی خدمت مین صرف کیا کرتا کہ یکایک اُس کے مخصوص نجومی نے آکے عرض کیا "زندگی کا یہ مختصر زمانہ حضور کو اب اُس سرمدی زندگی کے کامون مین صرف کرنا چاہیے"۔ بادشاہ نے چونک کے پوچھا کہ "اِس گھڑی یہ الفاظ تمھاری زبان سے کیون نکلے؟" نجومی نے ادب سے عرض کیا "غلام کو اس سے زیادہ بیان کرنے کا حکم نہ ہو۔ اور یہ الفاظ بھی بے سوچے مجھے میری زبان سے نکل گئے"۔ مگر بادشاہ نے اصرار کیا کہ "تمھارے دل مین جو کچھ ہو صاف صاف بیان کر دو۔ یقین جانو کہ چاہے کوئی اور کیسی ہی بات ہو مین اس کو سُن کے ملول و غمگین نہ ہون گا"۔ اب اُس نجومی نے عرض کیا "تقدیر مین لکھا گیا ہے کہ دو سال کے اندر ہی حضور سفر آخرت کرین گے"۔ اپنے اس قدر جلد وفات پانے کی خبر سُن کے بادشاہ کو کچھ صدمہ نہین ہوا۔ حسب معمول دیر تک باتین کرتا رہا۔ جو مغنّی دربار مین گا رہے تھے اُن کا گانا سنا۔ اور جس طرح روز شطرنج کھیلا کرتا تھا شطرنج کھیلی۔ پھر ایک اچھا خلعت منگوا کے اس نجومی کو عطا کیا۔ اور کئی بار یہ الفاظ زبان پر لایا "مجھے فقط خدا پر بھروسہ ہے اور

جو کچھ امید ہی اسی کی ذات سے ہے"

بادشاہ ہشام نے قرطبہ مین عربی کے مدارس قایم کیے۔ اور عیسائیون کو کسی اور زبان کے بولنے کی ممانعت کر دی۔ انھین اجازت نہ تھی کہ لاطینی زبان مین تحریر کیا کرین۔ اس بادشاہ کی شان اس سے ارفع تھی کہ نجومیون کی فضول باتون کا یقین کرے اور تسلیم کرے کہ انسان کی قسمت پر ستارون کا کوئی اثر ہوا کرتا ہی۔ کیونکہ اُس کا رجحان اس جانب تھا کہ تمام معاملات مشیّت ایزدی سے وابستہ ہین اور نوشتۂ ازل کے مطابق ہوا کرتے ہین۔ باوجود اس کے سلطنت کے آیندہ جانشین کے متعلق اُس نے اپنی اصلی رائے ظاہر کر دی۔ چنانچہ فرمان جاری ہوا کہ تمام والیان ملک اور وُزرا مع اپنے کاتبون یعنی معتمدون اور مشیران سلطنت کے دار السلطنت مین حاضر ہون۔ اور جب سب لوگ جمع ہو گئے تو ہسپانیہ کے قاضی القضاۃ اور اپنے حاجب کے سامنے بھرے دربار مین اُس نے ظاہر کیا کہ "میرا ولی عہد یعنی آیندہ جانشین سلطنت میرا فرزند شاہزادہ الحکم ہی"۔ یہ سنتے ہی تمام والیون۔ وزیرون اور معزز شیوخ اسپین نے الحکم کے ساتھ وفاداری کرنے کا عہد کیا۔ اور بغیر کسی تامل یا شرط یا رکاوٹ کے سب نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ شاہزادہ الحکم کی عمر اس وقت بائیس سال کی تھی۔ وہ ایک خوبصورت اور خوش مزاج شاہزادہ تھا۔ اور سنہ ۱۷۹ھ مین یہ بیعت ولی عہدی ہوئی۔

سنہ ۱۸۰ھ مین صفر کی پہلی تاریخ بادشاہ ہشام بیمار پڑا اور اُسی مرض مین ماہ مذکور کی بارھوین تاریخ اس دنیا سے کوچ کر کے آغوش رحمت الٰہی مین چلا گیا کتب تاریخ مین مذکور ہی کہ ہشام نے مرنے سے پہلے اپنے فرزند الحکم کو اچھی نصیحتین کی تھین۔ لیکن ساتھ یہ بھی نظر آتا ہی کہ بعض مورخین نے انھین نصیحتون کو

اس تاجدار کے والد عبدالرحمن کی جانب منسوب کیا ہے۔ وہ نصیحتین حسب ذیل ہین:۔

"بیٹا۔ مجھے تیرے ساتھ جیسی محبت ہے اُسی کے تقاضے سے تجھے یہ چند نصیحتین کرتا ہون۔

"انھین دل مین لکھ لینا اور کبھی نہ بھولنا۔

"خوب یاد رکھ کہ اصلی شہنشاہی خدا کے ہاتھ ہے۔ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ مگر خدا نے ہمین چونکہ شاہی عظمت و قوت عطا کی ہے جو محض اُس کے فضل و کرم سے ہمارے ہاتھ مین ہے اس لیے ہمین ہمیشہ اُس کی مبارک مرضی پر چلنا چاہیے اور اُس کی مرضی یہ ہے کہ ہم سب لوگون کے ساتھ بھلائی کرین۔ خصوصاً اُن لوگون کے ساتھ جو ہماری حمایت مین ہون۔ لہذا اے میرے فرزند۔ تو ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا کہ امیر و غریب کے ساتھ یکسان انصاف ہو۔ اور اِس کو گوارا نہ کرنا کہ تیری سلطنت مین کسی کو ضرر پہونچے یا کسی پر ظلم ہو۔ ناانصافی ہی کا انجام ہلاکت ہے۔ رحمدلی کر۔ اور جو لوگ تیرے دست نگر ہین اُن کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ کیونکہ سب خدا کی مخلوق ہین۔

"اپنے صوبون اور شہرون کی حکومت اچھے چُنے ہوے لوگون کے سوا کسی انجان کے ہاتھ مین نہ دینا۔ وہ حکام جو خود سری اختیار کر کے تیری رعایا پر ظلم کرین اُن کو بلا تامل سزا دے۔ جب ضرورت مجبور کرے کہ لشکر جمع ہون اور سپاہیون کے ہاتھ مین ہتھیار دیے جائین تو اہل فوج پر نرم دلی سے حکومت کر۔ مگر نرمی کے ساتھ استقلال بھی لازمی ہے۔ تو کوشش کر کہ وہ لوگ تیری رعایا اور تیری قلمرو کے محافظ بنین نہ تباہ و برباد کرنے والے۔ لیکن خبردار اُن کو اچھی تنخواہین دینا اور اُن سے جو وعدہ کرنا اُسے نباہنا تاکہ وہ تیرے قول پر بھروسہ کر سکین۔

"اُن باتون مین ہرگز غفلت نہ کرنا جو انسان کو لوگون مین محبوب بناتی ہین۔ کیونکہ رعایا کی خوشنودی ہی سلطنت کی اصلی محافظ ہی۔ بخلاف اس کے رعایا کے خائف وترسان رہنے مین بڑا بھاری خطرہ ہی۔ لوگون کے دلون مین نفرت پیدا ہو جانا ہی موجب ہلاکت ہی۔

"اُن جفاکش کاشتکارون کی حفاظت کر جو جوتتے بوتے ہین۔ کسی کسان کے ساتھ ایسا سلوک نہ کر کہ اُس کی کھیتی غارت کروائی جائے۔ اور اُس کے باغ کے درخت اور پودھے کاٹ ڈالے جائین۔ الحاصل اس طرح حکومت کرنا کہ لوگ تجھے دعائین دین اور تیری پناہ اور تیری فیاضی کے سایے مین خوش خوش زندگی بسر کرین۔ اور اپنی رعایا کو موقع دے کہ امن وامان کے ساتھ زندگی کے اطمینان اور اُس کی مسرتون سے لطف اُٹھائین۔ اسی طرح اچھی سلطنت قایم ہوگی جس کے قایم کرنے مین اگر تو کامیاب ہوگیا تو یقین جان کہ تیری زندگی مسرت مین گذرے گی اور تو دنیا کے نہایت ہی نامور فرمانرواؤن کی طرح نیک نامی حاصل کرے گا"

بادشاہ ہشام نے سکّے مین کوئی تبدیلی نہین کی۔ چنانچہ دینار و درہم اُسی طریقے اور اُسی اصول پر بنائے جاتے جس طرح کہ اُس کے باپ عبدالرحمٰن کے عہد مین بنتے رہے تھے۔ یہ تاجدار شاہ ہشام جب مرا ہی اُس کی عمر سینتیس سال اور چار مہینے کی تھی۔ سات سال اور سات مہینے اُس نے حکومت کی۔ اِسی سال اور اسی مہینے مین مشہور سیاح سعید بن عبدوس نے جو القضاعی کے لقب سے مشہور تھا قرطبہ مین انتقال کیا۔ اُس کی ولادت اندلس مین ہوئی تھی مگر ارض مشرق کا سفر کیا تھا۔ اور امام مالک بن انس کی شاگردی کی عزت حاصل کی تھی۔ چنانچہ مدت کے بعد جب وطن مالوف مین واپس آیا ہی

تو اس کی دانائی و علم و فضل کی دھوم ہو رہی تھی۔

تیسوان باب

بادشاہ الحکم بن ہشام۔ اُسکے چچاؤن کی ہنگامہ آرائیان! اور مشرقی اسپین کے فتوحات

نیک نام بادشاہ ہشام کے جنازے کو لوگ مقبرے کی طرف لے چلے تو اس کے ساتھ خلقت کا بڑا بھاری ہجوم تھا۔ خود اُس کے فرزند شاہزادۂ الحکم نے دفن کرتے وقت فاتحہ پڑھی۔ اور اُسی گھڑی سے نہایت ہی شان و شوکت کے ساتھ اُسکی سلطنت کا اعلان کیا گیا۔ ۱۴۔ صفر المظفر ۱۸۰ھ کو رسم تخت نشینی ادا ہوئی۔ اس کے بعد پہلے جمعہ کو جو ماہ مذکور کی ۱۶۔ کو پڑا تھا نیا تاجدار جامع مسجد کو گیا جہان اُس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ الحکم کی مان کا نام زخرف تھا جو خوش جمال تھی اور لوگون کو اُس کی خوش مزاجی کا بھی یقین تھا۔ خود بادشاہ کا ابھی عنفوان شباب تھا۔ اس لیے کہ اس کی عمر ابھی بائیس ہی سال کی تھی لوگون کو امید تھی کہ وہ اپنے باپ کا لائق جانشین ثابت ہوگا۔ اُس کا شریفانہ چہرہ اُس کی عظمت کی امید دلاتا تھا۔ اور اس نے جو اچھی تعلیم پائی تھی اور جو بہترین نمونے اس کے پیش نظر تھے وہ سب اس امید کو اور قوت دیتے تھے۔ لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا ہی کو خبر ہو سکتی ہے کہ آج کے بعد کل کیا ہوگا؟ خلیفۂ الحکم کی واقفیت اعلیٰ درجے کی تھی اور بہت ہی ذہی فہم تھا۔ لیکن اس کے ساتھ نمایش پسند سنگدل اور مغلوب الغضب تھا۔ بچپن سے اُس کا نشو نما بادشاہ ہشام کے حاجب عبد الواحد کے بیٹے عبد الکریم کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ نوجوان کمسنی ہی مین حاضر جوابی موزون طبعی اور خوش فکری کے اعتبار سے اپنے تمام اقران مین ممتاز تھا۔ اسی علم و فضل کی وجہ سے الحکم نے اُس کی قدر کی اور اگرچہ

بہت نوعمر تھا مگر اُسے اپنا مہتمم کتب خانہ مقرر کر لیا۔ چند روز بعد اُسے اپنا حاجب بنا دیا۔ الغرض اکیلا عبدالکریم وہ شخص تھا جس پر اُسے پورا بھروسہ تھا۔ الحکم کے چچاؤن سلیمان اور عبداللہ کو جب بھائی ہشام کے مرنے کی خبر پہونچی تو انھین سلطنت اسپین یا کم از کم بعض صوبجات ہسپانیہ کی حکومت حاصل کرنے کاینا بہانہ ہاتھ آ گیا۔ اب تک اُن کے دل مین جمی ہوئی تھی کہ تلج و تخت سے محروم رکھے جانے مین ہمارے ساتھ بڑی ناالضافی ہوئی۔ چنانچہ پھر اُنھون نے اپنے طرفدار ڈھونڈھنا شروع کیے اور بھتیجے کے مقابلے کے لیے لشکر جمع کرنے لگے۔ اُن کو امید تھی کہ اِس مہم مین اگر قسمت نے بے وفائی نہ کی تو ہم اُسے تخت سے اُتار دین گے۔ یہ غرض نہ بھی پوری ہوئی تو اُن سے غالباً ہم اپنے مفید نئی شرطین کرا لین گے۔ اور کچھ نہین تو سلطنت اسپین کو ہم بٹا ہی لین گے۔

اِن امیدون کے سہارے پر اُن کے اُٹھ کھڑے ہونے اور اُن کے ورغلانے سے اہل طلیطلہ۔ بلنسیہ اور تدمیر نے بغاوت کر دی۔ ادھر سلیمان کے پاس جو دولت تھی اُسے اپنے دوستون کی مدد سے اُس نے نہایت بے جگری کے ساتھ لوگون مین تقسیم کر کے ایک معتد بہ لشکر جمع کر لیا۔ اور اُسے لے کے وہ افریقہ سے اُتر کے اسپین مین آیا۔ اور آتے ہی اپنے آپ کو بادشاہ اسپین مشہور کر دیا۔ اس لیے کہ وہ عبدالرحمن بن معاویہ کا بڑا بیٹا تھا۔ عبداللہ علاقۂ طلیطلہ مین موجود ہی تھا۔ اُسے اتفاقاً موقع مل گیا۔ اور اُس علاقے کے چند نامور سپہ سالار اُس کے گروہ مین شامل ہو گئے۔ خصوصاً عبیدہ بن حمزہ جو کہ بڑا بیباک اور چالاک آدمی تھا۔ اُس کی مدد سے قلعجات اقلیس۔ ہولدا۔ اور سنتبیریا اور چند اور چھوٹی گڑھیان

اُس کے قبضے مین آگئین۔ اسکے علاوہ اُس نے اور لشکر بھی جمع کیا اور شہر طلیطلہ کے پھاٹکون اور وہان کے ایوان شہریاری پر قابض ہوگیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۸۱ھ کا ہے۔ چچاؤن کی اِن کارستانیون کی خبر فوراً بادشاہ الحکم کو کی گئی اُس نے اس کی مطلق پروانہ کی۔ جوان تھا اور بہادر۔ آزمودہ کار فوج زیر فرمان تھی۔ اور اچھے خاصے ذرائع جنگ موجود تھے۔ اس سبب سے جس خطرناک طولانی جھگڑے کا اندیشہ پیدا ہوگیا تھا اُسے اُس نے معمولی چیز تصور کیا۔ اور دل مین ٹھان لی کہ اپنی سلطنت کو پوری قوت سے برقرار رکھون گا چاہے اُس کی حمایت مین مارا ہی کیون نہ جاؤن۔ فوراً لشکر مرتب ہونے کے احکام جاری کر دیے۔ اور آرقوس۔ قیرس۔ سدونیہ۔ اشبیلیہ اور قرطبہ کے رسالے اور اُن کے ساتھ حوالی مریدہ و طلیطلہ کی پیدل فوج تیار ہوگئی۔ اور اس لشکر کو ساتھ لے کے وہ میدان جنگ کی طرف چل کھڑا ہوا۔

الحکم اِن لشکرون کو لیے ہوئے طلیطلہ کی طرف بڑھتا چلا جاتا تھا۔ اور اُس علاقے مین داخل ہوچکا تھا کہ سرحد فرانس کے قاصدون نے آ کے عرض کیا مسلمان سرداران بہلول اور ابو طاحق[عہ] کو سخت شکست ہوئی عیسائیون نے اُن کو پسپا کر دیا۔ بلاد نربونہ و غرونہ پر قابض ہوگئے۔ اور عنقریب زبردست لشکر کے ساتھ مشرقی سرحد ہسپانیہ کے دیگر بلاد پر حملہ کرنے والے ہین۔"

بادشاہ نے اُسی وقت ایک جنگی مجلس شوریٰ مرتب کی۔ اور ساتھ ہی حکم جاری کیا کہ والی فطیس بن سلیمان سوارون کی ایک جماعت کو لے کے فوراً روانہ ہوجائے۔ اور سرحد کے سرداران فوج کی کمک کرے اُسے یہ بھی

[عہ] یہ نام تلفظ کی غلطی سے ابو طاحق ہوگیا ہے مگر افسوس ہے اس کا بالکل پتہ نہین لگ سکا کہ ہسپانیہ کے اس سپہ سالار عرب کا اصلی نام کیا تھا۔ (مترجم اردو)

تاکید کی جب مشرقی اسپین کے علاقے مین گزرے تو وہان کے لوگون کو بھی لڑائی کے لیے جمع کرتا جائے۔ اور حکم ہوا کہ والی سرقسطہ اور ہوسکا بھی اُس کے ساتھ جائین۔ ماسوا اس کے یہ بھی قرار پایا کہ طلیطلہ کے محاصرے مین اگر تاخیر کا اندیشہ ہو تو بادشاہ بذات خود سرحد فرانس کی طرف روانہ ہو جاے اور طلیطلہ کے محاصرے کا کام فقط پیدل سپاہیون اور سوارون کی ایک جماعت کے ذمے چھوڑ دیا جائے۔ اور اُن کا سپہ سالار عمرو بنایا جاے۔

فطیس سرقسطہ تک نہین پہونچنے پایا تھا کہ اُسے اس مضمون کی اطلاع ملی کہ حسن والی ہوسکا نے اپنا شہر ایسے شرایط پر دشمن کے حوالے کر دیا جن سے شاہی حقوق تلف ہو گئے اور خود اُس کے لیے وہ شرطین موجب ننگ ہین۔ ساتھ ہی اُسے پمپلونہ کے بھی ہاتھ سے نکل جانے کی اطلاع ملی کہ اُس پر بھی عیسائیون کا قبضہ ہو گیا۔ یہ وحشت ناک خبرین قاضی ہوسکا عبد السلام بن ولید نے بھیجی تھین۔ اور اِن خبرون کے ساتھ اُس نے بتایا تھا کہ ”والیان سرحد اپنی حکومتون مین خودسری کے عادی ہو گئے ہین۔ اور اب وہان اپنی حکومت قایم رکھنے کے لیے انھون نے یہ ذلیل طرز عمل اور نالایق طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ عیسائیون کی مہربانی اور اُن سے دوستی پیدا کرنے کے آرزومند رہتے ہین۔ کیونکہ سمجھتے ہین اپنے بادشاہ کی نافرمانی مین اُنھین عیسائیون سے مدد ملے گی۔ وہ لوگ اب یہ نہین چاہتے کہ اپنے بادشاہ کی خدمت بجا لائین یا اُس کی اطاعت کرین۔“ آخر مین قاضی عبد السلام نے یہ بھی بتایا تھا کہ ”یہ بے غیرت لوگ جب اپنے عیسائی دوستون کے ظالمانہ تصرفات کو برداشت نہ کرسکے اور اُنھون نے ارادہ کیا کہ اِنھین مار کے نکال دین تو اب مکاری سے یہ دغا باز اچھے مسلمان بنے ہین اور اُس بادشاہ کے سایۂ عاطفت اور

اس کی حمایت مین آنا چاہتے ہین جس نے اپنی برکتون سے انھین کبھی محروم نہین رکھا تھا۔" قاضی صاحب نے آخر مین یہ بھی لکھا تھا کہ "ان لوگون کی ان کارروائیون کی روک تھام فوراً اور وقت پر نہ کی گئی تو یہ سارا ملک ہاتھ سے نکل جائے گا۔

یہ واقعات جب بادشاہ الحکم کے گوش گزار ہوئے تو وہ نہایت پریشان ہوا۔ اور فوراً ایک بڑا بھاری لشکر ہمراہ رکاب لے کے جس مین اُس کے بہترین رسالے شامل تھے مشرقی سرحد اسپین کی طرف روانہ ہوگیا۔ اُس کے اصلی لشکر کے علاوہ اور بہت سے والی بھی کثیر التعداد فوج کے ساتھ اُس سے آملے اور یکے بعد دیگرے اُس نے بلاد ہوسکا اور لریدہ پر قبضہ کرلیا۔ عیسائی جو اِن شہرون پر قابض ہوگئے تھے اُنھین اتنی جرأت نہ ہوئی کہ ٹھہر کے اُس کے پہونچنے کا انتظار کرین۔ اِن فتوحات کے بعد الحکم علاقہ غرونہ اور برشلونہ کی طرف بڑھا۔ اور وہان سے آگے کوچ کرکے سرزمین فرانس مین داخل ہوگیا۔ اور جب نربونہ مین داخل ہوا تو اس قدر غصے مین بھرا ہوا تھا کہ جو عیسائی سامنے آیا اُس کے ٹکڑے اڑا دیے۔ ہزارون عورتون اور بچون کو گرفتار کرلیا۔ بہت سا قیمتی مال غنیمت اِن شہرون کو لوٹ کے حاصل کیا۔ اور بے اندازہ دولت سے لدا پھندا واپس آیا۔ اسی ناموری کی فتح کی وجہ سے الحکم کو المظفر کا لقب دیا گیا جس کے معنی خوش اقبال شادکام اور فتحیاب کے ہین۔

اب جو سردار سرحد کی حفاظت کے لیے چھوڑے گئے وہ عبد الکریم بن عبد الواحد اور فطیس بن سلیمان تھے۔ اُن کو مقرر کرتے ہی بادشاہ نے جھٹ پٹ طلیطلہ کی راہ لی۔ جہان اس کے چچا سلیمان اور عبد اللہ اس

لشکر کے ساتھ جسے وہ افریقہ سے لائے تھے اور تدمیر اور بلنسیہ سے جمع کیا تھا علم بغاوت بلند کیے ہوئے تھے وہ اپنی قوت روز بروز بڑھاتے اور اپنے اثر کو وسیع کرتے جاتے تھے۔ اور اطراف وجوانب کے بہت سے شہرون پر اُنھون نے قبضہ کر لیا تھا۔ قرطبہ اور مریدہ کے والی ان شاہزادون کی روک تھام مین حتی الامکان کوشش کرتے رہے۔ اور اُن سے مختلف لڑائیان بھی لڑے مگر اُن کا نتیجہ مختلف قسم کا ہوتا رہا یعنی کبھی اچھا ہوتا اور کبھی بُرا۔ لیکن بادشاہ کے پہونچتے ہی اُن کے اسلحہ کی کوششون مین جان پڑگئی۔ الحکم کے لشکر مین بڑے بڑے بہادر اور کار آزمودہ سپاہی تھے جو معرکہ جنگ مین جان بازی دکھانے کے عادی تھے۔ اور لڑتے لڑتے خوب پختہ مغز ہو گئے تھے۔ چاہے کیسے ہی زبردست دشمن سے لڑنا پڑے۔ اُن کے تیورون پر میل نہ آتا بخلاف اسکے شہزادہ عبد اللہ کے لوگ گو کہ تعداد مین زیادہ تھے مگر اُن مین غالب حصہ قسمت آزما فتنہ جو لونکا تھا جن مین زیادہ تر افریقہ اور مغرب[عہ] کے لوگ تھے۔ اسپین کی دولت اور غنیمت کے واقعات سُن سُن کے اِس سرزمین کے مشتاق ہوے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر یہ کہ اُن مین اکثر صوبجات اسپین کے شکستہ حال ڈاکو اور لوٹیرے تھے جو شاہزادے کے گروہ مین محض فلاکت کی وجہ سے یا اپنے جُرمون کی سزا سے بچنے کے لیے آ کے شریک ہو گئے تھے۔ الغرض الحکم نے بڑی شان وشوکت سے اپنے چچاؤن کے لشکر کو شکست دی اور علاقہ طلیطلہ سے اُنھین نکال باہر کیا۔ اس کے بعد اُس نے اُن سب شہرون پر قبضہ کر لیا جو باغیون کے قبضے مین آ گئے تھے۔ اور شکست خوردہ باغی بھاگ کے ارض تدمیر اور علاقہ بلنسیہ مین

[عہ] اہل عرب مغرب کے لوگون سے مغربی افریقہ والون کو مراد لیتے ہین۔ (مترجم اردو)

چلے گئے۔ یہ واقعہ سنہ ۱۸۳ھ کا ہے۔

اکتیسوان باب

الحکم کے تازہ فتوحات۔ سلیمان کی وفات اور عبداللہ سے معاہدہ

سال مابعد کے آغاز ہی مین اہل طلیطلہ نے بادشاہ کے سردار فوج عمرو سے خفیہ طور پر مراسلت کی اور اُسے شہر کے اندر داخل کر لیا۔ اسی قدر نہین۔ باغی سردار عبیدہ بن حمزہ کو پکڑ کے اُس کے حوالے بھی کر دیا۔ چنانچہ اُس کا سر کاٹ کے فوراً قرطبہ بھیج دیا گیا۔ اس فتح کے بعد سپہ سالار عمرو نے اپنے بیٹے یوسف کو طلیطلہ کی حکومت پر چھوڑا۔ اور خود تازہ فتحین حاصل کرتا ہوا جنجیلیہ کے لشکر گاہ مین جا پہونچا جہان خود بادشاہ موجود تھا۔ اب الحکم وہان سے بڑھ کے ارض تدمیر مین پہونچا اور کئی لڑائیون کے بعد جو اُس کی متفرق فوجون اور افریقہ کے خانہ بدوش رفقاے سلیمان کے فی مابین ہوئین دونون لشکر یکسان جوش و خروش سے اور ایک ہی قسم کی دشمنی و امید دلون مین لیے ہوے ایک دوسرے پر جا پڑے۔ دن بھر حیرت انگیز شجاعت سے لڑتے رہے۔ لیکن آخر روز مین الحکم کے سپاہیون نے اپنے سردارون کی بہادری سے جوش مین آ کے اور خود اپنے بادشاہ کو لڑتے دیکھ کے ایسی جانبازی سے حملہ کیا کہ حریف شاہزادون کا لشکر اُن کے اس جوش کو نہ روک سکا۔ اور اگرچہ سلیمان اور عبداللہ ایک شیر ژیان کی طرح شجاعت دکھلا رہے تھے۔ اور نمایان طور پر ثابت کر دیا تھا کہ کس باپ کے بیٹے ہین۔ مگر شاہی فوج نے اُن کے لشکر کو درہم و برہم کر دیا۔ شاہزادۂ سلیمان خصوصیت کے ساتھ حیرت انگیز جانفشانی سے کوشش کر رہا تھا کہ اپنے شکست خوردہ لشکر کو

پھر مرتب اور اپنی درہم وبرہم صفون کو پھر درست کر لے۔ وہ دشمنون کے بہادر ترین شہسوارون مین گھس گھس پڑتا تھا۔ اور گو کہ صاف طور پر نظر آرہا تھا کہ فتح الحکم کے حصے مین آچکی مگر اُس نے اپنے اکیلے دم سے بعض اوقات ایسی شجاعت دکھائی کہ دیکھنے والون کو خیال ہو جاتا تھا کہ ابھی فتح مشتبہ ہے۔ اسی طرح عبداللہ بھی بڑی بہادری سے لڑا اور اپنے چند جان نثار سوارون کے ساتھ بڑھ بڑھ کے اُس نے کئی بار اپنے شکستہ دل سپاہیون کی ہمت بڑھا دی اور اُن کے دل مضبوط کر دیے۔ بادشاہ نے جب یہ دیکھا کہ اِن چند بہادر نبرد آزماؤن کی جانبازی نے حاصل شدہ فتح کو روک رکھا ہے تو فوراً اپنے رسالہ کے سپاہیون کو لے کے حملہ کیا۔ ناگہان سلیمان پر ایک تیر جا کے پڑا جو اُس کے حلقوم کو چھید کے نکل گیا۔ تیر پڑتے ہی وہ گھوڑے سے گرا اور لڑائی کے نرغے مین اُس کی بیجان لاش کو روندتے ہوئے اتنے سوار گزر گئے کہ اُس نے گھوڑون کی ٹاپون سے کچل کے جان دی۔ عبداللہ نے بھائی کو گرتے دیکھا تو اُس کے بھی رُخ ڈھیلے ہو گئے۔ اور شکست کھا کے بھاگنے والون کے ساتھ اُس نے بھی راہ فرار اختیار کی۔ اتنے مین رات ہو گئی جس کی بدولت یہ سخت دہشتناک خونریزی کل پر اٹھا رکھی گئی۔ مگر الحکم نے فتح کا حال معلوم ہو جانے کے بعد بھی خونریزی کا سلسلہ قایم رکھا تھا۔ مگر شاہزادہ عبداللہ اندھیرے سے فائدہ اُٹھا کے میدان سے نکل گیا۔ تھوڑی دور جا کے بھاگنے والے سپاہیون کا بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ اور پہاڑون کے درون مین پناہ لی جہان وہ وینیا اور حوالی بلنسیہ مین بھاگتا رہا۔

صبح کو الحکم کے لشکر کو امید تھی کہ حریف شاہزادون کا لشکر جس کی تعداد بہت زیادہ تھی پھر لڑائی شروع کرے گا۔ اِن لوگون کو اپنی فتح مین تو شک

نہ تھا مگر خیال تھا کہ آج ہم اپنی فتح تکمیل کو پہونچا لین گے۔ مگر صبح کو جب یہ نظر آیا کہ حریف کا لشکر میدان سے غائب ہے تو انھین بڑا اطمینان ہوا۔ اس کے بعد مقتولین کی لاشون مین شاہزادہ سلیمان کی لاش ملی تو اپنی فتح کا بالکل یقین ہوگیا۔ سلیمان کی لاش جب بادشاہ الحکم کے سامنے لائی گئی تو یہ یاد کر کے کہ والد کو اس بہادر نبرد آزما سے کس قدر محبت تھی وہ اپنے آنسوؤن کو نہ روک سکا۔ حکم دیا کہ لاش نہایت عزت و حرمت سے دفن کی جائے۔ اور تاکید کی کہ جب تک لاش دفن نہ ہولے سارا لشکر وہین حاضر رہے۔

عبداللہ کے ساتھ اب بھی بہت سے افریقی سپاہی موجود تھے۔ اُس نے بھاگ کے بلنیسہ مین پناہ لی جہان کے لوگون کو اُس سے بڑی محبت تھی۔ لیکن اہل شہر نے اگرچہ خوشی سے اُس کو اپنی پناہ مین لیا تھا مگر مشورہ یہی دیا کہ اب آپ اپنے صاحب تخت و تاج بھتیجے سے صلح کر لین۔ اب خود وہ بھی اِسی فکر مین تھا کہ کسی طرح ان ہنگامون کو موقوف کرے جو اُس کے بھائی اور خود اُس کی ذات سے ملک مین پیدا ہو رہے تھے۔ لہذا بغیر اس کے کہ کسی قسم کے شرایط اپنی طرف سے پیش کرے اپنے ایلچی الحکم کے پاس بھیجے۔ اپنے تمام دعوؤن سے دست برداری کی۔ اپنے آپ کو بادشاہ کے رحم پر چھوڑ دیا اور وعدہ کیا کہ افریقہ مین یا جہان کہین آپ کا حکم ہوگا مین فوراً چلا جاؤن گا۔

الحکم اُس سے زیادہ خواستگار تھا کہ یہ لڑائی اسی سال ختم ہو جائے اس لیے چچا کے قاصدون سے بڑی مہربانی کے ساتھ پیش آیا۔ اور اس ادبار نصیب شاہزادہ سے بجز اس کے اور کسی بات کی خواہش نہین کی کہ اپنے بیٹون کو

آپ بحیثیت کفیل کے میرے پاس چھوڑ دین جو قرطبہ مین رہین گے۔ اور خود اپنی ذات کے متعلق آپ کو آزادی ہی کہ جہان آپ کی خوشی ہو قیام کیجیے۔ اس اقرار کے مطابق عبد اللہ طنجہ مین چلا گیا اور اپنے دونون بیٹے الحکم کے پاس بھیج دیے۔ جن سے الحکم بڑی محبت کے ساتھ پیش آیا اور اپنے معزز عزیزون کا سا سلوک کیا۔ شاہزادہ عبد اللہ کے لیے ایک ہزار مثقال ماہوار تنخواہ مقرر کر دی۔ اور اس کے علاوہ پانچ ہزار مثقال اور مقرر کیے جو ختم سال پر دیے جاتے۔ ماسوا اس کے اجازت دی کہ بلنسیہ یا تدمیر کے متصل جس قصبے کے ایوان شاہی مین تمھارا جی چاہے جا کے مقیم ہو جاؤ۔ بادشاہ نے اُن تمام شیوخ اور وزرا کا بھی قصور معاف کر دیا جنھون نے اسکے چچاؤن کا ساتھ دیا تھا۔ یہ شرط اُس عہدنامے مین داخل تھی جو اُس کے اور عبد اللہ کے فی مابین ہوا تھا۔ عبد اللہ کے ساتھ کے بہت سے افریقی سوارون کو الحکم نے اپنے رسالون مین داخل کر لیا اور اُن سب کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ اسی قدر نہین عبد اللہ کے بڑے بیٹے السفاح کے عقد مین الحکم نے اپنی بہن الکنزہ دے دی۔ الغرض اس طرح اس لڑائی کا انجام خوشی پر ہوا۔ بادشاہ قرطبہ مین واپس گیا جہان اُس کے داخلہ پر بڑی خوشیان منائی گئین۔ یہ واقعہ اخیر سنہ ۱۸۴ھ کا ہی

بتیسوان باب

مشرقی اسپین مین اہل فرانس کی یورشس

دوسرے برس فرانس کے عیسائیون نے مشرقی اسپین پر بہت سی یورشین کین شہر غرونہ کا انھون نے محاصرہ کر لیا اور اہل شہر کو ہتھیار رکھنے پر

مجبور ہونا پڑا۔ اِس کے بعد وہ بلنسیہ کا محاصرہ کرنے کے لیے بڑھے مگر اُس شہر کی حمایت مسلمانون نے اس خوبی سے کی کہ ایک معتدبہ زمانے تک روکے رہے۔ عیسائی جو کلیۃً مسلمان باغی سردار بہلول بن مخلوق ابوالحجاج کے زیر کمان تھے اُس کے بڑھاوے دینے سے ان کے سوار آگے بڑھ کے طراغونہ اور حوالی طرطوسہ تک آپہونچے تھے کہ بادشاہ الحکم نے حکم جاری کیا کہ "باغی ابن مخلوق کی سرکوبی اور کافرون کی یورش روکنے کے لیے لشکر روانہ ہو"

انھین دنون الحکم کے محل مین اور قرطبہ کے اندر ایک شاہزادہ پیدا ہوا جس کی پیدایش کو ایک شگون نیک اور مقدمۂ مسرت تصور کر کے الحکم نے اُسکا نام "سعید الخیر" رکھا۔ اور دل مین خیال کیا کہ یہ مبارک ولادت اس مہم کی کامیابی کی ایک تمہید ہے جو کہ عنقریب شروع ہونے والی ہے۔ چنانچہ وہ دل ہی دل مین خوش تھا کہ یہ فتح مجھے حاصل ہوگی۔

رسالے اور پیدل سپاہی جمع ہو کے کوچ کرنے ہی کو تھے کہ یکایک خبر آئی برشلونہ نے دشمن کے سامنے ہتھیار رکھ دیے اور شہر مذکور پر کفار فرانس نے ۱۸۵ھ کے خاتمے پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اس شہر نے جب مسلسل سات مہینے تک محاصرے کی مصیبت اُٹھالی تو مجبوراً مغلوب ہو کر ہتھیار رکھ دیے۔ یہ سنتے ہی بادشاہ فوراً مشرقی اسپین کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور والی عمرو اور سوارون کے سپہ سالار محمد بن مفرغ القنطوری کو ساتھ لیتا گیا۔ آخر الذکر شخص قرطبہ کے توابع مین سے قصبۂ غربیہ[۵] کا رہنے والا تھا جو کہ عین قنطوری کے پاس ہے۔ وہ الکبشی کے نام سے بھی مشہور تھا۔ اس لیے کہ اس سے پہلے کبھی وہ عین کبش یعنی بھیڑون کے چشمے کے پاس رہتا تھا۔ ابن مفرغ کی قابلیت و شجاعت

ع۵ قرطبہ کے حوالی مین ایک قصبہ کا نام ہے لیکن اب یہ نام نہین باقی رہا۔ (کانڈی)

کی وجہ سے الحکم اُس کی بڑی قدر کرتا تھا۔

اس درمیان مین یوسف بن عمرو کی بے اعتدالیون اور اس کے مظالم کی وجہ سے اہل طلیطلہ مین شورش پیدا ہوئی۔ وہ اس قدر بے عقل تھا کہ مطلق نہ سمجھتا تھا کہ کن جرائم پر لوگون کو سزا دینی چاہیے اور کن معاملات مین نرمی کا برتاؤ مناسب ہوتا ہے۔ آخر اہل طلیطلہ کے دلون مین ایسی برہمی پیدا ہوئی کہ اُنھون نے نرغہ کر کے اُس کا گھر گھیر لیا۔ اُس پر پتھر برسائے۔ اور اُس کے کئی سپاہیون کو زخمی کر دیا۔ یہ دیکھ کے معززین شہر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ عوام کو سمجھا بجھا کے راضی کیا جو سخت برہمی پر آمادہ تھے اور بڑا نقصان پہونچانے پر تُلے ہوئے تھے۔ اپنے شہر کے معزز لوگون کے کہنے سننے سے وہ منتشر ہو کے اپنے گھرون کو واپس گئے۔ اور فرمان برداری اختیار کر لی۔ نوعمر یوسف چند روز پہلے تو نہایت ہی دہشت زدہ ہو رہا تھا۔ حتی کہ یہ بھی سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کہان جا کے چھپون لیکن اب فارغ البال ہوتے ہی تجویز کرنے لگا کہ شہر مین ایک خوفناک خونریزی کی جائے۔

لیکن وہی امراے شہر جنھون نے پہلے عوام کی شورش کو ٹھنڈا کیا تھا اُنھین اُس کے اس منصوبے کی خبر ہوئی تو اُنھون نے بالاتفاق طے کر لیا کہ اس موقع پر ہمین کیا کرنا چاہیئے؟ اور وہ فیصلہ یہ تھا کہ وہ سب اچانک اُس پر جا پڑے۔ اور اُس بے عقل و نااہل والی کو گرفتار کر کے قیدی کی حیثیت سے قلعۂ خرزراق مین بھیج دیا۔ اور وہ خراب نتائج نہ پیدا ہونے پائے جو اُس کی سخت گیری اور رعایا پر دست ستم دراز کرنے کی وجہ سے ظاہر ہوتے۔ اس کارروائی کے بعد سب نے بادشاہ کو لکھا۔ اُسے اطلاع دی کہ ہم نے جو کچھ کیا مجبور ہو کے کیا۔ اول تو اس لیے کہ برہم شدہ لوگون کا

جوش کم کرین۔ اور دوسرے اِس غرض سے کہ نو عمر والی کے فضول غصے سے اپنی جان بچائین۔

بادشاہ نے یہ خطوط سپہ سالار عمرو کو دکھا دیے جو نوجوان یوسف کا باپ تھا اور اُسے حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو لکھو فوراً سرحد پر چلا جائے۔ اس لیے کہ ناتجربہ کاری کی عمر کے باعث وہ طلیطلہ کے ایسے عظیم الشان شہر کی حکومت کے قابل نہین ہے جو عیسائیون سے بھرا ہوا ہے۔ وہان کے لوگ اسلامی سلطنت کو بالکل نہین برداشت کر سکتے۔ عمرو کے دل مین اپنے فرزند سے کم جوش انتقام نہ تھا۔ اس نے جو یہ دیکھا کہ عام ہنگامے کی خبر سن کے بادشاہ کو کسی قسم کا ملال نہین ہوا تو دل مین اور ارادہ کیا کہ خود اُس شہر مین جا کے لوگون سے بدلہ لون۔ اور الحکم کی خدمت مین عرض کیا کہ حضور خود مجھکو طلیطلہ کی ولایت پر مقرر فرما دین اس لیے کہ مین وہان کے لوگون کی طبیعتون سے خوب واقف ہون۔ بادشاہ نے عمرو کے اعلی خدمتون کا خیال کر کے اس کی درخواست منظور کر لی۔ اور اُس نے جاتے ہی عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی۔ اور اپنے بیٹے یوسف کو حسب الحکم شاہی سرحد پر بھیج دیا۔

سرقسطہ پر قابض ہو کے بادشاہ الحکم شہر مین داخل ہوا۔ اور لوگون نے بڑے جوش و خروش سے اُس کا استقبال کیا۔ اس کے بعد وہ سرحد کے دیگر بلاد کی طرف روانہ ہوا اور یوسف بن عمرو کو شہر طوطلہ کا قائد بنا کے وہین چھوڑا۔ بعد ازان اُس نے شہر پمپلونہ پر قبضہ کیا اور دریاے عبرو کے کنارے پڑاو ڈال کے شہر ہوسکا پر بھی قابض ہو گیا۔ اور اس کے بعد سرحد فرانس مین داخل ہوا۔

اب طوطلہ کے نئے قائد یوسف بن عمرو نے اپنی جوانمردی کا ثبوت دینے کے لیے اپنے لشکر کے ساتھ سرحد فرانس پر یورش کی مگر ناتجربہ کاری کے

حملے مین ایک ایسے مقام مین جا کے گھر گیا جہان دشمنون کی فوج چھپی ہوئی تھی! ور آخرکار عیسائیون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا۔ یہ مصیبت جو اُس پر سنہ ۱۸۷ھ مین پڑی تھی اُسکی خبر جیسے ہی اس کے باپ عمرو بن عبد اللہ کو پہونچی اُسنے فوراً اس کی رہائی کے لیے زرِ فدیہ کا بندوبست کیا جس کی بدولت یوسف کو دشمنون کے ہاتھ سے آزادی نصیب ہوئی۔

اب بادشاہ اپنے لشکر کو بڑھاتا ہوا شہر طراغونہ مین پہونچا اور اُسے بہلول باغی کے ہاتھ سے چھین کے پھر اپنے قبضے مین کیا۔ یہ افسر پہاڑی لوگون کے چند گروہون کا سردار تھا۔ اور یہ پہاڑی لوگ نہایت ہی درشت مزاج۔ جفاکش۔ اور لڑائی کی آفتون کے خوب عادی ہو رہے تھے۔ کوہسار البرطاط (پرنیز) کے بہت سے عیسائیون کو بھی اس باغی سردار نے اپنے لشکر مین شامل کر لیا تھا۔ اور وہ بھی بڑے بہادر اور دلیر تھے۔ اِن باغی لشکرون سے بادشاہ کئی لڑائیان لڑا۔ جن کے نتیجے مختلف ہوتے رہے۔ لیکن آخر مین باغیون اور اُن کے مددگارون سے طرطوسہ کے قریب ایک کھلے صاف میدان مین مقابلہ ہو گیا۔ جہان نہایت سخت خونریز لڑائی کے بعد الحکم کو فتح حاصل ہوئی۔ نمک حرام بہلول اُس کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا۔ اور بادشاہ نے اس کی نمک حرامی کے پاداش مین حکم دیا کہ اس کا سر کاٹا جاے۔ یہ فتح سنہ ۱۹۲ھ مین حاصل ہوئی۔

اسی سال اہل مغرب نے اپنے بادشاہ ادریس بن ادریس کی تخت نشینی کا اعلان کیا۔ اب اس کی عمر گیارہ سال پانچ مہینے کی ہو گئی تھی۔ اور شریف ترین قبائل عرب نے اُسے اپنا بادشاہ تسلیم کیا تھا۔

سرحدی علاقون کو کلیتہً محفوظ کر کے شاہ الحکم طرطوسہ کے راستے سے بلنسیہ مین واپس آیا۔ وہان سے شاطبہ۔ دیمیا۔ اور ارض تدمیر مین

گذرتا ہوا قرطبہ مین داخل ہوا جہان اس کے داخلے پر لوگون نے بڑی خوشیان منائین۔ سنہ ۱۸۹ھ مین الحکم نے اپنی سفارت ادریس بن ادریس کے دربار مین بھیج کے اس کی تخت نشینی پر اُسے مبارکباد دی اور اُس سے ایک معاہدہ صلح کرنا چاہا جس کی رو سے دونون دولتون پر فرض تھا کہ تمام دشمنان افریقہ وشرق کے مقابل مین یا ہر ایسے شخص کے خلاف جو دونون مین سے کسی بادشاہ کے مقبوضات مین خلل انداز ہونا چاہے ایک دوسرے کی مدد کرین اس سفارت مین پانسو اندلسی سوار تھے جن کو شاہ ادریس نے بڑے اعزاز واکرام سے ہاتھون ہاتھ لیا۔ اس سفارت پر اور اُس دوستی کی تحریک پر جو بادشاہ الحکم کی طرف سے ہوئی تھی وہ کمسن بادشاہ مغرب بہت خوش ہوا۔ کیونکہ نوعمر فرمانروا اُن کا معمول ہے کہ دھوم دھام کے تماشون اور شان وشوکت کے جلوس نکلنے پر بہت خوش ہوا کرتے ہین وہ اندلسی ایلچیون سے مدینۂ ولیلہ مین ملا کیونکہ مدینہ فاس کی ہنوز بنیاد نہین پڑی تھی۔ اگرچہ اس واقعے کے بعد فوراً ہی اس کی بنیاد پڑ گئی۔

تینتیسوان باب

عمرو کا شہر طلیطلہ مین انتقام لینا اور شہر مریدہ کی بغاوت

وزیر طلیطلہ عمرو کے دل مین یہی دھن تھی کہ طلیطلہ والون سے ظالمانہ انتقام لے فقط مناسب موقع کا منتظر تھا۔ لیکن اسی اثنا مین بھی اُس نے اُن لوگون کو اپنے مجوزہ ٹیکسون سے بیتاب کر رکھا تھا جو کبھی تو شہر پناہ مین داخل ہونے کے لیے ہوتے۔ کبھی برجون کی قلعہ بندی کرنے کی غرض سے لیے جاتے۔ اور کبھی ایوان حکومت کی عمارت مین اضافہ کرنے کیلیے۔

انھین دنون شاہ الحکم نے پانچ ہزار آدمیون کو مشرقی اسپین مین بھیجا

اور اُن کا سردار اپنے بیٹے عبدالرحمن کو مقرر کیا جس کی عمر فقط پندرہ سال کی تھی۔ یہ نوجوان شاہزادہ طلیطلہ کے قریب سے گزرا تو عمرو نے اِس شوق مین کہ اپنے بادشاہ کے فرزند کا شرف باریابی حاصل کرے اُسے اپنے شہر مین بلایا۔ رونق افروزی کے لیے خود اپنا گھر پیش کیا اور عرض کی کہ حضور ایک رات کے لیے تشریف لے چل کے شہر طلیطلہ مین ضرور سیر فرمائین۔ اس درخواست کی تائید شہر کے تمام معزز باشندون نے کی۔ اور شاہزادہ اپنے سوارون کے ایک منتخب باڈی گارڈ کے ساتھ طلیطلہ مین داخل ہو کے ایوان شہریاری مین اترا۔ بعض مصنفین بیان کرتے ہین کہ اس موقع پر عمرو نے شاہزادے کے سامنے اپنا اصلی منشا ظاہر کیا اور اُسے بھی اس پر آمادہ کرنا چاہا کہ طلیطلہ کے بہت سے لوگون کے سر اڑا دیے جائین جو کسی طرح نچلے نہین بیٹھتے۔ اصل مین یہ لوگ نہایت پرجوش۔ جری۔ اور غیر اصلاح پذیر دشمنان سلطنت ہین۔ یہ ہمیشہ بغاوت پر آمادہ اور سرکشی کے لیے تیار رہا کرتے ہین۔ اُنھین مصنفون کا بیان ہے کہ اُس والی نے شاہزادے کی خدمت مین یہ بھی عرض کیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ اِن لوگون کے منصوبون کا خاتمہ کر دیا جائے۔ خصوصاً اس وقت اس بات کا نہایت عمدہ موقع پیدا ہو گیا ہے کہ بلا اندیشۂ شورش و بغاوت لوگون مین سے جو نہایت خطرناک ہین اُن کے قتل کا بندوبست کر دیا جائے۔ شاہزادے کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے کہا "یہ خود (تمھارا) کام ہے کہ اپنی ان تجویزون پر غور کرو۔ مین اپنے لیے نہین پسند کرتا کہ بے ضرورت لوگون کو اپنے خلاف کرلون"۔

یہ کارروائی کر کے وزیر نے تمام معزز باشندگان طلیطلہ کو بلوایا کہ سب حاضر ہو کے شاہزادے کے آگے قدمبوس ہون۔ اور اُس دعوت کو رونق دین جو

آج رات شاہزادے کے اعزاز مین کی گئی ہے حسب الطلب جملہ امراے شہر ایوان شہریاری مین آنے لگے۔ مگر یہان اُن کے استقبال کا یہ انتظام کیا گیا تھا کہ ہر امیر جیسے ہی قصر کے دروازے پر پہونچتا عَمرو کے لوگ اُسے ایک دُور کے زیر زمین تہخانے مین لے جاتے اور وہان پہونچتے ہی اُسے قتل کر ڈالتے۔ اِس طرح خاموشی کے ساتھ وزیر نے چار سو سردارون کے سر کٹوا دیے۔ وہ چند امراے طُلیطلہ جو شاہزادۂ عبد الرحمن کی حضوری مین تھے اُن کو اِن مظالم کی جو اس مہیب رات مین ہو رہے تھے بالکل خبر نہ ہونے پائی بعض مورخین مقتولین کی تعداد اس سے زیادہ بڑھا کے پانچہزار بیان کرتے ہین۔ مگر جو شمار ہم نے بتایا وہ زیادہ معتبر ہے۔

صبح کو اِن بدقسمت مقتولین کے سر عام لوگون کے سامنے پیش کر دیے گئے اور سارے شہر مین ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اور والی کی بے رحمی کے واقعات سُن کے کل اہل شہر کے اعضا مین لرزہ پڑ گیا۔ اور ہر دل پر ایک مایوسی طاری تھی۔ یہ بھی مشہور ہوا کہ یہ خونریزی خاص بادشاہ کے حکم سے عمل مین آئی۔ اور اُس نے یہ بیرحمی کا انتقام اُس شورش کے بدلے مین لیا ہے جو اہل شہر نے عَمرو کے بیٹے کے خلاف کی تھی۔ مگر اس ظلم کے بعد زیادہ زمانے تک نہ یوسف ہی کو زندہ رہنا نصیب ہوا اور نہ خود عَمرو کو۔ طُلیطلہ کی پُر اندوہ رات ۱۹۰ھ مین گذری تھی۔ اور اس کے تین روز بعد شاہزادہ اپنے ہمراہیون کے ساتھ سرحد کی طرف روانہ ہو گیا۔

بادشاہ الحکم نے مَریدہ کی حکومت اپنے چچازاد بھائی السفاح کو دی تھی۔ لیکن السفاح اپنے وزیر سے مطمئن نہ تھا اس لیے اُسے معزول کر کے اُس نے اس عہدے پر ایک دوسرے شخص کو مقرر کیا جس پر اُسے زیادہ بھروسہ تھا

لیکن معزول وزیر کے حال پر بادشاہ بہت مہربان تھا چنانچہ اس نے قرطبہ مین پہونچ کے بادشاہ سے السفاح کی نہایت سخت شکایتین کین۔ اور جب تک یہ نہ دیکھ لیا کہ بادشاہ کے دل پر پورا اثر پڑ گیا ہی۔ زبان نہ روکی۔ اُس نے بادشاہ الحکم کے دل مین اس کے چچازاد بھائی کی وفاداری کے متعلق طرح طرح کے شبہے پیدا کر دیے۔ اور وہ پچھتانے لگا کہ اتنی بڑی قوت و حکومت مین سے اُس کے ہاتھ مین کیون دے دی۔ معزول وزیر مریدہ کے ان کارگر آنسوؤن سے متاثر ہو کے بادشاہ نے اُسے حکم دیا کہ فوراً روانہ ہو کے السفاح کو حکومت مریدہ سے ہٹا دے۔ اسی قدر نہین اُسے سند عطا ہوئی کہ ولایت مریدہ کی حکومت السفاح سے چھین کے خود اپنے ہاتھ مین لے۔ الحکم کو اگرچہ برابر اپنے چچازاد بھائی کی مستقل مزاجی شریف النفسی اور سچی محبت کا ثبوت ملتا رہا تھا مگر اپنی پُرجوش طبیعت اور فطری بدگمانی سے مجبور تھا۔ آمادہ ہو گیا کہ السفاح کو کو فوراً شہر مریدہ سے نکلوا دے۔ السفاح نے اس نامناسب سلوک سے رنجیدہ ہو کے جواب دیا کہ مجھے یہ دیکھ کے نہایت حیرت ہوئی کہ بادشاہ نے اُس خلوص عقیدت و محبت کے مقابلے مین جس کا اُسے بخوبی تجربہ ہو چکا ہی ایک معزول وزیر کی غلط بیانیون کا زیادہ اعتبار کیا۔ اس کے بعد اس نے یہ بھی کہلا بھیجا کہ عبدالرحمن بن معاویہ کا پوتا اس لیے نہین ہی کہ ایک آزاد شدہ غلام یا معمولی سائیس کی طرح یون برطرف کر دیا جائے۔

یہ جواب پا کے الحکم اور برافروختہ ہوا۔ اور چھوٹتے ہی اپنے رسالے کے سردار کو حکم دیا کہ فوراً جا کے السفاح کو قید کر لاؤ۔ لیکن یہ لشکر السفاح کی گرفتاری کے لیے مریدہ مین پہونچا تو السفاح نے شہر کے پھاٹک بند کروا لیے اور اُنھین اندر داخل نہ ہونے دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کسی قسم کی مزاحمت بھی نہ کی اور نہ مقابلے کی کوشش کی۔ شاہ الحکم یہ دیکھ کے کہ میرے حکم کے

بجالانے مین تاخیر ہوئی طیش کے ساتھ خود مریدہ کی طرف چل کھڑا ہوا۔ اور قصد کیا کہ شہر مین زبردستی داخل ہو۔ اور اس کے حکم سے جو سرتابی ہوئی ہر اس کا نہایت سخت انتقام لے۔

تمام باشندگان مریدہ اپنے والی کی حمایت کے لیے تیار تھے۔ لیکن خود والی اس اندیشے سے کہ انھین لوگون کی شامت آجائے گی۔ اور یہ فیصلہ کر کے کہ میری وجہ سے یہ لوگ مصیبت مین نہ مبتلا ہون دل مین ٹھرالی تھی کہ جیسے ہی میرا صاحب تاج وتخت چچازاد بھائی شہر کے ایک پھاٹک سے داخل ہوگا مین دوسرے پھاٹک سے نکل کے چلا جاؤن گا۔ مگر الحکم کے پہونچتے ہی السفاح کی بیوی جس کا نام الکنزہ تھا اور بادشاہ الحکم کی سگی بہن تھی فقط دو خادماؤن کو ساتھ لے کے مریدہ سے نکلی اور اپنے بھائی کے خیمے کے سامنے جا پہونچی۔ یہ عقلمند اور حسین شاہزادی بھائی کے سامنے جاتے ہی زمین پر گر پڑی اور ایسے موجہ اور موثر طریقے سے شوہر کی جانب سے عذرات پیش کیے کہ السفاح کی راستبازی اور معزول شدہ وزیر کی غلط بیانیان صاف آشکارا ہوگئین۔ بادشاہ نے بہن کو اُٹھا کے گلے سے لگا لیا۔ اور سارا غصہ شفقت و محبت سے بدل گیا۔ بہن کے ساتھ وہ شہر کے اندر آیا۔ گزری باتین دونون جانب سے معاف کر دی گئین اور الحکم نے السفاح کا اعزاز اور اُس کے تمام اقتدارات پھر بحال کیے۔ اور حکم دیا کہ مریدہ مین جس طرح پہلے اس کی اطاعت کی جاتی تھی اُسی طرح اب بھی کی جائے۔ اسکے بعد چند روز تک وہ اُس شہر مین مقیم رہا اور لوگون نے اس خوش نصیبی کے اتحاد پر بڑی خوشیان منائین اور تمام اعلی وادنی شاہزادی الکنزہ کے دل وجان سے شکرگزار تھے کہ اس کی نیک نفسی کی سعی مشکور ہوئی اور شہر تباہی سے بچ گیا۔

چونتیسوان باب

اہل فرانس کے حملے۔ جلیقیہ کے فرنگیون سے صلح۔ اور قرطبہ مین ایک سازش کا کھلنا

سنہ ۱۹۰ھ مین الفرنک یعنی فرانس کے لوگون نے مسلمانون کی سرحد پر متعدد حملے کیے۔ جن مین دونون حریفون کو نقصان عظیم پہونچنے کے بعد انھین شکست ہوئی۔ اسی اثنا مین بادشاہ نے اُن عیسائیون سے جو کوہستان جلیقیہ مین رہتے تھے مسلمان سردارون کی مرضی کے خلاف ایک صلح کر لی۔ اور جو عیسائیون کے سردارون نے اپنے بادشاہ الفنس[عہ] کی طرفداری مین جو شرائط پیش کیے تھے قبول کر لیے۔ اس کے بعد الحکم مریدہ ہی مین تھا کہ اُسے اپنے ابن عم قاسم کے خطوط ملے جن مین درخواست کی گئی تھی کہ فوراً اپنے دار السلطنت مین واپس آیئے جہان شہر مریدہ سے آپ کی موجودگی کی زیادہ ضرورت ہے۔ اُن خطون کے ملتے ہی بادشاہ نے نہایت عجلت کے ساتھ قرطبہ کی راہ لی۔ اس لیے کہ اُسے صاف طور پر نظر آیا کہ وہان بعض نہایت ہی اہم معاملات پیش ہین۔ وہ جیسے ہی وہان پہونچا۔ قاسم نے بتایا کہ چند روز سے یہان آپ کے خلاف ایک سازش ہو رہی ہے۔ قاسم نے یہ بھی اطلاع دی کہ مین خود بھی اُن سازشیون کا سرغنا تصور کیا گیا ہون۔ لیکن سازش کا اصلی سرغنا مشیر کونسل شیوخ مین سے یحییٰ نام ایک شخص ہے جس کی تائید ویسی ہی متعدی کے ساتھ دیگر امرا بھی کر رہے ہین۔ ان بدمعاشون نے دل مین یہ سمجھ کے کہ میرے بھائی والی مریدہ کے ساتھ جو جھگڑے پیش ہین اُن کی وجہ سے مین یقیناً آپ کے خلاف ہون گا۔ یہی امید لگا کے اُن لوگون نے نہایت ہی پیچیدہ الفاظ اور رمز و کنایہ مین اپنے

[عہ] الفانسو۔

کچھ خیالات مجھ پر ظاہر کیے۔ اُن کے اس عنوان بیان سے مجھے اتنا پتہ چلا کہ ان لوگون کے مقاصد باغیانہ ہین جن سے سلطنت کے امن وامان مین فرق پڑنے کا اندیشہ ہر۔ چنانچہ مین نے اس غرض سے کہ یہ امر زیادہ وضاحت کے ساتھ معلوم ہو اُن کی حوصلہ افزائی کی تاکہ جو کچھ دل مین ہو کھل کے بتائین۔ اور اُن سے کہا بہت سی دشواریون پر جو تمھاری خواہشون کی مزاحم ہین اور نیز اُن باتون پر جن سے اس مقصد کے حاصل کرنے مین آسانی ہو پوری طرح بحث ہو جانی چاہیے۔ میری اس تدبیر سے ظاہر ہوا کہ وہ سب اس بات پر آمادہ ہین کہ آپ کو تاج وتخت اور زندگی دونون چیزون سے محروم کر دین اور سلطنت عبدالرحمن کے کسی اور پوتے کو دیدین"

اس کے بعد قاسم نے کہا "ایک ایسے مہتم بالشان راز سے واقف ہو کے اور یہ دیکھ کے کہ سازش کرنے والے نہایت ہی زبردست اور کثیر التعداد ہین مجھے جرأت نہ ہوئی کہ اُنھین اُن کے ارادے سے روکون۔ کیونکہ اپنے راز کے محفوظ رکھنے کی ضرورت سے وہ خود میری جان لینے کے درپے ہو جاتے۔ اسی ضرورت سے مین اُن کا ہم خیال بن گیا اور اُن کے سامنے اعتراف کیا کہ آپ لوگ خاندان بنی امیہ کے سچے جان نثار ہین۔ پھر ان سے کہا "مجھے یہ بھی بتا دیجیے کہ سلطنت کی اس اصلی خدمت ادا کرنے مین کون کون لوگ شریک ہین"

الحکم نے یہ واقعات سنتے ہی کچھ غصہ اور کچھ دہشت کے ساتھ اپنے چچازاد بھائی سے التجا کی کہ تم اسی طرح اُن کے دوست بنے رہو یہان تک کہ اپنی سازش کے ہر جزئی معاملے کو وہ تم پر ظاہر کر دین۔ قاسم نے اس کا وعدہ کیا۔ اِس گفتگو کے چند ہی روز بعد قاسم کو سازشیون کی پوری فہرست مل گئی جس کے دیکھنے کا بادشاہ کو بڑا شوق تھا۔ اس مین تین سو سرداران فوج کے نام نظر آئے

جو اس بات کے لیے تیار تھے کہ بادشاہ کی جان لین اُن لوگون نے اس کام کیلیے جو زمانہ مقرر کیا تھا وہ بعد والے جمعے کو ٹھیک نماز جمعے کے وقت تھا۔ اُن لوگون نے تجویز کی تھی کہ جیسے ہی الحکم نماز پڑھنے کے لیے مسجد مین داخل ہو اُس پر حملہ کر دین۔ اب فقط دو دن باقی تھے اور سازشیون کو اپنی اس کارروائی مین کامیاب ہونے کا پورا یقین تھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ الحکم کو لوگ اُس کی سختیون کی وجہ سے ناپسند کرتے ہین۔ اور نیز اُس معاہدے کی وجہ سے جو اُس نے مسیحین جلیقیہ کے بادشاہ کے ساتھ کر لیا ہے۔ لیکن قاسم نے وہ فہرست اپنے صاحب تاج و دیہیم بھائی کے پاس اُس رات کو بھیجی جس کی صبح کو یہ منصوبہ پورا ہونے والا تھا اور اُسے تنبہ کیا کہ وقت آگیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو بچائین۔ اور جن ضروری احتیاطون کے عمل مین لانے کی ضرورت ہے اُن مین غفلت نہ کرین۔

الحکم اس رات ایک لحظہ کے لیے بھی نہین سویا۔ اور والی القضا یعنی مجلس مشورت کے میر مجلس فرج بن کنانہ متوطن سدونیہ کی مستعدی سے رات کا تیسرا پہر نہین ختم ہونے پایا تھا کہ اُن تین سو شہسوارون کے سرون کی قطار اس کے قالین[عہ] کے سامنے لگی ہوئی تھی۔ اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ سب سر عام چوراہے پر کھونٹیان گاڑ کے لٹکا دیے جائین اور اُن پر ایک پرزے مین یہ لکھ کے لگا دیا جائے کہ "یہ لوگ اپنے بادشاہ کے نمک حرام اور دشمن تھے"۔ لیکن عوام شہر نے اس مہیب منظر کو خوف کی نگاہون سے دیکھا۔ اُن مین سے اکثر لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ یہ خونریزی کیون ہوئی۔ اور ان لوگون سے کون سا جرم سرزد ہوا ہے

[عہ] القوم بر اس یعنی قالین۔ بظن غالب یہ لفظ یہان محض زور بیان کے لیے لکھ دیا گیا ہے۔ یا یہ واقعہ تسلیم کیا جائے کہ الحکم کے اطمینان کے لیے مقتولین کے قتل ہو جانے کے یہ ثبوت (سر) حقیقت مین اس کے پاؤن کے پاس لا کے ڈالے گئے تھے۔ لیکن ایسا ہوتا کم ہے۔ (مترجمہ انگریزی)

اسی سال جو کہ سنہ ۱۹۱ھ تھا سلطان مغرب ادریس بن ادریس نے وہ خطۂ زمین حاصل کیا جس پر اُس نے شہر فاس کی بنیاد ڈالی۔ اس زمین کو اُس نے زواغہ اور برغوس لوگون سے مول لیا جو قبائل زناتہ مین سے تھے۔ چھ سو درہم اس کی قیمت دی گئی۔ مذکورہ قومون مین سے کچھ عیسائی تھے۔ کچھ مجوسی تھے اور باقی یہودی تھے۔ لیکن مسلمان ان مین چند ہی تھے۔ وہ جگہ جسے ادریس بن ادریس نے منتخب کیا دریاے زیبو سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔ اُس مین ٹھنڈی اور سایہ دار جھاڑیان کثرت سے تھین اور لطیف و پاکیزہ پانی بڑی افراط سے موجود تھا۔

پینتیسوان باب

سرحد کے عیسائیون سے لڑائی

سنہ ۱۹۲ھ کے آغاز مین ملک فرانس کے عیسائی ایک طوفان کی طرح الحکم کی قلمرو مین گھس پڑے۔ اتنی بڑی جماعت کثیر کے ساتھ کہ اُن کی کثرت نے زمین کو چھپا دیا۔ اُن لوگون نے آتے ہی مدینۂ طرطوسہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور جیسے ہی اس محاصرے کی خبر قرطبہ مین پہونچی بادشاہ نے اپنے فرزند عبدالرحمن کو حکم دیا کہ جتنا لشکر جمع کر سکے جھٹ پٹ جمع کر کے فوراً سرقسطہ سے طرطوسہ کی کمک پر روانہ ہو جاے۔ اسی قسم کے احکام والی بلنسیہ کے نام بھی بھیجے گئے اور یہ دونون لشکر جب باہم مل گئے تو ولی عہد سلطنت شاہزادہ عبدالرحمن

عہ عرب لوگ اُن لوگون کو جو صابئیس کی روایتون پر چلتے۔ ابراہیم۔ الیاس۔ اور الیساع کو سچے پیغمبر تسلیم کرتے اسی لفظ سے یاد کرتے تھے۔ اور انھین عقائد کی بنیاد پر پیروان اسلام اُن کے ساتھ بہت کچھ رعایت کرتے تھے۔ مجوس لوگ دراصل مذہب زرتشت کے پیرو تھے جو فارس مین کثرت سے پھیلا ہوا ہے (کاندی)

سرقسطہ سے انھین اپنے ساتھ لے کے چلا فتح گویا اُس کے علم سے وابستہ تھی۔ کیونکہ میدان مین پہونچتے ہی اُس نے نہایت ہی مہیب خونریزی کے ساتھ عیسائیون کو شکست دے دی اور درہم وبرہم کر دیا۔ عیسائی بھاگے اور جن میدانون پر انھون نے قبضہ کیا تھا اُن مین مردار خوار چڑیون اور وحشی درندون کے لیے لاشون کے انبار لگا گئے۔ یہ واقعہ سنہ ۱۹۳ھ مین پیش آیا۔ شاہزادہ فتحیاب ہوتے ہی قرطبہ مین واپس آیا۔ اور وہان نہایت ہی دھوم دھام سے اس کا استقبال کیا گیا۔ لیکن اس فتح کے بعد سے مسلسل دو سال تک سرداران سرحد کو ایک دم بھر کے لیے بھی چین سے بیٹھنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ اس لیے کہ ہر روز بلا ناغہ جبل البرطاط (پیرے نیز) کی چارون گھاٹیون پر عیسائیون سے لڑتے ہی رہتے تھے۔ لیکن یہ لڑائیان عموماً خفیف درجے کے حملے اور معمولی جھپٹین ہوتی تھین۔ اور اُن کا انجام بھی بہت ہی مختلف قسم کا ہوا کرتا تھا۔

اس کے بعد ایک سکون ہو گیا جو ویسا ہی تھا جیسا کہ اکثر خوفناک طوفانون کے پہلے ہوا کرتا ہی۔ اس لیے کہ اُس سکون کے بعد ہی کوہستان شمالی اسپین کے مسیحیون کا ایک بہت بڑا لشکر اپنے پہاڑون پر سے اُتر پڑا۔ اور سارے علاقۂ توسیطانیہ مین ایک سیلاب کی طرح پھیل گیا۔ کھیت غارت کر ڈالے۔ شہر جلا دیے اور مکانات لوٹ لیے۔ شاہ الحکم نے یہ حالت دیکھی تو خود میدان مین آنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اور سوارون کا ایک منتخب لشکر لے کے جس مین بہادران طلیطلہ و مریدہ تھے قرطبہ سے چل کھڑا ہوا۔ وہ اپنی سرحد کے پار نکل کے عیسائیون پر جا پڑا۔ اور حسب معمول اپنی خوش اقبالی سے اُن پر فتح حاصل کی۔ اس کے بعد دو سال تک الحکم یہین پڑا رہا۔ بلاد توسطانیہ اور حدود جلیقیہ کی سیر کی۔ اور آخر اس کوہستانی جنگ و پیکار سے کسی قدر اکتا کے سنہ ۱۹۵ھ مین قرطبہ مین واپس آیا۔

بادشاہ کے واپس آنے کے دوسرے ہی سال مسیحیون نے اُس کے سپہ سالار عبداللہ بن ملیحی کو شکست دے دی۔ وہ لوگ سرحد جلیقیہ پر اُس کے اوپر حملہ آور ہوے اور مسلمان بڑی بے رحمی سے اُن کے ہاتھون قتل ہوئے۔ بہادر سپہ سالار عبداللہ ایک جانباز سپاہی کی طرح لڑتا ہوا شہید ہوا۔ لیکن جو سوار اس کے ہمراہ تھے وہ نہایت ہی بدنظمی سے بھاگے۔ اور ان فوجون کے دلون مین بھی دہشت و مایوسی پیدا کر دی جو سپہ سالار عبدالکریم کے زیر علم تھین اُس سردار نے بھی باوجودیکہ بڑی شجاعت ظاہر کی مگر اُسے بھی شکست ہوئی۔ فقط اتنا ہی نہین بھاگنے مین اُن لوگون کی بدحواسی اِس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ بہت سا لشکر تو آپ ایک دوسرے سے ٹکرا کے اور لڑ کے تباہ ہو گیا۔ ان مفرورین کا بہت زیادہ حصہ دریا کے پار اُترنے مین ڈوب گیا۔ اس لیے کہ دریا کے کنارے پہونچ کے وہ لوگ نہایت گھبراہٹ اور بدنظمی کے ساتھ ایک دوسرے کے اوپر پھاند پڑے۔ اور بڑی مصیبت اٹھا کے مرے۔ اِن مصیبت زدہ لوگون مین سے بعض اس امید مین کہ گھنے جنگلون مین پناہ مل جائے گی درختون پر چڑھ گئے اور اُن کی ٹہنیون مین چھپ چھپ کے بیٹھ رہے۔ لیکن دشمنون کو اُن کا بھی پتہ چل گیا چنانچہ عیسائی تیراندازون نے اُنھین شکاری چڑیون کی طرح تیرون کا نشانہ بنایا۔ اور اُن کی بدقسمتی پر مضحکہ اُڑایا۔

عیسی بن احمد الرازی نے بیان کیا ہے کہ اس شکست کے بعد دونون لشکر ایک دوسرے کے خوف سے تین دن تک خاموش پڑے رہے۔ عیسائیون اور مسلمانون مین سے کسی کو عرصۂ جنگ مین قدم رکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن میدان جنگ سے دور ایک گرد آوری کی لڑائی مین

عبدالکریم پر ایک کاری نیزہ پڑ گیا۔ اور زخمی ہونے کے دوسرے دن وہ مر گیا۔ یہ سردار خاص قرطبہ کے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ اُس نے بہت دولت حاصل کر لی تھی۔ فقط لڑائی کے ذریعے سے نہین بلکہ متعدد صوبون کی حکومت سے بھی۔ اس لیے کہ وہ مختلف اوقات مین طوطیلہ۔ ہُوسکا اور سرقسطہ کا والی رہ چکا تھا۔ لیکن اس سرحدی علاقے مین وہ ایسا مشہور نہ تھا جیسی شہرت اُسے مشرقی اسپین مین حاصل تھی۔

۱۹۷ھ مین شاہزادہ عبدالرحمن نے سرحد فرانس پر فوج کشی کی۔ شہر غِرونہ اور حوالی نربونہ پر ایک ایسا کامیاب حملہ کیا کہ اُس کے سپاہی بڑی بھاری دولت سے لدے پھندے واپس آئے اور اپنے ساتھ بیشمار قیدی بھی پکڑ لائے۔ ان صوبجات پر تاخت و تاراج کرنے کے بعد وہ موسم سرما اور بارش کے گذر جانیکا انتظار کرتا رہا۔ اور اُس کے بعد سرحد جلیقیہ مین گھسا۔ چنانچہ اِسی سال کے موسم بہار مین اُس نے مدینۂ زآمورہ کے عیسائیون پر حملہ کر کے اُنھین وہان سے نکال باہر کیا۔ اور بہت سے اور قلعون پر بھی اپنے اسلحہ کی قوت سے قبضہ کر لیا۔ ایک ندی کے کنارے کسی عیسائی لشکر سے مقابلہ کر کے انھین ایک ایسی سخت شکست دی اور اتنی بڑی خونریزی کی کہ اُن کی لاشین میدانون مین دور تک پھیلی پڑی تھین۔ اور جو کثیر التعداد لاشین دریا مین پھینک دی گئین اُنھین دریا بھی نہ بہا لے جا سکا۔ اِس ناموری کے بعد عبدالرحمن نے جلیقیہ اور فرانس کے عیسائیون سے صلح قبول کر لی جس کے بعد کثیر التعداد اسیرون اور بہت سے مال غنیمت کو لیے ہوئے وہ قرطبہ مین واپس آیا۔

۱۹۸ھ کے آغاز مین علاقہ قُرِّی اور سرزمین مورور کے بعض شہرون مین ایک شورش ہوئی۔ اور وہان لوگ اپنے قائدون کی مخالفت پر اُٹھ کھڑے

ہوے تھے ۔ لیکن یہ شورشین تھوڑے ہی زمانے مین دبا دی گئین ۔ اور باغی سردارون کا فساد دور کر دینے کے بعد اُن کے سرغناؤن کے سر قرطبہ مین بھیجے گئے اِسی سال کے ختم پر یا سال مابعد کے شروع مین شہر تدمیر مین وہان کے قاضی فضل بن عامر بن راضی الکنانی متوطن عقیقہ نے انتقال کیا جو ایک مدت دراز سے امارت اور نیک نفسی کے لحاظ سے بڑے نامور تھے ۔ اور ابو العافیہ کے لقب سے مشہور تھے ۔ بادشاہ الحکم اُن کی بڑی عزت کرتا تھا ۔ چنانچہ اُن کے انتقال سے اُسے بڑا صدمہ ہوا ۔ ان قاضی صاحب کا ایک فرزند تھا جو اپنے باپ کا ہم نام تھا ۔ اور اُن کی جائداد کے ساتھ اُن کی خوبیون راستبازیون اور اُن کے علم و فضل کا بھی وارث ہوا تھا ۔ بادشاہ نے بھی اُسے اُن مرحوم کا جانشین تسلیم کر کے قاضی تدمیر بنا دیا ۔

سنہ ۱۹۹ھ مین شہر قرطبہ مین زیاد لخمی نے بھی جو شبطون کے لقب سے مشہور تھے انتقال کیا ۔ یہ پہلے فقیہ اور پیشواے امت تھے جنھون نے اسپین مین امام مالک بن انس کی فقہ کی تعلیم دی ۔ کیونکہ اُن سے پیشتر اُس سرزمین کے علما امام اوزاعی کی فقہ کے تبع تھے ۔ لیکن اُن کے زمانۂ وفات مین مورخین مختلف ہین ۔ بہتون کا بیان ہی کہ انھون نے سنہ ۱۹۵ھ مین انتقال کیا بہ خلاف اس کے اور لوگ بیان کرتے ہین کہ وہ سنہ ۲۰۴ھ تک زندہ تھے ۔ اُنکے سامنے مختلف معزز خدمتین اور عہدے مثلاً خدمت قضا وغیرہ پیش کی گئین مگر اُنھون نے کسی کو نہ قبول کیا ۔ وہ بڑے فاضل بزرگ تھے اور عزلت گزینی کی زندگی بسر کرتے تھے ۔ اِسی سنہ ۱۹۹ھ مین قاضی القضاۃ قرطبہ فرج بن کنانہ بن نصیر السدونی نے بھی جو شذونیہ کے رہنے والے تھے انتقال فرمایا ۔ اِنھین عدالت گستری کی ایسی دُھن تھی کہ اُن کے انتقال کا لوگون کو عام

طور پر صدمہ ہوا۔

چھتیسوان باب

شاہزادۂ عبدالرحمن کی بیعت اور حوالی قرطبہ مین لڑائی

اب ملک کی حکومت اور حکمرانی کی شہرت زیادہ تر شاہزادہ عبدالرحمن کی ذات سے وابستہ تھی۔ لہذا بادشاہ الحکم نے معزز والیون۔ وزیرون۔ قائدون معتمدون اور مشیرون کو جمع کرکے سر دربار ظاہر کیا کہ یہی فرزند میرا ولیعہد اور وارث تاج و تخت ہے۔ سب سے پہلے جس نے اُس کے ہاتھ پر بیعت ولی عہدی کی خود بادشاہ کے چچازاد بھائی شاہزادگان السفاح اور قاسم تھے۔ اُن کے بعد حاجب اور قاضی القضاۃ نے بیعت کی۔ پھر دوسرے والیون اور مشیرون نے۔ قرطبہ مین یہ دن ایک بہت ہی خاص اور دلون پر اثر ڈالنے والا دن تھا۔ رسوم ولی عہدی بڑی شان و شوکت سے عمل مین آئے۔ اب ملک مین کوئی لڑائی نہ تھی بجز اُس کے جو عیسائیون کے مقابلے مین اکثر ہوا کرتی اور وہ بھی فقط سرحد کے قایم رکھنے کے لیے ہوتی نہ فتح کے خیال سے یا اِس شوق مین کہ سلطنت کے حدود بڑھائے جائین۔ مگر اس کی امید بہت کم تھی کہ اُن سرحدی ملکون سے کوئی بڑی دولت حاصل ہو سکے گی۔ اس لیے کہ عیسائی اکثر پہاڑی قلاش۔ تجارت سے ناآشنا۔ اور اعلی فنون سے بالکل ناواقف تھے۔ سنہ ۲۰۲ھ مین اسپین کے جہازون نے جزائر اِسے بسا[عہ] میورقہ اور سارڈینیہ پر حملہ کیا۔

اب یہ دیکھ کے کہ سلطنت کے اندرونی و بیرونی اضلاع مین سب جگہ امن امان

[عہ] یعنی جزیرہ اِی دیا۔ (کانڈی)

قائم ہی۔ بادشاہ الحکم کبھی شاذونادر ہی اپنے قصر سے باہر نکلتا تھا۔ وہ اپنے لونڈی غلامون کے ساتھ اپنے باغون مین زندگی بسر کرتا۔ اُس کی کنیزون مین بہت سی ایسی تھین جو بہت ہی اچھی مغنیہ تھین۔ اور مختلف باجون کو بڑے کمال کے ساتھ بجاتی تھین۔ اسی قدر نہین اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا الحکم کو اپنا بادشاہ ہونا فقط اُسی وقت یاد آجاتا ہی جب اُسے خونریزی کی پیاس بجھانا ہوتی ہی۔ جو چیز اُس کے مزاج مین بچپن سے موجود تھی۔ ایسی خونریزیون کے موقع بہت کثرت سے پیش آئے تھے۔ اس لیے کہ چند ہی ایسے دن گذرے ہون گے جن مین اُس نے کسی کی نسبت قتل کا حکم نہ جاری کیا ہو۔ یہ بات آخر مین یہان تک بڑھ گئی کہ ہر قسم کے جرائم کی سزا وہ قتل ہی دیتا تھا۔ بادشاہ کی ایک جلوس کی فوج تھی جس مین پانچ ہزار جوان تھے۔ اُن پانچ ہزار مین سے تین ہزار اندلس کے مزاربی تھے باقی دو ہزار اسکلیوونیا والے تھے۔ اس فوج کے علاوہ اس کے محل مین ایک بڑی بھاری تعداد خواجہ سراؤن کی تھی۔ جلوس کے سپاہیون کے لیے تنخواہ کی حیثیت سے اُس نے ایک رقم مقرر کر دی تھی اور اس رقم کے حاصل کرنے کے لیے بعض قسم کی خاص تاجرانہ اشیا کے مداخل پر ایک نیا محصول لگا دیا تھا یعنی شہر مین لاتے وقت پھاٹک پر محصول لیا جاتا۔ چند باغیانہ خیال والون نے ابتداءً اس نئے غیر معمولی محصول کے ادا کرنے سے انکار کیا۔ اور اس محصول کے وصول کرنے کے لیے جو عہدہ دار مامور تھے اُن سے بدسلوکی کی اس کے پاداش مین دس تاجر قید کر لیے گئے جس کی وجہ سے ایک بڑی بے اطمینانی اور شورش شہر کے پھاٹکون کے قریب پیدا ہو گئی فقط لوگون نے چلا چلا کے شکایت ہی نہین کرنا شروع کی بلکہ سب لوگون مین

اس نئے محصول کے متعلق بے انتہا سرگوشیان ہونے لگین[ع] اور بادشاہ کو رعایا کا اعتبار نہ باقی رہنے کی شکایت اور اُس سے ناراضی پیدا ہوئی اور اس کا سبب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ الحکم نے اتنا بڑا باڈی گارڈ مقرر کیا جس سے سارا محل بھرا ہوا تھا۔ یہ ایسی چیز تھی جو نہ اس کے باپ کے وقت مین ہوئی تھی نہ دادا کے وقت مین۔ اُن کے نزدیک اِس بارے مین یہ عذر بھی نہ کافی تھا کہ اس فوج سے بادشاہ کو نئی نئی دغابازیون سازشون اور روز روز کے خطرون سے نجات مل جائے گی۔

بادشاہ اِن چیزون سے بخوبی واقف۔ اور اُسے اس بات کا بھی یقین تھا کہ میرے اور کسی شہر کی آبادی کے فیما بین کسی واسطے کے ہونے کی ضرورت نہین ہی۔ لوگ اپنی سلامتی مین غیر مطمئن نہ رہین گے تو وہ دوسرون کو بھی خطرے مین مبتلا کرنا چاہین گے۔ اور اگر انھین اپنے مالک کا خوف نہ باقی رہے تو ان کو اچھی طرح دھمکایا اور ڈرایا جانا چاہیے۔ بہر حال اس کی پالسی تھی کہ جب تمام لوگون کے دلون مین دہشت پیدا ہو جائے تو تم بخوبی انھین اپنی مرضی پر چلا سکتے ہو۔ بغیر کسی اندیشے کے ان پر حکومت کی جا سکتی ہی۔ اور وہ دم بھر مین سیدھے کر دیے جا سکتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ رعایا کو اگر حقوق دیے بھی جائین تو لازم ہی کہ دبا دبا کے اور نامناسب نرمی سے نہ دیے جائین۔

الحکم کے دل مین یہ خیالات تھے۔ لہذا جب اس کو اطلاع ہوئی کہ اس کے اُس حکم کی تعمیل مین جو مذکورہ دس تاجرون کے متعلق تھا مزاحمت کی گئی تو اپنی

ع مترجم نے یہان اس خیال کو نہایت مشتبہ طریقے سے ادا کیا ہی جو سب کو بوضاحت نظر آ سکتا ہی کہ یہ مقولہ کس قدر صحیح ہی کہ "آفتاب کے نیچے کوئی چیز نئی نہین" خود ہمارے ہی زمانے کے بہت سے آہ و زاری کرنے والے غمخورون کو دیکھو جن کا نام ظاہر کرنے کی ضرورت نہین (مترجم انگریزی)

مغلوب الغضبی کی فطرت کے موافق اُس نے حکم دیا کہ وہ لوگ بلند صلیبوں پر لٹکا کے مصلوب کردیے جائین۔

یہ واقعہ یون پیش آیا کہ ایک نا مبارک چہارشنبہ کو جو سنہ ۲۰۲ھ مین تیرہ ۱۳ رمضان المبارک کو پڑا تھا جنوبی اطراف قرطبہ کے لوگون کا ایک بڑا غول ان دس ملزمون کے مصلوب کیے جاتے وقت شہر کے عام چوپڑ کے بازار مین جمع تھا کہ شاہی گارڈ کے ایک سپاہی نے دیہاتی لوگون مین سے ایک کو زخمی کردیا۔ جو لوگ اُس کے قریب کھڑے ہوے تھے وہ زور زور سے شور کرتے ہوے اُس سپاہی پر جا پڑے۔ پتھر مار مار کے اُسے ہٹا دیا۔ اور وہ مجبور ہوا کہ شہر کے تھانے مین جا کے پناہ لے جہان وہ اس حال سے پہونچا کہ وہ تو زخمی اور خون مین لتھڑا ہوا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے شورش کرنے والون کا ایک غضب آلود مجمع تھا اس مجمع مین شورش ہوتے ہی شہر کے تمام لوگون مین برہمی پھیل گئی۔ اور سپاہیون نے اُن کی شورش دور کرنے کی کوشش کی۔ اُن پر کسانون نے حملہ کیا اور کئی سپاہیون کو چاقو بھونک بھونک کے زخمی کر ڈالا۔ آخر یہ شورش بڑھتے بڑھتے خاص القصر یعنی ایوان شہریاری کے پھاٹکون تک پہونچی۔ اور اس بے باک مجمع نے گستاخانہ نعرون اور بدتہذیبی کی دھمکیون کے ساتھ خاص القصر پر یورشین کرنا شروع کردین۔

یہ خبر سنتے ہی خود بادشاہ مسلح ہو کے نکلا۔ اگرچہ اس کے بیٹے۔ حاجب اور الفقیہ یوسف بن مطروح نے روکنا چاہا۔ والی ابن عبد الواحد اور دیگر سرداران فوج جو فوراً قصر شاہی مین آ پہونچے تھے انھون نے بھی حتی الامکان بادشاہ کو محل کے باہر قدم رکھنے سے روکا مگر اس نے کسی کی سماعت نہ کی۔ وہ

عہ ایک دوسرا مورخ اس واقعے کی تاریخ بائیسوین بتاتا ہے مگر سنہ مین سب کو اتفاق ہے (کانڈی)

فوراً نکل کے اپنے رسالے کے سامنے جا پہونچا اور جو غول سامنے تھا اسپر حملہ کرکے وحشت اور گھبراہٹ کے ساتھ اسی طرف بھگا دیا جدھر سے وہ لوگ آئے تھے۔

اس وقت یہان جو لوگ جمع تھے اُن مین سے اکثر نے تو کوشش کی کہ جھٹ پٹ بھاگ کے اپنے گھرون مین ہو رہین۔ اور دروازے بند کر لین لیکن آبادی کا جو حصہ ہنوز سڑکون پر باقی تھا اس نے فوج کی مزاحمت کی اور ایک اور بے نتیجہ کوشش کی۔ اُن مین سے بہت سے لوگ مارے گئے تین سو زندہ پکڑ لیے گئے۔ اور وہ سب دریا کے کنارے کنارے ایک لمبی قطار مین سولیون پر لٹکا دیے گئے۔ یہ ایک ہولناک منظر تھا جو قرطبہ مین پُل سے لے کے تیل کے سب سے آخری کولھو تک نظر آ رہا تھا۔

اِس اندوہ ناک واقعے کے دوسرے دن جمعرات کا دن تھا کہ بادشاہ نے حکم جاری کیا کہ حوالی قرطبہ کے جن جن لوگون نے شورش کی تھی وہ کلیتہً تباہ کر دیے جائین۔ یہ کارروائی جنوب کے جانب کے انتہائی حصے سے شروع ہوئی اور متواتر تین دن تک عام اجازت رہی کہ اُن مقامات کے باشندون کے مکانات لوٹ لیے جائین اور سپاہی جس قسم کا تشدد چاہین کرین۔ چنانچہ انھون نے جو کچھ اُن مکانون مین ملا بڑی بے رحمی سے لوٹا۔ فقط اتنی روک البتہ کی گئی تھی کہ وہ کسی عورت پر دست درازی نہ کرنے پائین۔

تین دن کے بعد الحکم نے حکم دیا کہ وہ بدنصیب جو مصلوب کیے گئے تھے صلیبون پر سے اتارے جائین اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی جو جا بجا مرے پڑے تھے دفن کیے جائین۔ اسی وقت یہ حکم بھی ہوا کہ چند بقیۃ السیف لوگ جو تباہ شدہ اطراف مین زندہ بچ گئے تھے ان کی جان بخشی کی جائے۔ مگر اس شرط سے کہ فوراً قرطبہ چھوڑ کے چلے جائین۔ اِس طریقے سے وہ ناشاد لوگ اپنے پیارے

وطنون کے چھوڑنے اور ادھر اُدھر مارے مارے پھرنے پر مجبور ہوئے۔ اور یہ حالت نظر آئی کہ بہت سے لوگ لٹے مارے تباہی زدہ خانہ بدوشون کی طرح علاقہ طلیطلہ کے گاؤن مین جابسے اور بعض کو شہر طلیطلہ کے اندر پناہ مل گئی۔

اِس اندوہناک واقعے کے تھوڑے ہی زمانے بعد پندرہ ہزار سے زیادہ مسلمانان اندلس خود ہی جلاوطنی اختیار کر کے ملک بربر مین چلے گئے۔ جن مین سے آٹھ ہزار تو مغربی افریقہ مین رہ گئے اور باقی ماندہ آگے کوچ کر کے مصر مین پہونچے۔

وہ لوگ جو اپنے سفر مین مشرق کی طرف برابر بڑھتے چلے گئے تھے وہ جاتے جاتے آسکندریہ مین پہونچے۔ ان دنون مشرق مین خلیفہ عبداللہ مامون الرشید کی خلافت تھی۔ آسکندریہ والون نے بڑے جوش وخروش سے اُن بے خانمان آفاقیون کی مزاحمت کی۔ اور بے انتہا کوشش کی کہ یہ اُندلسی آوارہ گرد شہر مین نہ داخل ہونے پائین۔ لیکن یہ اندلس والے مصیبتین اٹھاتے اٹھاتے جفاکشی کے عادی ہو گئے تھے قسمت سے لڑنے اور بخت برگشتہ کے حملون کے برداشت کرنے کی ان مین بخوبی قابلیت پیدا ہو گئی تھی۔ اُنھون نے بزور شمشیر راستہ نکال لیا اور ایک سخت خونریزی کے بعد شہر آسکندریہ پر قابض ہو گئے چنانچہ وہان کی حکومت بھی ایک معتد بہ زمانہ تک انھین کی مرضی پر چلتی رہی۔ یہان تک کہ خلیفہ المامون نے عبداللہ ظاہر کو والی اسکندریہ مقرر کیا۔ اور وہ فوج لے کے آ پہونچا تو ان جلاوطنان اندلس کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے انھین منظور کرنا پڑا کہ بحر یونان (میڈیٹرے نین سی) کے ایک جزیرے مین جا کے اقامت گزین ہون۔ وہ جزیرہ ان کو دے دیا گیا۔ اور اُس کے ساتھ

بہت سے مثقال سونے کی بھی ایک بڑی بھاری رقم دیگئی اس شرط کے ساتھ کہ وہ شہر اسکندریہ کو خالی کردین - چنانچہ اسکندریہ چھوڑ کے اس جزیرے مین چلے گئے - یہ جزیرہ اقریطش (موجودہ کریٹ،) تھا جو اُن کو دے دیا گیا- اور وہ بندرگاہ اسکندریہ سے جہازون پر سوار ہوکے کریٹ کے سواحل پر پہونچے اور اتر پڑے اُس وقت تک اس جزیرے مین بہت کم آبادی تھی- یہ جلاوطن باشندگان اندلس اس مین داخل ہوئے تو آدمیون سے بھر گیا- تھوڑے زمانے کے بعد اور بہت سے آوارہ گرد مختلف مقامات عراق و مصر سے آکے ان مین شامل ہوگئے- اور سب سے الگ تھلگ رہنے لگے-

مورخ ادوبی (الذہبی ؟) بیان کرتا ہے کہ اِن جلاوطن اُندلسیون کا سردار اُن کی ساری المناک آوارہ گردیون مین ابو حفص عمر بن شعیب - ملقب بہ الغلیث تھا- فحص البلوط نام حوالی قرطبہ کے ایک گاؤن کا رہنے والا تھا یہی شخص ان کی ساری دشت نوردی مین ان کا سردار و رہبر تھا- سعید بن یونس کا یہ بھی بیان ہے کہ اہل اندلس کی ایک جماعت نے ۲۰۲؁ کے چند ہی سال بعد جزیرہ کریٹ کو فتح کرلیا تھا- اور کہتا ہے کہ ان کا سردار اور حاکم جزیرہ عمر بن شعیب تھا جو اپنی ذمہ داریان اپنے بیٹون کے سر چھوڑ گیا- اپنے بیان مین وہ یہ بھی اضافہ کرتا ہے کہ وہ لوگ جزیرہ مذکور پر قابض رہے اور اپنی اولاد کو اپنا جانشین چھوڑ گئے- یہان تک کہ عبدالعزیز بن عمر بن شعیب کے زمانے مین اس جزیرے کو شاہ یونان آرمیطوس بن قسطنطین نے فتح کرلیا-

یہی واقعات حمیدی نے بروایت محمد بن ہشام بیان کیے ہین - جو اتنا اور بتاتا ہے کہ اس طریقے سے جو اہل اندلس کریٹ مین جاکے بسے تھے ان کے پاس بیس جہاز تھے - جن کے ذریعے سے وہ آس پاس کے

جزیرون اور بحر یونان کے تمام مقامات پر حملے کیا کرتے تھے - اور جہان اُن کا زور چل جاتا سخت بے رحمی سے لوگون کے مکانات کو لوٹ لیا کرتے وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اُن لوگون کو چونکہ ہمیشہ اپنا پیارا وطن یاد آیا کرتا تھا اور جن بیشمار نعمتون سے وہ اندلس مین لطف اُٹھایا کرتے تھے اُن کو یاد کر کے انھین تکلیف ہوا کرتی - یہ دیکھ کے اُن کے سردار نے اپنے جہازون کے بیڑے کو جلا دیا اور اس کے بعد لوگون نے تنہائی و جلاوطنی کی شکایت کی اور اپنا دکھڑا روئے تو اس نے کہا سرزمین اندلس مین تم نے جو جو مصیبتین اٹھائی ہین اُن کو یاد کرو - اور خیال کرو کہ جس وطن کے لیے تم رو رہے ہو اس مین ایسی مصیبتین تھین - اور اس کے مقابل یہان اپنے گرد کے زرخیز میدانون کو دیکھو جن مین دودھ اور شہد کی ندیان بہہ رہی ہین اب تم انھین کو اپنا وطن خیال کرو -

اُس مستقل مزاج سپہ سالار نے یہ بھی کہا "اندلس کی حسین مہ جبینون کو اپنے دل سے بھلا دو - اور ان کے بجاے اُن خوبصورت حرمون کا خیال کرو جو یہان تمھارے گھرون مین موجود ہین - یہان وہ سب سامان جمع ہے جو زندگی کو خوش گوار بناتا ہے تھوڑے ہی زمانے مین یہان تمھارے گرد ایک نئی نسل پیدا ہو جائے گی جو تمھاری زندگی کے لیے باعث تسلی ہو گی"

ان نصیحتون کا بڑا اثر ہوا - یہ جلاوطن لوگ پہلے شہر شودہ مین آباد ہوے اور چند روز بعد اُنھون نے شہر کندرش (کانیہ) کی بنیاد ڈالی جو جزیرہ مذکور کے مشرقی منتہا پر ہے - ان واقعات کے اختتام پر حمیدی بیان کرتا ہے کہ "جو جلاوطن قرطبہ سے نکل کے گئے تھے ان کی قسمت کا یہ انجام ہوا"

بادشاہ الحکم کے بے روک غصے اور ناعاقبت اندیشی کی سختیون کے باعث دارالسلطنت قرطبہ مین بیس ہزار سے زیادہ آدمی تباہ و برباد کر دیے گئے

یا جلاوطن ہو گئے۔ اور اس نمایان کمی کو قرطبہ کے نہایت پرجوش اور سود مند باشندون نے محسوس کیا۔ اسی سلسلے مین الحکم کے ہاتھون مراکش کے شہر فاس مین آٹھ ہزار خاندانون کی نئی آبادی اضافہ ہو گئی اور بادشاہ ادریس نے اُن لوگون کو اپنے شہر کا وہ حصہ کلیۃً دے دیا جو "محلہ اندلسیین" کہلاتا تھا کیونکہ اس مین پہلے پہل یہی لوگ جا کے آباد ہوئے تھے۔

الحکم کو فقط اتنے ہی پر اطمینان نہین ہوا کہ حوالی قرطبہ کے جن مقامات کے لوگون نے سرتابی کی تھی انھین کلیۃً تباہ کر دے بلکہ انھین تباہ و مسمار کرنے کے بعد اپنے بیٹے اور اپنے تمام جانشینون کو اِس مضمون کی وصیت کر گیا کہ یہ مقام پھر کبھی نہ آباد ہونے پاوے، ہمیشہ اجاڑ پڑا رہے۔ اور کبھی کسی کا مکان نہ نظر آئے۔ جن سے خاندان الحکم کو نقصان پہونچے۔ اِس واقعے اور اس تباہی کی وجہ سے جو حکم کے ہاتھون سے ہوئی وہ "الحکم الربضی" کے لقب سے مشہور ہوا یعنی ربضہ (حوالی شہر) والا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی سخت اور جفا جو طبیعت کی وجہ سے لوگ اُسے "ابو العاصی" کہنے لگے۔

سینتیسوان باب

سرحد کا معرکہ۔ سمندر کی لڑائی اور الحکم کی وفات۔

۲۰۲ھ اور اس کے بعد والے برس مین شاہزادہ عبد الرحمن جلیقیہ مین داخل ہوا۔ اور لشکر مریدہ کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر کے اہل جلیقیہ پر حملے کیے۔ اس کے لشکر اور عیسائیون کے درمیان بہت سی لڑائیان ہوئین جن مین ہمیشہ عیسائیون کو شکست ہوئی۔ مگر یہ لڑائیان بجائے خود بہت ہی کم اہمیت

عه منظام کا باپ۔

رکھتی تھین - وہان سے کوچ کرکے شاہزادۂ مذکور سرحد مین داخل ہوا جہان پہونچتے ہی اُس نے اُن تاختون اور یورشون کا خاتمہ کردیا جو اُن سرحدی مسیحیون کی شورش سے ہمیشہ جاری رہا کرتی تھین - مگر ۲۰۵ھ مین شاہزادۂ مذکور کو مجبوراً قرطبہ مین واپس آنا پڑا اس لیے کہ اپنے باپ کا وزیر داخلیہ یا وزیر جنگ جو کچھ تھا وہی تھا -

دارالسلطنت کی طرف واپس جاتے وقت عبدالرحمن نے شہر طراغونہ مین پڑاؤ ڈالا - جہان سے اسپین کے جنگی جہازون مین سے چند جہازون کو اُس نے روانہ کیا کہ جزیرہ سارڈنیہ (سردانیہ) پر جاکے حملہ کرین جہان یہ مسلمان بحری فوج عیسائیون سے لڑی - مسیحیون کے بیڑے مین جو کہ جزیرۂ مذکور کے سامنے لنگر انداز تھا آگ لگادی - اور اُن کے آٹھ جہاز چھین لیے - یہ کارروائی کرکے فتحیاب اندلسی بیڑا ساحل اسپین پر واپس آیا -

مورخ ابن حیان بروایت ابوبکر ابن القوطیہ بیان کرتا ہی کہ اسی زمانے مین اس ظالمانہ خونریزی اور تباہی کے بعد جو بادشاہ الحکم کے ہاتھ سے اپنے دارالسلطنت کے جنوبی اطراف مین ہوئی تھی وہ ایک لاعلاج مالیخولیا مین مبتلا ہوگیا تھا اور اُس کی روح پر ایک بار رہنے لگا - چہرے کی رونق جاتی رہی - کمزور اور لاغر ہوگیا - اور اُسی کوفت سے جو ہر وقت قائم رہتی اُسے اکثر بخار ہو آتا - اور بخار کی حالت مین وہ اعتراف کرنے لگتا کہ اُس خونریزی کی تصویر اس گھڑی میری آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی - اُسے نظر آتا کہ جیسے مصیبت زدہ لوگ ہتھیار بند قاتلون کے سامنے بیکسی سے ہاتھ پاؤن مار رہے ہین ہتھیارون کے چلنے کی آوازین اُس کے کانون مین آرہی ہین - لڑنے والون کی چیخین زخمیون کے کراہنے کی آوازین - نالہ و فریاد کی صدائین - اور اُن مین ملی ہوئی مرنے والون کی ٹھنڈی سانسین جن پر بڑا ترس آتا وہ سن رہا ہی - بہرحال کوئی خفیف سا جزئی واقعہ بھی نہین گزرا تھا جو

پیش نظر نہ ہوجاتا ہو۔ الغرض جب وہ اپنے عالی شان ایوان شہریاری کے عظیم الشان دیوان خانون اور کوٹھون پر گذرتا تو وہی منظر ہر گھڑی اُس کی آنکھون کے سامنے رہتا۔ اور یہ آوازین تھین جو نغمہ و سرود کی آوازون کے عوض اب بادشاہ کے کانون مین ہر وقت گونجا کرتین۔ بارہا ایسا اتفاق ہوتا کہ وہ اپنے نوکرون اور خاتونان حرم کو آواز دے کے بلاتا کہ رات کے سناٹے مین میرے ساتھ رہو۔ اور اگر کبھی کوئی نازنین حرم سوتی ہوتی۔ اور اس وقت بلائی جائے تو اُسے حاضر ہونے مین ذرا بھی دیر ہوتی تو بادشاہ کو ایسا غصہ آجاتا جسے وہ ضبط نہ کرسکتا۔

کتب تاریخ مین مذکور ہو کہ ایک رات کو اُس نے اپنے ایک خادم یقنطو[عہ] کو آواز دی جس کے ذمے یہ خدمت تھی کہ اعلی درجے کا خوشبودار تیل آقا کی لمبی اور گھنی ڈاڑھی مین لگایا کرتا۔ یقنطو نے آواز تو سنی لیکن یہ نہین سمجھا کہ مجھے بلایا ہو یا کسی اور کو اس لیے انتظار کرنے لگا کہ دوبارہ آواز آئے تو جاؤن اتنے مین بادشاہ پھر بہت ہی زور سے اور گلا پھاڑ کے چلایا اور کہا ”کمبخت تجھ پر کیا آفت آئی ہو جو نہین آتا ہو؟“

یہ آواز سنتے ہی یقنطو سہما ہوا دوڑا۔ اور کانپتا تھرتھراتا جاکے بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا۔ بادشاہ نے تیل کی شیشی چھین کے اس زور سے اُس کے سر پر دے ماری کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔

خادم نے زخمی ہوکے نہایت عاجزی سے اتنا عرض کیا کہ ”خداوندا بھلا ڈاڑھی مین تیل لگانے کا یہ کون سا وقت ہو؟“ الحکم نے کہا ”یقنطو! تو اس کی فکر نہ کر۔ اب ہماری ڈاڑھیون کے لیے تیل کی کبھی کمی نہ ہوگی۔ نہ تیرے لیے اور نہ میرے لیے۔ چاہے تو کیسا ہی اچھا تیل لگائے اور اس کے استعمال مین کیسی ہی فضولخرچی

[عہ] یہ غالباً اندلس کا مسیحی نام ہو۔ (مترجم اردو)

کرے۔ محض اس لیے کہ مین سنے بہت کثرت سے سر کاٹ ڈالے ہین۔ اور تیل کی کمی نہین ہو سکتی۔

بادشاہ اکثر اوقات دربار کے قاضیون اور وزیرون کو اس شان سے بلواتا کہ گویا کوئی بہت ہی اہم معاملہ پیش ہی مگر یہ طلبی بالکل بے وقت ہوتی۔ اور اکثر آدھی رات کو۔ پھر جب وہ سب نہایت ادب اور تعظیم سے حاضر ہو جاتے تو الحکم اپنی چھوکریون کو ان کے سامنے بلوا کے حکم دیتا کہ گاؤ بجاؤ اور جب تھوڑی دیر تک ان کا مجرا ہو جاتا دربار خاست کر کے قاضیون اور مشیرون کو واپسی کی اجازت دیتا۔ گویا فقط اسی غرض کے لیے وہ بلائے گئے تھے۔ اکثر یہ بھی ہوا کہ شیوخ اور سپہ سالارون کو حکم ہوا کہ لشکر جمع کرو۔ اُن مین اسلحہ اور گھوڑے تقسیم کر دیتا۔ اور سب خیال کرتے کہ کسی مہم پر فوج جانے والی ہی۔ مگر جب سب تیاریان ہو چکتین تو اُن کے ہتھیار رکھوا دیتا اور کہتا "جاؤ۔ اپنے گھر جاؤ"

اسی مالیخولیا اور تکلیف کی حالت مین بادشاہ الحکم بن ہشام نے متعدد نظمین کہین جن مین سے اکثر ایسی ہین کہ اُن مین خوب خیال آفرینی کی گئی ہی اور اس قابل ہین کہ محفوظ رکھی جائین۔ چنانچہ اس کے بیٹے عبدالرحمن کا داروغہ ارباب نشاط ابوابن ملیح اکثر ان بندون کو اس کے سامنے گایا کرتا۔ الحکم کی نظمون مین سے یہ بھی ہین جو اس کی لیاقت اور قابلیت کے درجے سے گری ہوئی نہین ہین۔

تلوار؟ عظیم الشان تلوار؟
اُس کی قوت پست گھاٹیون کو پاٹ کے بلند کرتی
اور انھین پاٹتے پاٹتے آسمان تک پہونچا دے سکتی ہی۔
تلوار؟ آبدار تلوار؟

ع۵ الحکم کے اس مرض اور مزاجی تغیر کا ذکر مشرقی مصنفون نے نہین کیا ہی۔ (مترجم اردو)

مین پہاڑ کی چوٹی پر بہادری سے چڑھ جاتا ہون
اس لیے کہ میری تلوار کی دھار انھین پست کر دیتی ہے[ع٥]۔
جاؤ پوچھو میری وسیع سلطنت کی دور و دراز سرحدون سے
کہ کسی جگہ بھی دشمن
اپنے فولادی اسلحہ کو حرکت دینے کی جراءت کر سکتا ہی پوچھو کہ بجز خاموش
چشمہٴ آفتاب کی کرنون کے
کسی جگہ کوئی اور چمک بھی نظر آتی ہی؟
پوچھو کہ کسی سننے والے کے کانون مین آبشارون کی نرم آواز کے سوا
اور کوئی آواز بھی گونج سکتی ہی؟
کون آبشار ہی جو چٹانون سے ناچتی ہوئی اُترتی اور آہستہ آہستہ نیچے اُترتی چلی جاتی ہین
تاکہ سبزہ خوابیدہ جو نیچے آرام کر رہا ہی اُن سے سیراب ہو
جاؤ میری سرحدون سے پوچھو! ہان پوچھو!
کس نامور کا نام تم سنو گے؟
کس کا نیزہ دشمن کے دل مین اُتر گیا؟
لڑائی مین آگے۔ ہمیشہ سب کے آگے!
ہمیشہ پہلے۔ واہ! کیا خوب ہی برق جدال کی چمک!
کس کی عمر نے جوش و خروش کی مسلسل لڑائیون مین نشوونما پایا۔
کس کے بچپن کے گالون کی رنگت کو عرصہ جنگ نے پختہ کیا؟ اور کس کی
ناتجربہ کاری کی سادی آنکھون مین آتش جنگ کی گرمی نے متانت پیدا کی؟
میرے سوا کسی کی نہین! مین نے اپنے لوگون کو بچایا!

[ع٥] کانڈی کے بیان کے مطابق بیان بادشاہ اپنے عہد کی غنو زسون کیطرف اشارہ کرتا ہی جن پر وہ اکثر غالب آیا تھا (مترجم انگریزی)

مین ہی ان کے دلون مین استقلال پیدا کرتا رہا!
مین نے ہی سب کو پناہ دی۔ اور مین نے ہی ذلیل کرنے والی دہشتون سے
اُن کو محفوظ رکھا۔
لیکن جہان مین نہ ہوا دہشت اور خوف سے سابقہ پڑ گیا۔
بزدل بھاگنے لگے۔ اور انجام مین اُنھین شرمناک موت نصیب ہوئی۔
جام! اور قاتل جام
مین نے دشمن کے ہونٹ سے لگا ہی دیا۔ اور وہ جرعہ ارغوانی
اُس کے حلق سے اُتار ہی کے چھوڑا۔ مگر افسوس!
اب میرے بازو کا وہ زور و شور کم ہو گیا۔ لیکن مجھے اس کا ملزم نہین ٹھہرایا جا سکتا
اس لیے کہ اس مین میرا کوئی قصور نہین ہے۔ مین اپنی مہین پوری کر چکا۔
اور اب تمھاری عظمت کے کارنامون کو دیکھتا اور اُن کا معترف ہون۔
لیکن خود اُن مین شریک ہونا نہین چاہتا۔

سنہ ۲۰۶ھ کے خاتمہ پر بادشاہ کا یہ مالیخولیا۔ اور بخار بہت بڑھ گیا۔ اور خود اپنے مظالم کے عذاب مین مبتلا ہو کے بڑی تکلیفون سے اُسنے جان دی نماز فجر اور ظہر کے درمیان اُسکی وفات ہوئی اور بعض مصنفین کہتے ہین کہ ظہر و مغرب کے درمیان غرض جمعرات کا دن تھا اور ماہ ذالحجہ کے ختم ہونے کو چار دن باقی تھے کہ الحکم کی چھبیس برس اور دس مہینہ کی پُر شور سلطنت دنیا سے رخصت ہو گئی۔ ہمین اس خدا کی حمد کرنا چاہیے جسکی سلطنت ابدی اور غیر متغیر ہے۔

اڑھتیسوان باب

عبدالرحمن بن الحکم کی سلطنت اور اس کے باپ کے چچا عبداللہ کی شورش

ماہ ذالحجہ کی اِسی جمعرات کو جس دن بادشاہ الحکم جوار رحمت مین گیا۔

اُس کا جنازہ شان وشوکت کے ساتھ آغوش لحد کے سپرد ہوا - اور اس کے بیٹے عبدالرحمن کے شاہ قرطبہ ہونے کا اعلان کیا گیا - عبدالرحمن کی عمر اُس وقت اکتیس سال تین مہینے اور چھ دن کی تھی جس ماں کے بطن سے وہ پیدا ہوا اُس کا نام حلوا تھا - وہ کشیدہ قامت خوبرو اور نہایت ہی خوش مزاج خاتون تھی - اس نئے تاجدار کو اس شجاعت و استقامت کی بدولت جس سے اسنے اپنے باپ کے حدود قلمرو کی حمایت کی تھی اُنکو برقرار رکھا تھا - دشمن کو پامال اور باغیون کو مغلوب کیا تھا باپ کی زندگی ہی مین ابوالمظفر کا خطاب مل چکا تھا عبدالرحمن لڑائی مین صابر اور پامرد تھا مضبوط اور سخت جفاکش کوہستانیون سے ان کے وحشتناک پہاڑون مین جا کے لڑنا اور انھین مغلوب کرنا اگرچہ بڑا دشوار تھا مگر اس کے چشم و ابرو پر میل نہ آتا ساتھ ہی وہ امن کے زمانے مین نیک اور فیاض تھا - یہ بادشاہ محتاجون کا والی تھا - منجملہ اس کے دیگر اعلی صفات کے ایک یہ صفت بھی تھی کہ وہ بڑا صاحب علم تھا - اُس کی تحریر مین لطیف معنیٰ آفرینی ہوتی اور ایسی نظمین کہتا جو فن عروض کی تمام خوبیون سے لبریز ہوتین - کھلتی ہوئی گندم گون رنگت نے اس کے چہرے کی وجاہت بڑھا دی تھی - اس کی ڈاڑھی جس مین خوب تیل لگا رہتا لمبی گھنی اور خوبصورت تھی - اِس بادشاہ نے اسپین کی اسلامی سلطنت کی وقعت انتہا کو پہونچا دی اور شان وشوکت اور عالی دماغی مین اپنے تمام ماسبق بادشاہون کے ستارۂ اقبال کو ماند کر دیا - عبدالرحمن نے شاہی باڈی گارڈ مین ایک ہزار افریقی سوار اور بڑھا دیے اور یہ دیکھ کے وہ نہایت مسرور ہوتا کہ اِس گروہ کے ہتھیار اور گھوڑے نہایت ہی اعلی درجے کے تھے ۔

جب طنجہ مین عبدالرحمن بن معاویہ کے بیٹے عبداللہ کو خبر پہونچی کہ اُس کا بھتیجا الحکم دنیا سے رخصت ہو گیا تو فوراً اُٹھ کھڑا ہوا - بڑھاپے کی برف نے ابھی تک اس کے دل مین حوصلہ مندی کی آگ ٹھنڈی نہین کی تھی - بیٹون کی مدد پر بھروسہ کر کے وہ ایک معتد بہ فوج کے ساتھ آبنائے جبرالٹر سے اُترا اور اپنی لشکرگاہ مین اور اُن

شہرون مین جن مین مزاحمت کی طاقت نہ تھی اپنے آپ کو بادشاہ اسپین مشہور کر دیا۔

شاہ عبدالرحمن کو دادا کے اس نقل و حرکت کی اطلاع ملی تو اپنے سوارون کو لے کے مقابلے کے لیے بڑھا۔ اور کئی میدانون مین عبداللہ کی فوج کو شکستین دین۔ اور اس قدر مجبور کر دیا کہ ارض تدمیر سے ہو کے اُس نے شہر بلنسیہ مین پناہ لی۔ وہان بھی متعدد لڑائیون کے بعد جن مین ہمیشہ قسمت نے اُس سے مخالفت کی وہ سن رسیدہ شاہزادہ مجبور ہوا کہ شہر کے پھاٹک بند کر لے اور قلعہ بند ہو کے بیٹھ رہے۔ یہ دیکھ کے عبدالرحمن شہر کے سامنے اُتر پڑا۔ اور دل مین ٹھان لی کہ محاصرہ اٹھانے سے پہلے ہی اُس مہم کا خاتمہ کر دے۔

اس اثنا مین عبداللہ کے دونون بیٹے شاہی خیمہ مین حاضر ہوئے تاکہ بادشاہ کی خدمت مین اپنے باپ کی سفارش کرین اور عذر خواہی کر کے بادشاہ کو جس کی ناراضی بالکل بجا تھی مناسب شرایط پر آمادہ کرین۔ شاہ عبدالرحمن کی خلقی رحمدلی اور فیاضی سے اُن کو اپنا مقصد حاصل کرنے مین نہایت آسانی ہوئی۔ بادشاہ نہایت مہربانی سے پیش آیا اور اُن کے باپ کے متعلق خدا نے بھی ان نیک ارادون مین اُن کی مدد کی۔

اس زمانے مین عبداللہ نے بھی انتظام کر لیا تھا کہ خاص قرطبہ کی فوج پر حملہ کرے۔ چنانچہ ایک جمعرات کو اُس نے اپنے لوگون سے کہا ”دوستو۔ اور رفیقو۔ کل جمعہ کو ہم نماز پڑھین گے۔ اور خدا نے چاہا تو اُس کی مدد سے انشاء اللہ پرسون ہفتے کے روز یہان سے روانہ ہون گے کہ دشمن کے مقابلے مین اپنے حق کی حفاظت کرین۔“

جمعہ کا دن آیا۔ اور اُس کے ہمراہی مسجد باب مرقیا یا باب تدمیر مین جمع ہوئے۔ عبداللہ نے خود خطبہ پڑھا اور آخر مین یہ الفاظ کہے ”بہادر دوستو اور شریف ہمراہیو خدا تم پر رحم کرے۔ مین سمجھتا ہون کہ ہمین خداوند تعالی کی مرضی دریافت کرنی چاہیے

تاکہ ہمین معلوم ہو جائے کہ کون راستہ اختیار کرین - اور کس کی طرفداری کرین - اس کے سوا ہماری کچھ خواہش نہین ہے کہ اپنے آپ کو اُسکی مرضی پر چھوڑ دین" پھر اُس معمر شہزادے نے اپنے ہاتھ اور اپنی آنکھین آسمان کی طرف اُٹھائین اور کہا یا پاک پروردگار! اگر میری خواہش انصاف اور نیکی پر مبنی ہو اور اگر اس ملک کے تخت و تاج پر میرا حق بہ نسبت میرے باپ کے پوتے کے زیادہ ہو تو میری مدد کر اور مجھے اُس کے مقابلے مین فتح نصیب کر - لیکن اگر اُس کا حق بہ نسبت تیرے اس بندے کے جو اس وقت تیرے آگے کھڑا دعا مانگ رہا ہے زیادہ ہو تو اُسی کو برکت دے اور جنگ وجدال کی خونریزی اور اُن مصائب کو قائم نہ رکھ - اُس کی قوت و سلطنت کی مدد کر - اور اُسی کو فتح عطا کر!" عبداللہ کے ہمراہیون اور شہر کے عام لوگون نے جو یہ خطبہ سُن رہے تھے اس دعا پر "آمین" کہی -

ناگہان عین اس وقت ایک برف کی سی ٹھنڈی ہوا چلنا شروع ہوئی جیسی کہ ان ممالک مین کبھی نہین دیکھی گئی تھی - اُس ہوا نے سب پر ایک خاص اثر پیدا کیا - اور نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ خطبہ ختم کرتے ہی بیہوش ہو کے زمین پر گر پڑا اور بڑی دیر تک اُسی حالت مین پڑا رہا - یہان تک کہ لوگ اُسے محل مین اُٹھائے گئے - اور نماز اُس کی عدم موجودگی مین ختم کی گئی - عبداللہ کی زبان اس واقعے کے بعد کئی دن تک بند رہی - مگر خدا کی قدرت کہ کئی روز بعد اُس مین پھر گویائی کی طاقت پیدا ہوئی اور اُس نے کہا "خدا نے ہی اس معاملے کا فیصلہ کر دیا - اور اُس نے مجھے اس مہم کے جاری رکھنے سے باز رکھا جو اُس کی مرضی کے خلاف تھی" پھر اُس نے ایک وزیر کو بھیج کے دونون شہزادون السفاح اور قاسم کو اُن کے فرودگاہ سے اپنے پاس بلا بھیجا اور ساتھ ہی بادشاہ عبدالرحمن کی خدمت مین خط لکھا جس مین نہایت صاف دلی کے ساتھ اس نے اطاعت قبول کر لی - اور اس کے بعد فوراً بادشاہ کے

کے لیے شہر کے پھاٹک کھول دیے۔

وزیر نے وہ خطوط عبداللہ کے بیٹون کے پاس پہونچا دیے اور بادشاہ کی خدمت مین بھی خط پہونچ گیا۔ السفاح اور قاسم نے بادشاہ سے اجازت حاصل کر کے اُس شہر کی جانب کوچ کیا۔ اور جیسے ہی وزیر نے اُن کے آنے کی خبر اپنے آقا کو پہنچائی خود عبداللہ اپنے سربرآوردہ سردارون کو ہمراہ لے کے شہر سے نکلا۔ اور اپنے بیٹون سے ملا۔ پھر یہ پورا گروہ شہر مین واپس آنے کے بعد بادشاہ عبدالرحمن کے خیمے کی جانب چلا اس جلوس مین فرشتہ رُو بوڑھا شہزادہ اپنے دونون بیٹون کے درمیان مین تھا۔ باقی تمام سردار اور معززین دربار پیچھے تھے۔

بادشاہ کے خیمے کے قریب پہونچ کے السفاح و قاسم گھوڑون سے اُتر پڑے ایک بھائی نے ایک طرف باپ کے گھوڑے کی رکاب پکڑ لی۔ دوسرے بھائی نے دوسری طرف کی رکاب تھامی۔ اور دونون نے اُسے گھوڑے سے اُترنے مین مدد دی اور دونون شاہزادے باپ کو اُتار کے بادشاہ عبدالرحمن کے سامنے لے گئے عبداللہ نے چاہا کہ بڑھ کے بادشاہ کا ہاتھ چوم لے لیکن اُسنے اپنے محترم چچا کو روکا اس سے بغلگیر ہوا۔ پھر اُس کے ساتھ بڑی محبت اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ اس کے بعد سے دونون مین ہمیشہ صلح رہی اور پھر کوئی جھگڑا نہین باقی رہا۔ عبدالرحمن نے اپنے چچا کو جب تک وہ زندہ رہا والی تدمیر رکھا اور وہ بوڑھا شاہزادہ آخر عمر تک وہین رہا۔ یہان تک کہ سنہ ۲۰۸ھ مین خدا نے اُسے اپنے پاس بلا لیا۔

جو لوگ عبداللہ کے ہمراہ افریقہ سے آئے تھے اُن مین سے بعض تدمیر مین مقیم ہو گئے اور باقی طنجہ کو واپس گئے۔ شاہزادہ عبداللہ کا انتقال مندرجۂ بالا واقعات کے ٹھیک دو سال بعد ہوا۔

۳۹
انتالیسوان باب

بادشاہ عبدالرحمن بن الحکم کی مہم برشلونہ پر

اندرونی جھگڑون اور خانہ جنگیون سے فارغ ہوکر عبدالرحمن مشرقی اسپین کی سرحد کی جانب متوجہ ہوا۔ اور آمادہ ہوا کہ شہر برشلونہ کا محاصرہ کرے جو اہل فرانس کے قبضے مین تھا۔ بادشاہ کے لشکر مقدمتہ الجیش کا افسر سپہ سالار ابن عبدالکریم تھا جس نے محاصرہ شروع ہونے سے پہلے ہی عیسائیون پر حملہ شروع کیا تھا۔ اور اُنھین شکست دے کے مجبور کردیا تھا کہ شہر کے پھاٹک بند کرکے قلعہ بند ہوجائین

جب بادشاہ عبدالرحمن شہر کے سامنے پہونچا تو بہت سی سخت لڑائیان ہوئین اور مسلمان فصیل پر قبضہ کرکے شہر مین داخل ہو گئے۔ عیسائی بھاگ رہے تھے اور شاہی سوار اُن مین نہایت سخت خون ریزی کر رہے تھے۔ بادشاہ عبدالرحمن نے برشلونہ پر قبضہ کرنے کے بعد حکم دیا کہ فصیل شہر کی مرمت کی جاے۔ اس مہم کے بعد وہ شہر آرغل کی جانب روانہ ہوا جسپر مسیحیون کا قبضہ تھا۔ خوش اقبالی نے وہان بھی اُس کا ساتھ دیا۔ وہ مقام اور کئی اور شہر جو دشمن کے قبضے مین تھے مسلمانون کے ہاتھ آئے عیسائی فوجین اُن پہاڑی قلعون مین بھاگ گئین جو اس کوہسار کی وادیون مین بنائے گئے تھے جن کے دشوار گذار راستون کی وجہ سے انھین بچاؤ کی بڑی امیدین تھین۔ اور جاڑون کے شروع ہوجانے سے اس کوہستان مین انھین بہت اچھی پناہ مل گئی۔ اس طرح باغیون کی سرکوبی کرکے اور ملک مین امن وامان قایم کرنے کے بعد بادشاہ قرطبہ مین واپس آیا جہان بڑے جوش مسرت کے ساتھ اُس کا استقبال کیا گیا۔ یہ خوش اقبالی کی مہم ۲۰۷ھ مین پیش آئی۔

دوسرے سال عبدالرحمن ابن معاویہ کے بیٹے امیر عبداللہ نے شہر تدمیر مین

انتقال کیا۔ اور اس کے بیٹون السفاح اور قاسم نے عبدالرحمن کو اس کے انتقال کی خبر پہونچانے کے ساتھ اجازت حاصل کی کہ اپنے والد کے کل مال و دولت پر قبضہ کر لین۔ کہتے ہین کہ اسپین مین یہ قانون کہ بیٹا اپنے باپ کی کل ملکیت پر قبضہ کرے اور متوفی کی بیوہ کو صرف اُس کا زرمہر اور اُس کی جائداد مین سے تھوڑی سی رقم دلائی جائے اسی وقت سے جاری ہوا۔

اسکے علاوہ یہ بھی قرار پایا کہ ہر شخص وصیت کے ذریعہ سے اپنی جائداد کا ایک ثُلث حصہ کسی شخص کو عام اس سے کہ وہ اس کے خاندان کا ہو یا کوئی غیر ہو اپنی خوشی سے دے سکتا ہے[ع۵]۔

اسی زمانے مین بادشاہ یونان کی طرف سے ایک نہایت ہی شاندار سفارت قسطنطنیہ سے قرطبہ مین آئی اسکے ساتھ بہت سے خوبصورت گھوڑے تھے جنکے چارجامے اس قدر قیمتی اور شاندار تھے کہ اسپین مین کبھی اس سے پہلے نہین دیکھے گئے تھے سفیرون کا بڑی عزت کے ساتھ استقبال کیا گیا اور قرطبہ مین ان کا داخلہ بڑے کروفر سے ہوا جس کو لوگون نے بڑے تعجب سے دیکھا۔

بادشاہ عبدالرحمن نے ان مہمانون کو خاص اپنے قصر مین ٹھہرایا۔ اور وہین اُنھون نے اپنے بادشاہ کے تحفے بادشاہ کی خدمت مین پیش کیے۔ اپنی مراسلت مین بادشاہ یونان نے عبدالرحمن سے درخواست کی تھی کہ خلفاے بغداد کے مقابلے مین آپ ہمارے دوست ہین اس لیے کہ وہ ہمارے اور آپ کے

[ع۵] یہ مسلمانون کا شرعی قانون وراثت ہے جو نزول قرآن ہی کے وقت سے اہل اسلام مین جاری تھا۔ یہ ممکن ہے کہ والیان ملک کی جائداد اسپین مین شاہی جائداد تصور کی جاتی ہو اور اُس پر والیون کی اولاد کو تصرف کرنے کا حق نہ حاصل ہو۔ مگر عام مسلمانون کی جائدادون کے متعلق غیر ممکن ہے کہ یہ قانون پہلے سے نہ جاری ہو (مترجم اردو)

دونون کے دشمن ہین۔ اور اُس سلطنت پر اُنھون نے زبردستی قبضہ کرلیا ہی جو بنی امیہ کے قبضے مین تھی بادشاہ عبدالرحمن نے اس کا نہایت مناسب جواب دیا۔ جو تحایف یونانی سفیر اپنے بادشاہ کی طرف سے لائے تھے اُن کو قبول کیا اور واپسی پر اُن کے ساتھ اپنے ایک سردار والی یحیی ابن حکم الغزال کو جو بڑا قابل شخص تھا دربار یونان مین بھیجا۔ یہ سردار بڑی خوبیون کا شخص تھا۔ بحری مہمون مین اس نے بڑی ناموری حاصل کی تھی۔ بڑا لایق اور شاعر بے بدل تھا اور اعلی درجہ کی نظمین تصنیف کی تھین۔ اس شخص کو عبدالرحمن نے اپنی طرف سے شاہ یونان کے دربار مین بھیجا۔ اور اس کے ساتھ بہت سے مناسب قیمتی تحفے بھی شاہ یونان کے لیے بھیجے۔ جن مین چند خوبصورت اندلسی گھوڑے تھے۔ قیمتی تلوارین تھین جو خاص اسپین کی بنی ہوئی تھین اور اُن پر بہت اعلی درجے کا قیمتی کام بنا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی قیمتی چیزین تھین جنکی تفصیل کی چندان ضرورت نہین۔

چالیسوان باب

سرحد کی مہمین اور بادشاہ کے بیٹون کی تعلیم

سنہ ۲۰۹ھ مین بادشاہ عبدالرحمن نے عبیداللہ کو جو عبداللہ کا بیٹا اور السفاح اور قاسم کا بھائی تھا سرحد جوف یعنی شمالی اسپین مین بھیجا جہان عیسائیون نے پھر بغاوت شروع کردی تھی۔ یہ عبیداللہ قائد الصویف یعنی نیزہ بازون کا افسر تھا۔ اُسے بادشاہ نے شمالی سرحد کی طرف روانہ کیا تاکہ وہان جا کے امن وامان قایم کرے۔

اب بادشاہ عبدالرحمن کے بیٹون آبان اور عثمان کی تعلیم کا زمانہ آگیا تھا۔ اور اُنھون نے تعلیم مین ایسی لیاقت ظاہر کی تھی کہ بادشاہ نے اُن کی ترقی پر بڑی

خوشی ظاہر کی۔ ان دونون بیٹون کی تعلیم بادشاہ نے والی سدونیہ محمد ابن سعید الجمری کے سپرد کی تھی جو نہایت ہی شوق اور محنت سے ان نوجوان شاہزادون کی تعلیم مین مصروف رہا تھا۔ اور اُن کی ترقی تعلیم کے ظاہر و نمایان ہونے کا زیادہ تر یہ سبب ہوا کہ ملک کے اکثر قابل اور لایق لوگ ان شاہزادون کی صحبت مین جمع ہوتے۔ اِن کی استعداد کا اندازہ کرتے اور خود بادشاہ بھی ان صحبتون مین شریک ہوکے اوراُن کی بحث سُن کے خوش ہوتا اور اپنے فرزندون کی نظمین سُن کے داد دیتا۔

اسی سال سرحد کے والی سرحدی کوہسار کے عیسائیون سے کئی سخت لڑائیان لڑے انھین شکستین دین۔ اور سخت خونریزی کے بعد ان کو جبل البرتات کی تنگ گھاٹیون مین بھگا دیا۔ خصوصًا درۂ شزر[عہ] کے معرکے مین جو علاقۂ بنبلونہ کے پہاڑون مین ایک تنگ گھاٹی ہی مسلمانون نے فرانسیسیون کو کامل شکست دے دی اور اُن کے سپہ سالارون کو بہت سے مال غنیمت کے ساتھ گرفتار کرکے قرطبہ مین حاضر کیا۔

شمالی سرحد کے مسلمان سپہ سالار بھی ایسے ہی خوش قسمت تھے جو النفوس[عہ] کے مقابلے مین لڑ رہے تھے۔ اور اُسے مجبور کر دیا تھا کہ اپنے پہاڑی قلعون مین جا کے پناہ لے۔ والی عبید اللہ جب قرطبہ مین اپنے مال غنیمت اور بے شمار قیدیون کے ساتھ واپس آیا تو بادشاہ نے اُس کے رتبے اور عزت اور اس لڑائی کی اہمیت کے مطابق اُس کا خیر مقدم کیا۔ والی عبید اللہ کی واپسی سنہ ۲۱۰ھ مین ہوئی اور جب اُس نے چند مہینے آرام لے لیا تو عبد الرحمن نے پھر اُسے دوبارہ ایک

عہ عرب مورخین پیری نیز مین چار مشہور درے بتلاتے ہین۔ بورت الشمرہ بورت جاقہ۔ بورت شزر۔ اور بورت بابونہ۔ شزر کے معنی خم یا پیچیدہ کے ہین اور وہ درۂ اوس والیز ہی۔ (کانڈی)

عہ الف نسو (کانڈی)

بڑی فوج کے ساتھ جس مین سوارون کی ایک منتخب جماعت تھی سرحد پر بھیجا۔

اسی زمانے مین بادشاہ نے عامر ابن عامر ابن کلیب ابن ثعلبۃ الجزامی کو والی طلیطلہ مقرر کیا۔ لیکن اس کے چند روز بعد اس کی یہ خدمت اس کے بھائی عبداللہ ابن کلیب کو جو والی مریدہ تھا عطا کردی گئی۔

عبدالرحمن نے اسی سال قرطبہ مین چند نہایت ہی اہم عمارتون کی تعمیر کا حکم دیا۔ جن مین بعض نہایت خوبصورت مسجدین تھین۔ جا بجا سنگ مرمر اور دیگر اقسام کے قیمتی پتھرون کے فوارے نصب کرائے۔ اس کے علاوہ اُس نے اس بات کا انتظام کیا کہ پہاڑون پر سے شہر مین پانی جست کے نلون کے ذریعہ[عہ] سے لایا جائے۔ اسی پانی سے وہ فوارے جاری ہوئے اور ان کے حوض بھرے گئے جن کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ اس نے بہت سے حمام بنوائے جن سے عوام کو بہت فائدہ پہونچا۔ گھوڑون اور مویشیون کے پانی کے لیے بڑے بڑے پتھرون مین کھُدے ہوے حوض نصب کرائے۔ اُس نے اسپین کے مختلف شہرون مین قصر و ایوان بنوائے۔ سڑکون کی مرمت کروائی۔ اور قرطبہ مین دریا کے کنارے دونون جانب مضبوط پشتہ بنوایا۔ بادشاہ نے مختلف شہرون مین مدرسے بھی قایم کیے اور جامع قرطبہ کے متعلق جو مدرسہ تھا اس مین تین سو یتیم بچے رہتے تھے۔

جن اوقات مین عبدالرحمن سلطنت کے اہم اور مشکل معاملات سے فارغ ہوتا اپنے دربار کے لایق اور عقلمند لوگون کی صحبت سے لطف اُٹھاتا۔ اہل دربار مین سے مشہور شاعر عبداللہ ابن شمر اور یحییٰ ابن حکم الغزال کی وہ بہت قدر و منزلت کرتا تھا۔ آخر الذکر الغزال فرانس کے عیسائیون مین ہو آیا تھا اور یونان کا بھی اس نے سفر کیا تھا جہان اُسنے کئی بار سفارت کی خدمت انجام

[عہ] غالباً دنیا مین یہ پہلا واٹر ورکس تھا جو عربون نے اسپین مین جاری کیا۔ (مترجم اردو)

دی تھی۔ بادشاہ اس کے سفر کے واقعات سُن کے بہت خوش ہوتا۔ اور کافر بادشاہون کے عادات و اطوار کو بڑی دلچسپی سے سنتا۔ ماسوا اِس کے اُن شہرون اور وہان کے لوگون کے حالات سنا کرتا جہان اس کا عالم و فاضل شاعر یحییٰ ہو آیا تھا۔

عبدالرحمن نے والی سدونیہ ابن جمری کو اپنا حاجب مقرر کیا۔ اور اس مشہور سردار کے ساتھ اکثر شطرنج کھیلا کرتا تھا۔ کیونکہ ابن جمری اس زمانہ کا نامور شطرنج کھیلنے والا تھا۔ اس کھیل کو بادشاہ اور اس کا سپہ سالار دونون قیمتی جواہرات بد کے کھیلتے۔ عبدالرحمن نہایت فیاض اور شاہ خرچ تھا۔ لونڈیون کو ذرہ ذرہ سی باتون پر قیمتی جواہرات اور بہت بڑی بڑی رقمین دے دیا کرتا۔ ابراہیم بیان کرتا ہے کہ ایک دن بادشاہ نے ایک سونے کا ہار جس مین نہایت قیمتی جواہرات اور موتی جڑے ہوئے تھے اپنے محل کی ایک خوبصورت لونڈی کو دے دیا۔ بعض امرا جو اسوقت موجود تھے اُن سے نہ رہا گیا۔ اور یہ خیال کر کے کہ یہ انعام بہت زیادہ ہے کہنے لگے "یہ جواہرات شاہی خزانے مین رہنے کے قابل ہین۔ اور مشکل کے وقت کام آ سکتے ہین۔" اس ہار یا گلوبند کی قیمت دس ہزار دینار طلا تھی۔

عبدالرحمن نے اُن کا اعتراض سُن کے کہا "معلوم ہوتا ہے اِس ہار کے جواہرات نے تمھاری آنکھون کو خیرہ کر دیا اور تم لوگ اس کی قیمت کا ٹھیک اندازہ نہین کر سکتے۔ مگر یہ کیا مال ہین؟ ان مین جو اچھے سے اچھے ہین وہ بھی تو اُس حسن و جمال کا مقابلہ نہین کر سکتے جسے خدا نے خاص اپنے ہاتھون سے انسانی موتیون کی شکل مین پیدا کیا ہے۔ کیا انسانی حسن و جمال نگاہ شوق کو مسرور نہین کرتا؟ یہ موتی اور جواہرات تو دلون مین ہمیشہ ایک اضطراب و بیتابی قائم رکھتے ہین عمدہ سے عمدہ موتی اور نایاب لعل و جواہر نہ آنکھون ہی کو تسلی دیتے ہین نہ

ہمارے کانون ہی کو بھلے معلوم ہوتے ہین۔ نہ دل پر اُن کا کچھ اثر ہوتا ہے اور نہ روح کو وہ ترو تازہ کرتے ہین۔ بخلاف اس کے یہ جاندار جواہر جو تمھارے سامنے ہے کیسا دل رُبا ہے۔ مجھے نظر آتا ہے کہ خدا نے مجھے یہ دولت کی چیزین اسی لیے دی ہین کہ انہین اُن ماہوشون کے پاس پہونچا دون جو اِن کے مستحق ہین" مطلب یہ تھا کہ یہ جواہرات اس خوبصورت حسینہ ہی کو زیب دیتے ہین۔

سب لوگون نے بادشاہ کی تقریر سنی اور تسلیم کیا کہ وہ بالکل سچ کہتا ہے۔ لیکن سیدھے لوگون نے تو بادشاہ کے خوش کرنے کے خیال سے اُس کی بات مان لی۔ مگر نوجوانون کے پُرجوش دل خود ہی گواہی دے رہے تھے کہ بادشاہ کا قول حرف بحرف درست ہے۔ اس کے بعد بادشاہ نے اپنی مذکورہ گفتگو اپنے شاعر دوست عبداللہ شمر کے سامنے دہرائی اور استدعا کی کہ اس واقعے کے مطابق کوئی نظم سناؤ۔ شمر نے عرض کیا حضور سنین اور مندرجۂ ذیل اشعار پڑھے

سونا چمکتا ہے۔ اور موتی خوش نما ہے۔
لیکن اے دل رُبا نازنین! تو اُن دونون سے زیادہ روشن اور خوش جمال ہے۔
ہیرا اور زمرد اپنی کان سے نکل کے چاند سورج کی طرح جگمگا بے شک سکتے ہین۔
لیکن تیرے حسن و جمال کے سامنے اُن کی اِن خوبیون کی
کیا اصل و حقیقت ہے؟
قدرت کے خزانے مین ایک سے ایک بڑھا ہوا حُسن موجود ہے۔
لیکن تیرا مقابلہ کوئی نہین کر سکتا!
اور خاص خدا کے ہاتھ کے بنے ہوئے دُرِ خوش آب
زمین۔ آسمان اور سمندر۔ اِن سب کا تجھ سے مقابلہ کیا جائے
تو سب کی آب و تاب تیرے مقابل ماند پڑ جاتی ہے۔

یہ اشعار سن کے عبد الرحمن بہت خوش ہوا اور چونکہ خود بھی شاعر تھا اور فی البدیہہ اشعار موزون کر سکتا تھا اس لیے مندرجہ ذیل اشعار اس نے تصنیف کر کے سنائے۔

اے شمر۔ نغمۂ دلکش تیرا حصہ ہی۔
جو خیالات کو تیرے لفظون سے چمکا کے نمایان کر دیتا ہی۔
جیسے دن رات کی تاریکی کو مٹا دیتا ہی
اُسی طرح تیرا دلکش نغمہ فکرون کو دور کر دیتا ہی۔
تیرا دلکش نغمہ کانون پر سحر کرتا ہی اور
اس نے ہوا مین گونجتے ہی دل کو تیرے قبضے مین کر دیا۔
یونہین وہ حسن جو خدا تعالی نے اس نازنین کو عطا کیا ہی۔
جو آسمان کے نیچے تمام چیزون سے زیادہ دلربا ہی
اُس نے تمام دلی جذبات کو ہیجان مین لا کے
میری آنکھون پر جادو کر دیا ہی اور میرے دل کو
اپنا مسخر بنا لیا ہی۔
میری محبوبہ یاسمین و گلاب سے زیادہ نزاکت رکھتی ہی
اور اگر میرا یہ دل اور میری یہ آنکھین دے ڈالنے کے قابل ہوتین
تو وہ اُس کے حسن کا نذرانہ بن جاتین۔
اور مین اُنہین سونے کے تارین گوندھ کے
اُس کے حوالے کرتا کہ اس کے برف کے سے گورے گلے
مین ہار بن کے پڑی رہین۔

یہ اشعار سن کے شمر نے عرض کیا ”خدا کی قسم آپ کے اشعار میرے

اشعار سے بہت اچھے اور پُر لطف ہین۔ اور ان مین حضور نے جو میری تعریف کی ہو اس سے زیادہ مجھے کسی اور چیز کی تمنا نہین ہو سکتی بجز اس کے اب مین کیا عرض کر سکتا ہون کہ ”خدا آپ کو زندہ و سلامت رکھے اور مجھے یہ خوش نصیبی حاصل رہے کہ ہمیشہ حضور کی خدمت مین قصیدے موزون کر کر کے پیش کیا کرون“

عبدالرحمٰن نے حکم دیا کہ ایک توڑا یعنی دس ہزار درہم کی تھیلی اس شاعر کو انعام دی جائے۔ مگر شمر نے وہ تمام رقم اُسی وقت ان دوستون کو بانٹ دی جو وہان موجود تھے۔ بادشاہ کا خدمتگار عُبَیداللہ ابن قرلمان جسے وہ بہت چاہتا تھا سامنے کھڑا تھا اس نے بھی چند نہایت عمدہ اشعار موزون کیے جن مین اُس نے اپنے واپس آنے کا واقعہ بیان کیا تھا اور اسی ضمن مین بادشاہ کی فیاضی کا تذکرہ تھا۔

اسی زمانے مین یحییٰ بن یحییٰ لیثی اپنے مشرق کے سفر سے اسپین مین واپس آئے۔ اُن کی نسبت امام مالکؒ ابن انس نے ”عاقل اُندلس“ اور ”مغرب کا چشمۂ علم“ کے الفاظ استعمال کیے ہین۔ مورخین کہتے ہین ایک دن امام مالک درس دے رہے تھے۔ اور یحییٰ حلقہ طلبہ مین سامنے بیٹھے درس لے رہے تھے اتفاقاً اُدھر سے ایک ہاتھی نکلا اور تمام نوجوان طلبہ اُس کے دیکھنے کے شوق مین اُٹھ گئے۔ اکیلے یحییٰ بیٹھے رہ گئے۔ امام مالک نے ان سے پوچھا ”تم کیون نہین جاتے؟ اسپین مین تو ہاتھی نہین ہوتے“ یحییٰ نے جواب دیا ”مین مشرق مین اس قدر دور و دراز کا سفر کر کے ہاتھی دیکھنے کو نہین آیا ہون بلکہ آپ کے کلمات فیض سننے اور آپ کے علم و فضل سے فائدہ اٹھانے کے لیے حاضر ہوا ہون“ یہ جواب سُن کے امام مالک کو بڑا تعجب ہوا اور بہت خوش ہوئے۔

یحیی امام دار الہجرۃ مالک بن انس کے ایسے زبردست اور پُرجوش شاگرد تھے کہ فقط ان سے ملنے کے لیے اُنھون نے مشرق کے دو سفر کیے۔ امام مالک کے انتقال کے وقت اُنھین کے پاس حاضر تھے اور اپنے نامور استاد کے جنازے کے ساتھ قبر تک گئے۔

عبدالرحمن نے اپنے بیٹون یعقوب جو چندروز بعد ابو توسہ کے لقب سے مشہور ہوا اور بشر دونون کی تعلیم اسی نامور عالم کے سپرد کی۔ چنانچہ دونون نے علم و فضل مین بڑی ترقی کی اور ناموری حاصل کی۔ خصوصاً یعقوب اپنی اعلیٰ نظمون کی وجہ سے بہت مشہور رہی چنانچہ ان مین سے چند احمد ابن فرج کے مجموعۂ "الجنان" مین اس وقت تک باقی ہین۔ بشر بھی بہت لایق تھا اور اس کی فصاحت اور قوت بیانیہ اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ باپ نے اپنے خاندان کے لوگون کے انتقال کے وقت اکثر اسی کو خطبہ خوانی کے لیے بھیجا۔

آخری مرتبہ مشرق سے واپس آنے کے بعد یحیی ابن یحیی لیثی نے کئی بار بادشاہ سے دوران گفتگو مین ابن زریاب کی قابلیت و شہرت کا تذکرہ کیا جو عراق کا ایک بڑا موسیقی دان تھا۔ چنانچہ عبدالرحمن نے مشرق مین قاصد بھیجے اور اس استاد موسیقی کو اپنے دربار اسپین مین بلا بھیجا اور اس سے بڑی بڑی فیاضیون اور عنایتون کا وعدہ کیا۔ یہ قاصد چند روز مین ابن زریاب کو اپنے ساتھ لائے اور بادشاہ نے اسے اپنے محل مین بلایا۔ اس لایق موسیقی دان نے قرطبہ مین بہت سے شاگرد پیدا کیے جو موسیقی مین ویسا ہی کمال اور ویسی ہی شہرت رکھتے تھے جیسی کہ مشرق کے موسیقی دانون کو حاصل تھی۔

ع۵ یحیی لیثی: مشہور و معروف ائمہ حدیث مین ہین۔ اور امام مالک کی کتاب موطا دنیا مین آج اُنھین کی روایت سے موجود ہے۔ (مترجم اردو)

اکتالیسوان باب

مختلف واقعات جو اس زمانے مین پیش آئے

اور ایک فتنہ جو مریدہ کے لوگون مین واقع ہوا

۲۱۲ھ مین شہر طلیطلہ مین ایک بہت بڑے عالم فقیہ عیسی ابن دینار الغافقی کا انتقال ہوا۔ وہ اسی شہر کے رہنے والے تھے۔ یہ فقیہ بھی امام مالک ابن انس کے شاگردون مین تھے۔ لوگون مین نہایت ہردل عزیز تھے۔ بہت بڑے خلیق وخوش بیان تھے اور ان کی زندگی نہایت پاکبازی مین گذری تھی اس کا نتیجہ یہ تھا کہ عیسی ابن دینار جن لوگون کو تعلیم دیتے وہ علم کو بڑی مسرت اور بڑے ذوق وشوق سے حاصل کرتے تھے انکی بعض عادتین ایسی تھین جو عوام کی نظرون مین غیر معمولی معلوم ہوتی تھین۔ مثلاً اُنھون نے صبح کی نماز کو اسی صفائی اور اہتمام کے ساتھ ادا کرنے کی تاکید کی جس طرح کہ مغرب کی نماز ادا کی جاتی تھی۔ عیسی ابن دینار کے جنازے کے ساتھ شہر کے تمام ذی عزت اور مشہور لوگ تھے۔ اسی سال شہر طلیطلہ مین قاضی شبطون ابن عبداللہ الانصاری نے انتقال کیا۔ وہ جامع مسجد کے قاضی القضاۃ تھے اور علم ودانائی کی وجہ سے ان کی بہت عزت کی جاتی تھی۔

اسی زمانے مین بادشاہ عبدالرحمن نے فرانس کی سرحد پر فوجین بھیجین اور اس فوج کا سپہ سالار محمد ابن عبدالسلام کو مقرر کیا جو اس کے والد بادشاہ الحکم کے زمانے مین وزیر تھا۔ اس کے بعد خود عبدالرحمن میدان جنگ مین جانے کی تیاریان کر رہا تھا کہ مریدہ کے لوگون کی ایک غیر معمولی بغاوت کی وجہ سے اُسے رک جانا پڑا۔ اس فتنہ کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اس ضلع کے والیون کے وزیرون نے

زکوٰۃ[عہ] کی رقم جو مسلمان رعایا بادشاہ کو دیا کرتی تھی بڑی سختی سے وصول کی تھی۔ اس تشدد سے لوگون مین برہمی پیدا ہوئی اور اُن کی اس برہمی کو باغی لوگون نے اور بڑھا دیا جن مین سب سے زیادہ سرکش محمدؐ ابن عبد الجابر تھا جو بادشاہ الحکم کے زمانے مین مکتسب یعنی ملک کا خراج وصول کرنے کی خدمت پر مامور تھا مگر اس زمانے مین اس خدمت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ عوام الناس جو ہمیشہ فتنہ برپا کیا کرتے۔ اور بے فکرے جن کی زندگی اسی فکر مین گذرتی ہے کہ خدایا انقلاب ہے کن اُنھون نے اب اطاعت سے سرکشی کی۔ اور جوش و خروش کے ساتھ وزیرون کے مکانون پر حملہ کر دیا

[عہ] زکوٰۃ وہ رقم ہے جسے مسلمان رعایا بادشاہ کو اور خدا کو اس غرض سے ادا کرتی ہے کہ اُس کی باقی دولت محفوظ رہے اور ترقی کرے۔ یہ رقم فصل کی پیداوار، مویشیون کے گلے، صنعت و حرفت کی تمام چیزون، کانون کی پیداوار اور کسی خزانے کے نکل آنے پر واجب الادا ہوتی۔ مختلف ملکون مین اس کے ادا ہونے کا طریقہ مختلف ہے۔ بعض اوقات کسی خزانے کے نکل آنے پر بادشاہ کو فقط دسوان حصہ نہین بلکہ اس کا پانچوان حصہ ملتا۔ ایسے سونے چاندی یا جواہرات پر کوئی زکوٰۃ نہین واجب تھی جو تلوارون یا کتابون کی زینت مین لگے ہون۔ نہ عورتون یا لونڈیون کے کان کی بالیون انگوٹھیون چوڑیون یا دوسرے زیور پر تھی۔ اور نہ اُن جواہرات یا سیم و زر پر زکوٰۃ تھی جو فوجی گھوڑون کے زینون مین استعمال ہو۔ زکوٰۃ کی آمدنی اس غرض کے لیے لوگون سے لازمی طور پر وصول کر لی جاتی کہ بادشاہ اور اس کے وزرا پر صرف ہو اور اس سے ملک کی حفاظت کی جائے۔ لڑائی کے اخراجات پورے کیے جائین۔ اور رفاہ عام کی چیزین تعمیر کی جائین یا انکی مرمت ہو۔ مثلاً مسجدین۔ غسل خانے۔ چشمے۔ مدرسے۔ اور اُن کے مدرسون کی تنخواہین۔ پلون۔ سڑکون اور سراؤن کی تعمیر و مرمت قیدیون کی رہائی۔ اور اُن لوگونکی امداد جو شریعت پر چلتے اور پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہون یہ سب کام زکوٰۃ کی مد سے پورے کیے جاتے جو لوگ ادائے نماز کی پابندی نہ کرتے اور زکوٰۃ نہ ادا کرتے وہ مسلمان نہ سمجھے جاتے اور مرنے کے بعد ان کی لاش حسب سنت نبوی دفن کرنے کی مستحق نہ سمجھی جاتی۔

(کانڈی بحوالہ قلمی نسخہ مختصر السنہ)

انہین بالکل تباہ کرڈالا۔ اُس مین کی ہر قیمتی چیز لوٹ لی اور خود ان بدقسمت عہدہ دارون کو قتل کرکے ان کی لاشون کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے۔ ہنگامہ لحظہ بلحظہ بڑھتا گیا۔ والی اور اس کے سپاہی بمشکل اپنے مکان کو عوام کی یورش سے بچا سکے۔ آخرکار اُنہین اپنی سلامتی اسی مین نظر آئی کہ شہر کو چھوڑ کے بھاگ جائین اور شہر کی حکومت محمد بن عبد الجابر اور دیگر باغی سردارون نے اپنے ہاتھ مین لے لی جنھون نے اس ہنگامے کو عوام مین پیدا کیا تھا۔ اب انھون نے ادنی درجے کے لوگون مین اسلحہ اور کپڑے تقسیم کیے اور گرد و نواح کے تمام ڈاکوؤن اور بدکار چورون کو اپنے پاس بلا کے کوشش شروع کی کہ اس اقتدار کو جو انھون نے زبردستی حاصل کرلیا تھا برقرار رکھین۔

جب ان افسوسناک واقعات کی اطلاع قرطبہ مین پہونچی فوراً بغیر کسی تاخیر کے الغرب اور طلیطلہ کی فوجین مقام بغاوت پر روانہ کی گئین۔ طلیطلہ کے لوگون نے اپنی فوج کا سپہ سالار عبد الروف ابن عبد السلام کو مقرر کیا جس کے مقابلے مین مریدہ کے باغی اپنی فصیل کے باہر نکلنے کی جرأت نہ کرسکے۔ اس اثنا مین انھون نے بہت سی شاہی عمارتون اور عام اہل شہر کے مکانون کو منہدم کردیا جو عوام کی ملکیت تھے اور ان کے بیرونی باغون کا راستہ بھی بند کردیا اور شہر کے گرداگرد تھوڑی دور تک کھیتون کو برباد کرڈالا۔ ان واقعات سے بادشاہ کو بہت رنج ہوا وہ کبھی اس کو بھی جائز نہ رکھتا تھا کہ اس کی فوجین زبردستی فصیل کو منہدم کرکے شہر مین داخل ہون۔ اس لیے کہ ان باتون سے بے انتہا نقصان کا اندیشہ تھا اور چونکہ یہ بڑا عظیم الشان اور دولت مند شہر تھا اس وجہ سے اسے نظر آتا تھا کہ نقصان بھی بہت زیادہ ہوگا۔

غرض یہ اسباب تھے جن کی وجہ سے محاصرے نے جو ضروری ہوگیا تھا بہت طول کھینچا اور شہر مین جو بدامنی پیدا ہوگئی تھی وہ بدقسمت باشندون کے لیے روز بروز

ناقابل برداشت ہوتی جاتی تھی۔ شہر کی گلیون مین چالیس ہزار سے زیادہ بدمعاش لوٹیرے بغیر کسی روک ٹوک کے پھرا کرتے تھے۔ اِن مین سے اکثر مسلح تھے جو صلح جو باشندگان شہر پر جن کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا سخت مظالم کر رہے تھے۔ تاجرون اور امیرون کے گھرون کو ان بدمعاش ڈاکوؤن نے اپنی جائز شکارگاہ تصور کر لیا تھا اور اُن کے اندر جو کچھ ہاتھ آتا اُسے وہ اپنی بہادری کا مناسب انعام تصور کرتے تھے

یہ افسوسناک حالت دیکھ کے اُن نیک مسلمانون نے اور نیز ان لوگون نے جو محض دل لگی کے طور پر ڈاکوون کے شریک ہوگئے تھے اس خطرے اور تباہی کو محسوس کرنا شروع کیا جو اُنھون نے خود اپنے ہاتھ سے پیدا کی تھی اور اب وہ ان کے لیے ناقابل برداشت ہوگئی تھی۔ اب انھین اس کے لالے پڑے تھے کہ کسی طرح امن و امان قایم ہو کیونکہ فقط یہی ایک صورت انھین اپنی سلامتی کی نظر آتی تھی۔ چنانچہ اس خیال سے انھون نے نوجوان لوگون کی ایک جماعت سے فایدہ اٹھایا جو بڑے بڑے معزز خاندانون سے تعلق رکھتے تھے اور اپنی جان کو خطرے مین ڈال کے باغیون کے ساتھ ملے رہے تھے کہ اُن کے سردارون کو زیادہ تباہ کرنے اور لوٹنے مارنے سے روکین اور اُنھین قانون کی طرف راغب کرین۔ اس مین اُنھین کامیابی ہوئی۔ اور آخرکار یہ طے ہوگیا کہ شہر کے چند معزز لوگ شہر سے نکل کے محاصرہ کرنے والون کے پڑاؤ مین جائین اور ان کے سپہ سالار عبدالرؤف ابن عبدالسلام کے سامنے صلح کی تجویز پیش کرین۔ جو تجویزین اس موقع پر قرار پائین اُن مین سے ایک یہ بھی تھی کہ ایک مقررہ وقت پر شہر کے چند پھاٹک اور برج شاہی فوجون کے حوالے کر دیئے جائین جن کے ذریعے سے اندر داخل ہو کر وہ محصورین کے اس وفادار گروہ سے مل جائین جو شہر کے اندر ان سے ملے گا۔ اور اس کے بعد دونون مل کے شہر کو باغیون اور ڈاکوؤن سے

خالی کرالین۔

یہ تجویز کامیاب ہوئی۔ معزز خاندانون کے چھ نوجوان رات کے اندھیرے مین شہر سے نکلے اور خفیہ طور پر عبدالرؤف کے پڑاؤ مین پہونچ گئے۔ اس کے سامنے حاضر ہو کے انھون نے اپنا مقصد بیان کر دیا۔ فوراً وقت اشارے اور پھاٹکون کے کھول لینے کے متعلق چند ابتدائی باتین طے ہو گئین جن کے عملدرآمد کے لیے دوسری رات قرار پائی تھی۔ پھر ان مین سے تین نوجوان مریدہ مین واپس آئے تاکہ اپنے دوستون کو اُن تجویزون سے مطلع کر دین۔

عبدالروف نے بھی اپنے ان سردارون کو جو شہر مریدہ مین داخل ہونے کی خدمت کے لیے منتخب ہوئے تھے نہایت سختی سے حکم دیا جو لوگ ان کا مقابلہ کرین یا جن کے ہاتھون مین تلوارین ہون اور باغیون کے گروہ مین شامل نظر آئین اُن کے سوا اور کسی کو نقصان نہ پہونچائین۔ ساتھ ہی اپنے پیدل سپاہیون کو اس نے حکم دیا کہ فصیل۔ برجون اور بازار کے چوراہون پر قبضہ کر لین۔ لیکن کسی حالت مین اپنے جھنڈون یا اپنے گروہون سے جدا نہ ہون۔ اس لیے کہ ہمارے بادشاہ کی یہی مرضی ہو اور انھون نے اپنے تمام سپہ سالارون کو تاکید کر دی ہو کہ باغیون کے سوا اور کسی کو تکلیف یا سزا نہ دین۔

اب وہ مقررہ رات آگئی۔ شہر کے اندر باغی لوگون کو کسی اندیشے کا شک وشبہ نہ تھا۔ اور نہایت مطمئن تھے۔ رات کے تین پہر گذر گئے۔ اور اس سناٹے کے وقت طلیطلہ کے سپاہی خاموشی کے ساتھ فصیل کی جانب بڑھے۔ وہان پہونچ کے انھون نے مقررہ اشارہ کیا جو مریدہ کے نوجوانون کے ساتھ قرار پا گیا تھا۔ فوراً پھاٹک کھول دیے گئے اور بغیر کسی دشواری کے محاصرین کے پیدل سپاہی ان پر قابض ہو گئے۔ بعد ازان الغرب کے سوار اندر داخل ہوئے اور انھون نے شہر کے بڑے

بڑے چوراہون پر قبضہ کر لیا یعنی اُن مقامات پر جو تینون پھاٹکون کے اندر تھے۔

صبح کو جب آفتاب نکلا اور باغیون اور عوام شہر نے دیکھا کہ شاہی فوجین اندر داخل ہو گئی ہین اور باغیون کو گلی کوچون مین سے ہنکا رہی ہین۔ تو ان کی حیرت اور پریشانی کی کوئی حد نہ تھی۔ بہت سے لوگون نے ہتھیار ڈال دیے اور بھاگنا شروع کیا۔ شہر بھر مین ہل چل پڑ گئی اور باغیون کی جماعتین ہر طرف بھاگتی نظر آئین باغی سردار اس ہنگامے مین بچ کے نکل گئے اور دوپہر تک پورا شہر ان سے خالی ہو گیا۔

باغیون کی سات سو لاشین سڑکون پر پڑی تھین اور عوام یا تو شہر ہی مین کہین چھپ کے بیٹھ رہے یا اُنھون نے بھاگ کے گرد و نواح کے موضعون مین پناہ لی جو لوگ امن و امان قائم رکھنا چاہتے تھے اُن کو عبد الرؤف نے پناہ دی۔ باغیون کی لاشون کے لیے ایک زمانہ مقرر کیا کہ اس وقت تک سڑکون پر پڑی ہین اور دفن نہ ہون۔ پھر شہر مین پوری طرح امن و امان قائم کر لینے کے بعد اس نے بادشاہ کی خدمت مین اپنی یہ کارگذاری لکھ بھیجی۔ چند روز بعد عبد الرحمن نے وہان کے لوگون کو عام معافی دے دی اور افسوس ظاہر کیا کہ مریدہ کے معزز باشندون کو باغیون کی وجہ سے سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ مریدہ کا یہ ہنگامہ ۲۱۳ھ مین واقع ہوا۔

بیالیسوان باب

مدینہ طلیطلہ کے لوگون کی بغاوت اور اُن کا ہنگامہ

شہر مریدہ کے فتح کی خوشخبری بادشاہ نے سنی ہی تھی کہ طلیطلہ سے بعض ایسی اطلاعین پہونچین جو نہایت ہی غیر اطمینان بخش تھین۔ اس شہر کی آبادی بہت

زیادہ تھی اور اس مین زیادہ تعداد عیسائیون اور یہودیون کی تھی جو نہایت ہی دولتمند تھے یہ لوگ گو کہ بظاہر مسلمانون کی ماتحتی مین نہایت ہی امن کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے مگر ساتھ ہی اپنے حاکمون کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور مسلمانون کے خلاف جو واقعہ پیش آتا اسے سُن کے خوش ہوتے۔ اسی طرح اپنے آپ کو خطرے مین ڈال کے ہمیشہ اس بات کے لیے تیار رہتے کہ عوام مین بغاوت پیدا کرنے والے سرکشونکو مدد دین۔ ایسا ہی اب بھی ہوا۔ شورش پیدا کرنے والون کو ایک سردار بھی اپنی مرضی کے موافق مل گیا۔ جو ایک نوجوان شخص تھا۔ اور اس کا نام ہشام العتیقی تھا۔ یہ طلیطلہ کے ایک بڑے دولتمند شخص کا بیٹا تھا اور چاہتا تھا کہ لوگون مین شورش پیدا ہو تاکہ مین ابن مافوت ابن ابراہیم وزیر شہر سے بدلے لون جس کے ہاتھ سے اُسے نقصان پہونچا تھا۔ اُس نے شہر کے غریب باشندون مین بے شمار روپیہ تقسیم کر کے انھین اپنی مدد پر آمادہ کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے قصر حکومت کے چند حبشی محافظ بھی اپنے ہم خیال مل گئے۔ یون شورش کی پوری تیاریان کر کے ہشام العتیقی ہنگامہ مچانے کے لیے مناسب موقع ڈھونڈھ رہا تھا۔ اپنی امید کے خلاف اس کو وقت سے پہلے ہی موقع مل گیا۔ جن بے شمار لوگون کو ہشام تنخواہ دے رہا تھا اُن مین سے اکثر شہر کے بڑے بازار مین ایک دن جمع تھے کہ ان مین سے ایک کو والی سوق یعنی مہتمم بازارات کے حکم سے سرکاری سپاہیون نے گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ سے کسی قدر ہنگامہ پیدا ہوا۔ اور عوام نے سرکاری سپاہیون پر حملہ کر دیا گو کہ شورش دیکھ کے اس سپاہی نے اپنے اس قیدی کو چھوڑ دیا۔ لیکن اس پر ہر طرف سے پتھرون کی بارش ہونے لگی۔ اور وہ زخمی ہو کے القصر کی جانب بھاگا۔ جہان اسے قصر کے محافظون سے مدد کی امید تھی۔ لیکن حبشی محافظ جو ہشام سے رشوت لے چکے تھے انھون نے بزدلی ظاہر کی اور قصر کو عوام کے ہاتھون مین چھوڑ کے بھاگ

کھڑے ہوے۔ عوام کی تعداد بڑھتی جاتی تھی جنمین سے چند بے غرم لوگ قصر مین گھس پڑے اور اُن محافظون کو قتل کر ڈالا جنھون نے اپنا فرض انجام دینے کے خیال سے مقابلہ کیا۔ ان لوگون کو انکے قتل کرنے کی اسوجہ سے جرأت ہوئی کہ یہی لوگ ہمیشہ ان پر مظالم کرنے کا ذریعہ ہوئے تھے

اتفاق سے اس دن والی ابن مافوت طلیطلہ سے باہر اپنے ایک گاؤن کے قصر مین گیا ہوا تھا۔ یہ اس کی خوش قسمتی ثابت ہوئی جس کی وجہ سے اس کی جان بچ گئی۔ وہان اسے شہر کی بغاوت۔ محافظون کے قتل اور القصر پر عام لوگون کے قبضہ کا حال معلوم ہوا تو وہ قلعہ رباح مین چلا گیا اور بادشاہ کو اس واقعہ کی اطلاع کی۔ عبدالرحمن نے فوراً اپنے بیٹے امیہ کو حکم دیا کہ فوراً سوارون کی ایک جماعت کو اپنے جھنڈے کے نیچے لے کے روانہ ہو اور ابن مافوت نے جو فوجین جمع کی ہین اُن کے ساتھ مل کے باغیون کی سرکوبی کے لیے طلیطلہ کی راہ لے۔ شہر طلیطلہ مین باغی سردارون نے عوام کے دلون مین ایسا جوش پیدا کر دیا تھا کہ ان مین کے بہت سے لوگ مقابلے کے لیے تیار ہو گئے۔ اور سب نے یک زبان ہو کر نوجوان ہشام العتیقی کو اپنا سپہ سالار مقرر کیا جس کے لیے اس سے بڑی کوئی عزت نہ ہو سکتی تھی۔

سب سے پہلے اس نے یہ کام کیا کہ بہادر جفاکش اور پرجوش لوگون مین ہتھیار تقسیم کیے۔ اپنی طرف سے جھنڈے بنوا کے ان لوگون کو دیے جو ہر دل عزیزی یا ناموری مین زیادہ مشہور تھے۔ شہر کے اندر امن قایم رکھنے کا کام اُس نے ایسے لوگون کے سپرد کیا جو لڑائی کا تجربہ نہین رکھتے تھے۔ پھر خود منتخب سپاہیون کی ایک جماعت اپنے ساتھ لے کے ابن مافوت کے مقابلے کے لیے نکلا۔ کیونکہ والی نے بھی اس اثناء مین سوارون اور پیدلون کی تھوڑی فوج جمع کر لی تھی۔

ادھر شہر مریدہ پر والی عبدالرؤف نہایت خاموشی کے ساتھ حکومت کر رہا تھا

اور معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہان کے لوگ نہایت ہی اطمینان۔ فارغ البالی اور اطاعت کیشی کے ساتھ اس کی حکومت کو برداشت کر رہے ہین۔ والی مذکور نے وہان کے غریبون کی مدد کی۔ بیکار لوگون کو کام سے لگایا۔ اور شورہ پشت لوگون کے متعلق ان کی بہبودی یا تباہی کی جو تدبیر مناسب معلوم ہوی کی۔ قریون کے قاضیون پر اس نے نہایت سخت نگرانی رکھی اور ان لوگون کی طرف سے بھی غافل نہین رہا جو شہر کے اندر حکومت کرتے تھے تاکہ وہ کوئی ایسی کارروائی یا بے احتیاطی نہ عمل مین لائین جس سے لوگون مین بد امنی پیدا ہو۔ تمام سلح خانون پر اُس نے مضبوط پہرے قایم کیے۔ اور شہر کی گلیون مین دن کو اور رات کو سوارون کے ساتھ خود گشت لگاتا تھا اور پھاٹکون پر۔ چوراہون پر اور ہر ایسے مقام پر جو قابل لحاظ ہو اس نے مستقل پہرے قایم کر دیے۔

شاہ عبدالرحمن نے جب دیکھا کہ اس کے والی عبدالروف ابن عبدالسلام نے ایسی خوش اسلوبی سے مریدہ پر قبضہ کر لیا اور اس مین امن و امان قائم کر دیا تو اس نے اپنے اس سپہ سالار کو طلیطلہ کی جانب جانے کا حکم دیا تاکہ اس شہر کے گرد و نواح مین وہ امن و امان قایم کرے جہان کے لوگ بغاوت پر آمادہ ہونے لگے تھے۔ چنانچہ اُسے شاہی حکم پہونچا کہ جس طرح ممکن ہو طلیطلہ کے باغی سردارون کو زیر کرے لیکن انہین احکام کے ساتھ بادشاہ کی یہ تاکید بھی تھی کہ ملک کو کسی قسم کا نقصان ہرگز ہرگز نہ پہونچایا جائے۔ اور جہان تک ممکن ہو انہین تباہی سے بچانا چاہیے۔ اور شاہی فوج کے سپاہیون کو اجازت نہ دی جائے کہ بھاگنے والون کا تعاقب کرین۔ وہ انہین قتل نہ کرین۔ بلکہ مجبور کر کے ان سے ہتھیار لے لیے جائین۔ اور جو لوگ خوشی سے ہتھیار رکھ دینے پر آمادہ ہو جائین اُن کی جان ہرگز نہ لی جائے اور کسی حال مین اُن لوگون کو جلا وطنی کے سوا اور کوئی سزا نہ دی جائے۔ شاہ عبدالرحمن کا

یہ خیال تھا کہ بس یہی ایک طریقہ ہو جس کو مسلمان اپنے بھائی مسلمانون کے مقابلے مین اختیار کر سکتے ہین۔

لیکن پورے تین سال گذر گئے اور بادشاہ کے سپہ سالارون کو طلیطلہ کے باغیون کے مقابلے مین کسی قسم کی فتح نہ حاصل ہوئی۔ آخر کار ۲۱۰ھ مین شاہ عبدالرحمن کے بیٹے اُمیہ نے انھین مجبور کر دیا کہ باہر نکل کے ایک زبردست لڑائی لڑین۔ اسی زمانے مین اسے یہ کامیابی حاصل ہوئی تھی کہ باغیون کی ایک جماعت کو اُس نے ایک کمین گاہ مین گھیر لیا تھا۔ یہ کمین گاہ دریاے آبرقا کے کنارے تھی باغی جنھین بھاگنے کا راستہ نہین ملتا تھا اُن کا وہان بہت بڑا قتل عام ہوا اور چند ہی متنفس تھے جنھین خدا نے فاتحون کی تلوارون سے بچایا۔ اور بڑی دشواری سے وہ طلیطلہ کی دیوارون تک پہونچ سکے۔ لیکن شہر کی مضبوطی اور اُس کے ناقابل فتح ہونے کی وجہ سے باغی اب بھی اطاعت و فرمان برداری سے منحرف رہے۔

اس واقعہ کے دوسرے سال شاہی فوجین جو والی عبدالرؤف کے زیر علم تھین طلیطلہ والون سے مغسول کے میدان مین مقابل ہوئین اور وہان بھی باغیون کا ایسا قتل عام ہوا کہ وہ لوگ اس میدان کو خوف و دہشت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ اُس ن شاذونادر ہی کوئی شخص ہوگا جو شاہی اسلحہ سے جان بر ہو سکا ہو۔

تینتالیسوان باب

شہر مریدہ مین باغیون کا داخلہ

والی عبدالرؤف ابن عبدالسلام کے مریدہ سے جانے کے بعد ہی وہان کے پریشان حال لوگون اور ان لوگون نے جو سمجھتے تھے کہ ہمین والی مذکور کی خوش انتظامی سے نقصان پہونچا ہو مفرور ڈاکوؤن اور چورون کو اِس کی

عدم موجودگی کی اطلاع دے دی۔ یہ ڈاکو اس زمانے مین الآسبونا کے گرد و نواح مین منتشر پھرتے تھے اور اُن کا سردار محمد ابن عبد الجابر اُن کے ساتھ تھا۔ ان بدمعاشون کو جب شہر کی کمزوری کا حال معلوم ہوا تو وہ ایک ایک کر کے یا چھوٹی چھوٹی جماعتون مین منقسم ہو کے رفتہ رفتہ شہر مین داخل ہو گئے۔ یہان آ کے انھون نے پھر اپنی جماعت مضبوط کر لی اور ایک رات کو ناگہان محافظون پر حملہ کر دیا۔ پھاٹکون پر قابض ہو گئے اور اس کے بعد اُنھون نے سلح خانون اور کپڑون کے ذخیرون پر بھی قبضہ کر لیا۔ جن چیزون کو لوٹ کے اُنھون نے عام اوباشون مین تقسیم کر دیا۔ جب یہ بھی ہو چکا تو اُنھون نے نہایت سختی کے ساتھ وزیرون اور دیگر سرکاری عہدہ دارون کے گھرون کی تلاشی لی۔ بدقسمتی سے اُن مین کے دو بدقسمت آدمی بذات خود ان کے ہاتھ پڑ گئے جنھین اُنھون نے دھنیون مین لٹکا کے تیرون کا نشانہ بنایا اور جان سے مار ڈالا۔

ان نئی مصیبتون کا حال بادشاہ کو معلوم ہوا تو اُس نے حکم دیا کہ گرد و پیش کے موضعون کے شہ سوار جس قدر جلد ممکن ہو اپنے گروہ کو جمع کرین اور فوراً مریدہ کے جانب کوچ کرین۔ اور خود عبد الرحمٰن بھی اپنے شہر کے سوارون کو لے کر قرطبہ سے چل کھڑا ہوا۔ اور ارادہ کیا کہ خود باغیون کے سر پر جا پہونچے۔ مقام قین کبش تک پہونچا تھا کہ جن شہ سوار سردارون کو حکم ہوا تھا وہ اپنے اپنے موضعون سے اپنے گروہون کو لے کر اس سے آ ملے۔ یہان بادشاہ نے اُن افواج کا معائنہ کیا اور معلوم ہوا کہ ایک سو بیس جھنڈے ہین جس کے نیچے چالیس ہزار فوج کوچ کر رہی ہے۔

اب عبد الرحمن نے تمام سپہ سالارون کو حکم دیا کہ سپاہیون کو اس طرح لڑائین جس طرح کوئی بھائی اپنے بھائی اور ہم مذہب کے مقابلے مین لڑتا ہے۔

اُس نے کہا کہ جس وقت کوئی شخص تمھارے مقابلے سے اپنے گھوڑے کی باگ پھیرتا اور بھاگنا شروع کرتا ہی اُس وقت وہ تمھارا دشمن نہین باقی رہتا۔ اور خبردار جو لوگ تمھاری اطاعت قبول کر لین انکے ساتھ اپنے بیٹون اور بھائیون کا سا برتاؤ کرنا کیونکہ اُنھین بُرے صلاح کارون نے خراب کیا ہی۔ اگر وہ سزا کے مستوجب بھی ہون تو اُنھین موت کی سزا نہ دینی چاہیے کیونکہ یہ سزا فقط باغیون کے سردارون کو دی جاتی ہی۔

الاسبونا کے باغی اور وہ لوگ جنھون نے مریدہ پر قبضہ کر لیا تھا شہر کی فصیل سے باہر آنے کی جرأت نہ کر سکے۔ بلکہ انھون نے اپنے پھاٹکون اور برجون کو نہایت ہوشیاری اور استقلال کے ساتھ مضبوط کیا۔ اور شہر کے کل باشندون کو مجبور کیا کہ وہ بھی اُن کے ساتھ شریک ہو کر شہر کی حفاظت کرین۔ بادشاہ نے کئی بار حملون کا حکم دیا اور اس پر عملدرآمد بھی ہوا۔ لیکن فصیل اور برج اس قدر مضبوط تھے کہ کامیابی نہ ہوئی۔ آخر بڑی محنت اور مشقت سے کئی برجون کے نیچے سرنگین کھودی گئین اور دیوارین جن کی بنیاد کے نیچے مٹی نکل گئی تھی وہ لکڑیون کے سہارے پہ قایم رکھی گئین۔ ان لکڑیون مین اگر آگ لگا دی جاتی تو لازمی تھا کہ برج منہدم ہو جاتے غرض شہر پر حملہ کر کے قابض ہو جانے کی پوری تیاریان ہو گئی تھین۔ مگر بادشاہ کے دل مین یہ خیال تھا کہ اس سے بڑی تباہی اور خونریزی ہوگی اور چاہتا تھا کہ جہان تک ممکن ہو اس کارروائی سے پرہیز کیا جاے۔ چنانچہ اُس نے شہر مین ایسے تیر پھنکوائے جن مین کاغذ پر لکھ کے لگا دیا گیا تھا کہ سب لوگون کو اس شرط پر معافی دے دی جاے گی کہ ان سردارون کو جن کے نام اس کاغذ مین لکھے ہوئے ہین یعنی وہ لوگ جنھون نے درحقیقت بغاوت پیدا کی ہی۔ بادشاہ کے رحم پر چھوڑ دیے جائین۔ ان مین سے بعض کاغذات ان لوگون کے ہاتھ پڑ گئے جن کے نام اُس فہرست مین لکھے ہوئے تھے

یا ایسے لوگون کو ملے جو ان کے دوست تھے۔ انھین اب نظر آگیا کہ ہم زیادہ محفوظ نہین ہین۔ اور انھین اپنی سلامتی اسی مین نظر آئی کہ بھاگ جائین۔ یہ واقعات اور اُسکے اسباب زیادہ زمانے تک پوشیدہ نہ رہ سکے۔ اور جیسے ہی شہر کے معزز باشندون کو معلوم ہوا انھون نے بھی مناسب جانا کہ سب کی قسمت بادشاہ کے رحم پر چھوڑ دین۔

غرض مریدہ کے پھاٹک کھول دیے گئے۔ اور عبدالرحمن اپنے سوارون کے ساتھ شہر مین داخل ہوا۔ شہر کے عام باشندون نے اس کا نہایت خوشی سے خیر مقدم کیا لیکن باغی اور غیر مطمئن لوگ پریشان وخوفزدہ تھے۔ چند معززین شہر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم ان باغی سردارون کو نہ پکڑ سکے جن کے نام حضور نے بتائے تھے اور عبدالرحمن نے اُنھین یہ کہکر مطمئن کر دیا کہ مین خدا کا شکر ادا کرتا ہون کہ اُس نے مجھے آج اس خوشی کے دن اس دردناک حکم دینے سے بچایا کہ ان لوگون کے قتل کا فیصلہ کیا جائے۔ خدا کرے کہ ان مین سمجھ پیدا ہو۔ اُن کی آنکھین کھلین اور اس حماقت سے نجات پائین یا خدا سے تعالی مجھے اتنی قوت عطا کرے کہ امن پسند اور خاموش لوگون مین پھر ہنگامہ پیدا کرنے سے انھین روک سکون۔

اب شاہ عبدالرحمن نے مختلف موضعون کی فوجون کو اپنے صوبون مین واپس جانے کی اجازت دی۔ اُن کے سردارون اور دوسرے سوارون کو ہتھیار گھوڑے اور خلعت عطا فرمائے۔ اور اس مہم کے ختم ہوتے ہی سب لوگ اپنے اپنے گھرون کو نہایت خوشی و اطمینان کے ساتھ واپس روانہ ہوئے۔ بادشاہ چند روز مریدہ ہی مین مقیم رہا۔ منہدم شدہ قلعون اور دیوارون کو ازسر نو تعمیر کرایا۔ اگرچہ اُس کے بعض اعلی درجے کے والیون اور مشیرون کی یہ راے تھی کہ ان استحکامات کو بالکل منہدم کر دینا چاہیے تاکہ شہر والون کو پھر ایسے ہنگامے کی جراءت نہ ہو لیکن

عبدالرحمن کی راے اس کے بالکل خلاف تھی۔ چنانچہ اس نے اس صوبے کے عامل عبداللہ ابن کلیب کو حکم دے دیا کہ شہر کے غریب لوگون کو اس کام مین لگا دے اور ایسا ہی ہوا۔ وہ استحکامات پھر تیار ہو گئے۔ اور جب تعمیر ختم ہو گئی تو ان مین سے ایک قلعہ کی بنیاد مین ایک کتبہ نصب کیا گیا جس پر حسب ذیل عبارت کندہ تھی۔

"بسم اللہ الرحمن۔ خدا اپنے فرمان بردار بندون پر رحم کرے اور اُنھین اپنی حفاظت مین رکھے۔ یہ قلعہ اور یہ دیوارین امیر عبدالرحمن کے حکم سے (خدا اُسے برکت دے جو خدا کے فرمان بردار بندون پر حاکم ہی) اس کے عامل عبداللہ ابن کلیب ابن ثعلبہ اور اس کے خادم جعفر ابن محیسن میر عمارت نے تعمیر کرائین۔ یہ عمارت ماہ ربیع الثانی سنہ ۲۲۰ھ مین تکمیل کو پہونچی"

اس سال قرعہ ابن عابس ابن منصور الثقفی نے قرطبہ مین انتقال کیا۔ یہ امام مالک ابن انس کے شاگردون مین بڑے ذی علم بزرگ تھے اور بادشاہ عبدالرحمن ابن الحکم ہمیشہ ان کی بڑی قدر و منزلت کیا کرتا تھا۔

اس زمانہ مین طلیطلہ کے باغیون سے بدستور مقابلہ ہوتا رہا۔ وہ بڑی پامردی کے ساتھ اپنے شہر کی حفاظت کرتے رہے۔ اور اکثر شہر سے نکل کے انھون نے والی عبدالرؤف اور ابن ملفوث حملے بھی کیے۔ اس طریقے سے انھون نے تین سال محاصرے کو برداشت کیا۔ انجام مین باغیون کے لیے اس کے سوا کوئی صورت نہ باقی رہی کہ یا تو شہر کو شاہی فوجون کے حوالے کر دین۔ یا خود فاقہ کرتے کرتے مر جائین۔ سربرآوردہ باغی ہشام زخمی ہو کے عبدالرؤف ابن عبدالسلام کے ہاتھ لگ گیا تھا اور اس نے بلا تامل حکم دے دیا کہ اس کا سر کاٹ کے الگ کیا جائے۔ اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور ہشام کا سر اس پھاٹک پر جو باب صخرہ[ع۵] کہلاتا تھا ایک کھونٹی مین لٹکا دیا گیا۔ لیکن اس کے بعد ہی بادشاہ کے

[ع۵] باب صخرہ یعنی مبارک یا مقدس پھاٹک جس کا نام اب بگڑ کے لبسکرہ ہو گیا ہی (کا ڈی) صخرہ سے معلوم ہوتا ہی (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۸۶)

حکم کے مطابق شہر کے تمام باشندون کو عام معافی دے دی گئی۔ عبدالرؤف کا داخلہ طلیطلہ مین سنہ ۲۲۲ھ مین ہوا۔ اُس نے داخل ہوتے ہی حکم دیا کہ فصیلون کی مرمت کی جاے اور شہر کے باہر اور بہت سی عمارتین ازسرنو تعمیر کرائین جو محاصرے کے دوران مین منہدم ہو گئی تھین چنانچہ اُنھین پھر تیار کر کے اصلی حالت کے مطابق کر دیا۔ شہر مین انتظام بھی اس نے بہت اچھا کیا اور اس خیال سے کہ شہر کے باشندے زیادہ محفوظ ہو جائین اُس نے ایسے پھاٹک جا بجا بنواے جو ہر حصۂ شہر کو الگ کر دیتے تھے۔ اور اُن کی وجہ سے ہر حصہ دوسرے کے مقابل کسی فوری حملہ سے محفوظ رہ سکتا تھا۔

طلیطلہ کی فتح کی خبر پر شہر قرطبہ مین بے انتہا خوشی منائی گئی۔ اور بادشاہ نے نامور والی عبدالروف ابن عبدالسلام ہی کو اس شہر اور صوبے کا حاکم مقرر کر دیا۔ اور ابن مافوت ابن ابراہیم کو جو عبدالروف کا چچا تھا اس نے اپنی شاہی کونسل مین وزیر مقرر کیا۔

چوالیسوان باب

سرحد کے معرکے اور وہ لڑائیان جو ساحل مارسلیز پر سمندر مین ہوئین

سنہ ۲۲۴ھ مین بادشاہ نے والی سرقسطہ کو حکم دیا کہ مشرقی اسپین کی تمام فوجون کو جمع کرے اور اس لشکر کو ساتھ لے کے ملک فرانس کی طرف کوچ کرے۔ چنانچہ اس وقت سے برابر دو سال تک عبید اللہ ابن عبد اللہ اور والی ابن عبد الکریم نے ان ممالک پر حملے کیے۔ وہان کے لوگ ہر طرف بھاگتے نظر آتے۔ اور اپنے

بیت المقدس کی مسجد اقصی کے مشہور صخرے کی یادگار مین اس پھاٹک کے لیے یہ نام اختیار کیا گیا ہوگا۔ صخرہ کے معنے مبارک یا مقدس کے جو کانڈی نے بتلائے ہین اس سے پہلے نہین سنے گئے تھے۔ (مترجم اردو)

شہرون کو مسلمانون کے لیے خالی کر دیتے تھے بیشمار قیدی پکڑے گئے۔ اور ہر قسم کا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ اسی زمانہ مین مریدہ باوجوزا اور لسبن کے مسلمانون نے ملک جلیقیہ پر حملہ کیا اور لڑتے ہوئے النفوس (الفانسو) کی قلمرو مین گھس گئے جو وحشی اور جنگجو لوگون پر حاکم تھا۔ اور اس کے مقابلے مین مسلمان اکثر لڑتے رہے تھے جن لڑائیون مین کبھی مسلمانون کو شکست ہوئی اور کبھی اُن کو۔

اسی سال اسپین کے جہاز اپنے سواحل سے روانہ ہو کے فرانس کے سواحل پر پہونچے اُنھون نے اسپین کے بندرگاہ طراغونہ سے لنگر اُٹھا کے جزائر ادبقہ و میورقہ مین پہونچ کے وہان کے جہازون کو اپنے ساتھ لیا اور سب نے ساتھ مل کر فرانس کے سواحل پر حملہ کر دیا۔ ان حملہ آورون نے شہر مارسیلیز کے اطراف و جوانب کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ بہت سے قیدی پکڑ لیے۔ اور خاص شہر مذکور کے بیرونی حصون مین اتر کے ہر قسم کا مال و دولت لوٹ لیا۔

اسی زمانے مین شاہ عبدالرحمن کے پاس ثیوفولیس[۵] شاہ یونان کے پاس سے سفارت آئی جس کے ذریعے سے اُس نے بادشاہ سے خلیفۂ مشرق المعتصم کے مقابلے مین مدد مانگی تھی۔ ان سفیرون کا بڑی عزت کے ساتھ استقبال کیا گیا اور جواب مین عبدالرحمن نے شاہ یونان کو یقین دلایا کہ اپنے اندرونی جھگڑون سے مجھے جس قدر جلد نجات ملے گی اپنے جہاز آپ کی کمک پر روانہ کر دون گا۔ یونانی سفیر بہت سے قیمتی تحایف ساتھ لے کے یہان سے خوش و خرم واپس گئے۔

اب فرانس کے پہاڑی عیسائیون نے اپنے حملہ شہر البیرا اور قلعہ حوراء تک پہونچا دیے تھے۔ اُنھون نے شہرون کو لوٹ لیا۔ گاؤن مین آگ لگا دی

---

[۵] یہ قسطنطنیہ کا بادشاہ تھا جس کی سلطنت رومۃ الکبری کی مغربی سلطنت کے مقابل مین یونانی سلطنت کہلاتی تھی (مترجم اردو)

اور کھیتون کو برباد کر ڈالا۔ ان تباہیون کا حال سُن کے بادشاہ کو بے انتہا صدمہ ہوا۔ اور اس نے اپنی سرحد کے والیون کے نام حکم بھیجا کہ اپنی فوجین جمع کر رکھو اس لیے کہ میرا ارادہ ہے بذات خود اس مقدس لڑائی یعنی جہاد مین شریک ہون۔

سنہ ۲۲۵ھ مین قاضی تدمیر عبد الرحمن ابن فضل الکنانی نے جو عتیقہ کے رہنے والے تھے انتقال کیا۔ یہ بزرگ علم و فضل مین بے انتہا مشہور تھے۔ ان کا بیٹا ابن فضل بھی ان کے مثل قابل و ذی علم تھا چنانچہ عبد الرحمن نے ان کی جگہ اُسی کو مقرر کر دیا۔ اور اس علاقے کے لوگون نے جو ابن فضل کو بہت عزیز رکھتے تھے اِس تقرر پر بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔

پینتالیسوان باب

اسپین کے ساحل پر نارمن لوگون کا پہونچنا

سنہ ۲۲۹ھ مین ساحل لسبن پر ۵۴ جہاز آئے۔ ان جہازون پر سوار ہو کے اقوام یاجوج ماجوج اسپین مین آئے تھے۔ یہ وحشی اور مغرور لوگ انتہائی شمال کے ملکون کے رہنے والے تھے۔ اُنھون نے آکے شہر لوٹ لیے سخت وحشیانہ مظالم کے ساتھ اُن لوگون کو قتل کیا جو اُن کے ہاتھ مین پڑ گئے۔ نہ عورتون کو چھوڑا نہ بچون کو اور نہ بوڑھون کو۔ اسی قدر نہین ان وحشیون نے

بـه سنہ ۸۴۳ء

عـه عرب لوگ انتہائی شمال کے باشندون کو خواہ وہ کسی ملک کے ہون یاجوج و ماجوج کہتے تھے۔ یورپ مین یہ لوگ نارمن یا نارتھ مین (شمالی آدمی) کہلاتے تھے۔ اور دریاے بالٹک اور سواحل ناروے سے روانہ ہو کے یہ لوگ جرمنی۔ فرانس۔ اسپین۔ اٹلی۔ اور افریقہ کے ساحلون پر آکے حملہ آور ہوئے تھے (کانڈی)

مویشی جانورون تک کو قتل کر ڈالا۔ جب اُنھین کوئی اور چیز لے جانے کے قابل نہ ملی تو اُنھون نے عمارتین جلا دین یا منہدم کر ڈالین۔ کھیتون کو برباد کر ڈالا اور ہر چیز غارت کر دی۔ اپنے ان افعال سے اُنھون نے ثابت کر دیا وہ ساری نوع انسان کے دشمن ہین۔ تیرہ دن تک وہ شہر لسبن کے قریب پڑے رہے۔ اس کے اطراف و جوانب مین کئی کوس تک تمام گانون مین آگ لگا دی۔ اور سب کھیت غارت کر ڈالے۔ آخر مسلمان سپہ سالارون نے گرد و نواح کی فوجین جمع کین اور اُنھین دیکھ کے یہ یاجوج و ماجوج اپنا تمام مال غنیمت جمع کر کے جہازون پر سوار ہوئے اور سمندر مین غائب ہو گئے۔

لیکن زیادہ زمانہ نہین گزرنے پایا تھا کہ پھر اُن کے جہاز اسپین اور افریقہ کے مغربی سواحل پر نمودار ہوئے۔ حولبہ اور جزیرہ قادس مین جہازون سے اُترے اور شدونیا تک سارا علاقہ غارت کر ڈالا۔ سنہ ۲۳۰ھ مین یہ جہاز اشبیلیہ مین بھی نمودار ہوئے۔ محرم کی آٹھوین تاریخ اُس کے گرد و نواح مین اُترے اور اپنی عادت کے موافق دیہاتون کو جلانے اور لوٹنے لگے۔ جزیرہ قبطل کے باشندون سے ایک سخت لڑائی ہوئی۔ جو تین دن تک قائم رہی۔ اس لڑائی مین انھون نے بے انتہا مظالم کیے۔ سخت خونریزی کی۔ اور اس کے بعد جزیرہ مذکور کو جلا کے خاک کر ڈالا۔ شہر اشبیلیہ کے ایک جانب کے علاقے کو اُنھون نے لوٹ لیا اور اس کے بعد جا کے قلعہ طلبادہ مین قلعہ بند ہو گئے۔ لیکن وہان کے بہادر مسلمانون نے اُونھین شکست دے دی۔ اتنے مین اُنھین معلوم ہوا کہ پندرہ جہاز جن پر بادشاہ نے منتخب فوج بھیجی ہے آیا ہی چاہتے ہین یہ سنتے ہی اُسی مہینے کی بارھوین تاریخ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد یاجوج و ماجوج مغرب کی طرف چلے گئے۔ اور بادشاہ عبدالرحمن نے بلاد مریدہ شنطرم اور قلمبریہ مین اور ان کے

ساتھ ہی اپنے ساحلی والیون اور امیر البحرون کے نام فرمان بھیجا کہ اِن سواحل کی نہایت مضبوطی کے ساتھ حفاظت کرین اور بادشاہ بذات خود اندلسیہ کے شہرون کو بچانے کے لیے روانہ ہوگیا۔ یہ دیکھ کر کہ ان وحشی لیٹرون نے ملک کو کس قدر تباہ و برباد کر دیا ہے اس کے دل کو بے انتہا قلق ہوا۔ لیکن جہانتک ممکن تھا اپنے لوگون کو تسلی دی اور اُنھین ہر طرح کا اطمینان دلایا۔ شہر اشبیلیہ کی فصیلون اور قلعہ بندیون کو بے انتہا نقصان پہونچ گیا تھا۔ لہٰذا اُس نے معارون کو حکم دیا کہ اُنھین مرمت کر کے پھر پہلا سا بنا دین۔ اور اشبیلیہ کے جو باشندے وحشی یاجوج و ماجوج کے خوف سے اپنے گھرون سے بھاگ گئے تھے اور شہر قرمونہ مین پناہ لی تھی۔ وہ پھر اپنے گھرون مین واپس آئے۔

اسی زمانے مین بادشاہ نے محمد ابن زیاد ابن عبد الرحمن اللخمی کو جامع قرطبہ کا قاضی مقرر کیا۔ یہ اسی شہر کے رہنے والے۔ اور غیر معمولی علم و فضل کے بزرگ تھے۔ اور اُن کی زندگی بھی نہایت ہی اتقا و پرہیزگاری مین گزری تھی۔ جس مین انھون نے بڑی ناموری حاصل کی تھی۔

اب عبد الرحمن نے حکم دیا کہ قادس۔ قرطاجنہ اور طراغونہ مین جہاز تعمیر کیے جائین تاکہ سواحل کی حفاظت نگہداشت ہو سکے۔ اور اسکی نگرانی اُس نے اپنے فرزند یعقوب کے سپرد کی جو ابو فوسہ کے لقب سے مشہور تھا۔ سواحل سے اندرون ملک مین ڈاک پہونچانے کا انتظام بھی اُسی کے سپرد تھا۔ بادشاہ نے یہ بھی حکم دیا کہ اس کی رائے مین ایک صاحب البرید یعنی سڑکون اور راہداری کا مہتمم بھی ہونا چاہیے جو اسپین کے ہر فوجی حلقہ اور ہر مرکز عدالت مین مقرر کیا جائے۔ اس کے ماتحت سوارون کی ایک معینہ تعداد ہو۔ جو سرکاری احکام اور ہر خط و کتابت کو سابق سے زیادہ تیزی اور جلدی کے ساتھ پہونچا سکے۔

چھیالیسوان باب

دوسرے مختلف واقعات جو اس کے بعد پیش آئے۔ بادشاہ عبدالرحمن کے کارنامے اور اسکی موت

۲۳۲ھ مین اسپین مین ایک بہت بڑا قحط پڑا اور وہ اتنے دنون تک قائم رہا کہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے بے شمار مویشی مرگئے۔ کیونکہ سارے تالاب اور چشمے خشک ہوگئے تھے۔ انگور کی تاکین اور کل میوہ دار درخت بھی خشک سالی سے جل گئے اور گیھون اور جو کی فصلین بالکل جاتی رہین۔ اس پر تازہ آفت افریقہ کی طرف سے ٹڈیون کی نازل ہوئی جن کی وجہ سے زمین پر کہین نام کو بھی کوئی ہری پتی نہین باقی رہی۔ فاقون کی موت سے نہ بچنے کے لیے اسپین کے بے شمار آدمی افریقہ مین بھاگ گئے کیونکہ المغرب اور فاس کے سارے علاقے مین ایک وثق گیھون (ایک عربی وزن) تین درہم کو بکتا تھا۔

دوسرے سال بھی یہ خشک سالی قایم رہی اور کسی قسم کا غلہ یا میوہ نہین پیدا ہوا۔ بادشاہ عبدالرحمن نے سارے ٹیکس اور محصول جو لوگون کے ذمے واجب الادا تھے معاف کردیے۔ ان تباہیون کی وجہ سے بادشاہ اپنے اُس جہاد یعنے مقدس جنگ پر نہ روانہ ہوسکا جس کے لیے وہ تیاریان کررہا تھا۔ علاوہ اس کے یہ دھڑکا بھی لگا تھا کہ کہین یاجوج وماجوج پھر سواحل پر آکے نہ اتر پڑے ہون۔ چنانچہ مسلمانون اور عیسائیون دونون کی مہمون کو اس نے روک دیا۔ اور اُن کی تلوارین بھی میان ہی کے اندر رہین۔ اپنی قلمرو کے غریبون کی بسر اوقات کے لیے عبدالرحمن نے اسپین کے مختلف شہرون مین مسجدین اور محل تعمیر کرانے شروع کردیئے۔ قرطبہ مین دریا کے کنارے کنارے اُس نے پشتہ یعنے رصافہ بنوایا۔ اور پانی جست کے نلون کے ذریعے سے پہاڑون پر سے شہر مین لایا۔ اور حکم دیا کہ شہر کے مختلف

جائین - اور سنگ مرمر کے حمام تعمیر ہون تاکہ باشندون کو زیادہ آسانی ہو - انھین دنون دار السلطنت قرطبہ کے مشہور ایوان قصر مروان اور قصر مغیث اور دیگر خوبصورت عمارتین جو خراب اور منہدم ہو گئی تھین اُن کی از سر نو مرمت کی گئی - اور انھین نہایت رونق دی گئی - بادشاہ نے شہر کی سڑکون پر پتھر بچھوائے اور یہ سب کام تقریباً ۲۲۶ھ مین انجام کو پہونچے ۲۲۷ھ کے موسم بہار مین عبد الرحمن نے اپنے حاجب کو حکم دیا کہ تمام معزز والی جو بڑے بڑے شہرون پر حاکم ہین اور ان کے ساتھ کل شہرون کے قاضی خطیب - وزیر - اور مشیر دار السلطنت مین طلب کیے جائین حکم ہوتے ہی یہ سب لوگ قرطبہ مین جمع ہو گئے - تب بادشاہ نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولی عہد قرار دیا اور تمام لوگ جو حاضر تھے سب نے بغیر کسی استثنار کے اس شہزادے کے سامنے قسم کھائی کہ اسکے فرمانبردار اور مطیع رہین گے بادشاہ کے اور بیٹے اور بڑے بڑے سردار اور اعیان سلطنت بھی اس رسم مین شریک ہوے اور یہ اعلان ایک ایسی تقریب کے ساتھ ہوا جس مین بہت خوشی منائی گئی - اس موقع پر عبد الرحمن نے اپنے صوبون کے والیون کو نہایت پُر تکلف دعوتین دین - ان مین بیش بہا انعام تقسیم کیے - اپنے سپہ سالارون کو گھوڑے اور اسلحہ عطا کیے اور اپنے گارڈ کے سپاہیون کو نہایت زرق برق پوشاکین دین - غریبون کی بھی اس موقع پر امداد کی گئی اور فیاضانہ خیرات سے وہ سب خوش کر دیے گئے - اور یہ انتظام سلطنت کے شہرون ہی مین نہین بلکہ نہایت دور دراز کے قصبون اور نہایت گمنام گانون تک مین ہوا اور دار السلطنت کی طرح ہر ہر گاؤن کے لوگون کو بادشاہ کی فیاضی سے لطف اٹھانے کا موقع دیا گیا -

اسی سال قاسم ابن ہلال القیسی نے انتقال کیا - یہ ایک بڑے عالم متبحر تھے اور وادی الحجارہ کے قاضی تھے اور وہین کے رہنے والے بھی تھے -

۲۳۸ھ کے ماہ صفر مین بادشاہ عبدالرحمن ابن الحکم بیمار پڑا مرض اگرچہ روز بروز زیادہ اندوہناک ہوتا جاتا تھا لیکن اس کے روحانی اطمینان مین فرق نہین آیا تھا۔ اس کی طاقت بے شک زایل ہوگئی تھی۔ لیکن ظاہری متانت مین ذرا بھی فرق نہین آنے پایا تھا۔ اور نہ زندگی کی آخری گھڑی تک اُس کی خوش مزاجی وخوش اخلاقی مین کسی قسم کا تغیر واقع ہوا تھا۔ آخر سلخ شہر صفر کو اُس نے اپنی زندگی پوری کی۔ پنجشنبہ کا دن تھا اور شام کی شفق کی روشنی زمین پر پڑی تھی کہ خدا نے اُسے اپنے آغوش رحمت مین لے لیا۔ عبدالرحمن ۶۵ سال۔ تین مہینے اور تین دن زندہ رہا۔ اور اکیس سال تین مہینے اور چھ دن اُس نے حکومت کی اسکے پنتالیس بیٹے تھے۔ شہر اور گرد ونواح کے لوگون نے قبر تک جنازے کی مشایعت کی۔ اور سارا ملک اس کی موت پر اس طرح رو رہا تھا جس طرح بچے اپنے اچھے باپ کے مرنے پر روتے ہین۔ اس کی تجہیز وتکفین کے رسوم شہر ربیع الاول کی تیسری تاریخ صبح کے وقت ادا کیے گئے اور نماز جنازہ اس کے بیٹے نے پڑھائی۔

بادشاہ عبدالرحمن نے سکہ مین کسی قسم کا تغیر نہین کیا۔ اُس نے ویسے ہی اور اُسی طرح کے سکے بنوائے جیسے کہ اس کے آبا واجداد کے وقت سے بنتے چلے آتے تھے۔ اُس کے عہد مین قرطبہ اور طلیطلہ مین اسلحہ سازی کی صنعت کمال کو پہونچ گئی۔ اور نوجوانون کی تعلیم کے لیے جو مدارس تمام شہرون اور ملک کے ہر حصے مین کثرت سے قائم ہوئے تھے ان کو بہت ترقی ہوئی۔

پینتالیسوان باب

محمد ابن عبد الرحمن کی حکومت

عبدالرحمن کے انتقال کے بعد جو اس نام کا دوسرا اور اسپین مین نسل بنی اُمیہ کا

چوتھا بادشاہ تھا اُس کا بیٹا محمد جو ابو عبداللہ کی کنیت سے مشہور تھا قرطبہ مین بادشاہ بنا یا گیا۔ اُس کی عمر تیس سال کی تھی۔ اور اس کی ما ن کا نام تمنیہ تھا۔ رعایا نے چھٹی ربیع الاول سنہ ۲۳۸ھ کو جمعرات کے دن اُس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے عہد مین لوگون کو ترقی کی بڑی امیدین تھین۔ کیونکہ اُس کے اعلی درجے کے صفات حمیدہ مشہور تھے۔ انصاف۔ رحم۔ شجاعت۔ فطری قابلیت اور علم و فضل مین محمد ابن عبدالرحمن کو بچپن سے شہرت حاصل تھی۔

اس کی سلطنت کے ابتدائی مہینون مین ایک علمی اختلاف یا جھگڑا پیدا ہوا جس مین جامع قرطبہ کے عالم و فقیہ ایک جانب تھے اور حافظ عبدالرحمن باقی ابن مخلد دوسری جانب۔ اس اندلسی عالم نے ارض مشرق مین جا کے امام احمد ابن محمد ابن حنبل کے نہایت مشہور اور لائق شاگردون سے علم حاصل کیا تھا۔ قرطبہ مین اُنھون نے اپنے اصول کے مطابق جو آبو بکر ابن ابی شیبہ کی کتاب مسند مین درج ہین تعلیم دینا شروع کی۔ یہ آخر الذکر عالم بھی اندلس کے رہنے والے اور اُنھین کے ہم خیال تھے جامع قرطبہ کے تمام عالمون نے ان سے اختلاف کیا۔ اور بادشاہ کو یقین دلایا کہ ان بزرگ نے قرآن شریف کی تفسیر مین جو اختلاف پیدا کیا ہو وہ نا قابل برداشت ہو۔ اُنھون نے کہا کہ جامع قرطبہ کے اصول کو ایک ہزار تین سو عالم مانتے ہین اور حافظ باقی اور ان کے ہم مذاق فقط دو سو چوراسی عالمون کو اپنی موافقت مین پیش کر سکتے ہین۔ اور ان مین بھی دس سے زیادہ اتنی لیاقت و شہرت نہین رکھتے کہ وہ مستند تسلیم کیے جائین۔

عہ حافظ ان عالمون کو خطاب دیا جاتا تھا جن کو بہت سے تاریخی واقعات اور حدیثین یاد ہوتین۔ (کلانڈی) "حافظ حدیث" کا لقب محدثین مین بہت مشہور رہو۔ جن محدثین کو لاکھ سے زیادہ حدیثین مستحضر ہوتین حافظ کہلاتے (مترجم اردو)

یہ جھگڑا دیکھ کے بادشاہ محمد نے حکم دیا کہ تمام علما اس کے دربار مین جمع ہون۔ ان سب نے بذات خود کتاب مسند ابی شیبہ پڑھی۔ اور حافظ باقی کی تفسیر سنی۔ پھر اُن لوگون کا بیان سنا جو اس کے مخالف تھے۔ اس کے بعد بادشاہ نے کہا جو باتین علماے جامع قرطبہ بیان کرتے ہین وہ معمولی اعتراضات اور بے فائدہ نکتہ چینیون سے زیادہ وقعت نہین رکھتین۔ ان باتون کا اثر دین پر نہین پڑتا۔ اس لیے کہ نہ وہ قرآن مین ہین اور نہ احادیث نبوی مین۔ پھر بادشاہ نے کہا جو تفسیر حافظ نے بیان کی ہی اُس سے بہت بکار آمد مسائل معلوم ہوتے ہین اور بہت سے قابل تعریف وجوہ نمایان ہوتے ہین لہذا انکی تعلیم کو روکنا نہایت ہی ناانصافی ہی۔ وہ مباحث لوگون کے لیے مفید ہین خاصتہً اس بنا پر کہ خود حافظ ممدوح نے جن کی زندگی نہایت پاکبازی مین گذرتی ہے اُن اصول کی پابندی کی ہی۔

اُسی سال رمضان مین فقیہ دانا عبدالملک ابن حبیب نے قرطبہ مین انتقال کیا۔ یہ اندلس کے رہنے والے تھے اور السالمی کے لقب سے مشہور تھے انھون نے مشرق کی تمام مشہور جامعون کی درس گاہون مین تعلیم پائی تھی۔ اور ہر جگہ اپنے علم و فضل اور اپنی خوش مزاجی کی وجہ سے بہت ناموری حاصل کی تھی۔ تمام ملکون کے عالم ان کی تصانیف کو ڈھونڈتے اور ان کی قدر کرتے تھے۔ بعض مورخ ان بزرگ کی وفات دوسرے سال بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ انھون نے اُس سال ذی الحجہ کی بارھوین تاریخ ہفتہ کے دن انتقال کیا۔

عامر ابن عبدالرحمن ابن مروان العتیقی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔ یہ تدمیر کے رہنے والے اور اپنے علم و فضل اور اپنی نظمون کی وجہ سے مشہور تھے اور لوگ ان کو ابوالفضل کی کنیت سے بھی یاد کرتے۔ ان کے انتقال سے بہت لوگون کو صدمہ ہوا جو مدت تک قایم رہا۔

اڑھتالیسوان باب

سرحد جلیقیہ اور طلیطلہ مین جنگ

بادشاہ محمد کو اشاعت اسلام کا بے انتہا خیال تھا۔ اپنی اس دھن مین کہ دین اسلام اسپین کی سرحدون مین پھیل جاے اور نیز اس خیال سے کہ اہل فرانس وجلیقیہ کے متواتر حملون کے روکنے کی ضرورت تھی اُس نے مریدہ اور سرقسطہ کے والیون کو حکم دیا کہ فوجین جمع کرین اور اپنی مجتمعہ قوت سے سرحد کی طرف کوچ کرین۔ اس حکم کے مطابق دونون والی روانہ ہو گئے۔ اور فرانس کے مقابلے مین انھین اپنے حملون مین نہایت کامیابی حاصل ہوئی۔ پہاڑون سے گذر کے انھون نے شہر نربونہ کے گرد ونواح پر حملہ کیا۔ جہان بے شمار قیدی بہت سا مال ودولت اور مویشی اور دیگر اقسام کی بیش بہا چیزین ہاتھ آئین۔ لوگ ہر جگہ مسلمان فاتحون کے آگے سے بھاگتے تھے یا خود حاضر ہو کے اپنا مال ومتاع ان کے حوالے کر دیتے تاکہ اُن کے غیظ وغضب کی مصیبت سے محفوظ رہین۔

لیکن جلیقیہ کی سرحد پر مسلمانون کے حملے کا نتیجہ اِس کے خلاف ہوا اس لیے کہ والی موسیٰ ابن زیاد الجدعی کو حصن البیضاء کے قریب عیسائیون نے شکست دے دی۔ دشمنون نے قلعۂ مذکور پر قبضہ کر لیا۔ اور جو مسلمان سپاہی اُس پر قابض تھے اُنھین کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اس افسوسناک سانحے کی خبر فوراً قرطبہ مین پہونچ گئی۔ اور بادشاہ کو اپنے سپہ سالار کی شکست کا حال سُن کے بڑا صدمہ ہوا۔ لیکن درباریون نے جو موسیٰ کے دشمن تھے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا اور اُس بدقسمت جنگجو کو نقصان پہونچانے کی کوشش کی۔ چنانچہ اُنھون نے اُس پر یہ بُرا الزام عائد کیا کہ اُس نے عیسائیون سے رشوت مین ایک بڑی بھاری رقم لے کے

باغیانہ صلح کر لی اور قلعہ انکے حوالہ کر دیا۔

بدخواہون کی ان باتون پر بادشاہ نے ضرورت سے زیادہ توجہ کی اور موسیٰ بن زیاد کو حکومت سرقسطہ سے معزول کر دیا۔ یہی نہین بلکہ اس کے بیٹے ربیع ابن موسیٰ کو بھی جو والی طلیطلہ تھا اس کی خدمت سے علیحدہ کیا۔ اس ناانصافی سے برافروختہ ہو کے دونون سپہ سالارون نے بغاوت کر دی۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انھین اپنے صوبے کے لوگون پر بھروسہ تھا۔ جو اُن کے طرفدار تھے۔ اسکے بعد اُنھون نے عیسائیون کے ساتھ ایک خفیہ سازش کر کے جلیقیہ کے لوگون سے ہنگامی صلح کر لی۔ اور اُنسے مدد مانگی۔ اور جب یہ سب کارروائیان تکمیل کو پہونچ گئین تو اُنھون نے اپنے آقا کے مقابلے مین ہتھیار اٹھا لیے۔

ان واقعات کی خبر قرطبہ مین پہونچی تو بادشاہ کو اُن افواہون کا بالکل یقین آگیا جو موسیٰ ابن زیاد کے دشمنون نے اُس کے کانون تک پہونچائی تھین۔ اس نے زیادہ تیاریون مین وقت نہین ضایع کیا۔ بلکہ جس قدر فوج اندلس مین موجود تھی اسی کو ساتھ لے کے باغیون کے استیصال کے لیے چل کھڑا ہوا۔ اسی اثنا مین فرمانرواے جلیقیہ نے بھی ایک بہت بڑا لشکر طلیطلہ کے باغیون کی مدد پر روانہ کیا جو اپنے شہر کو بڑی مستعدی کے ساتھ بادشاہ کے ہاتھ سے بچا رہے تھے۔ اندلس کی فوج پہاڑون مین سے گذر گئی اور بادشاہ محمد جو بخوبی جانتا تھا کہ باغی اپنے قلعے کی مضبوطی کی وجہ سے ہرگز ایسی جرأت نہ کرینگے کہ باہر نکل کے مقابلہ کرین اُس نے کچھ ایسی تدبیرین کین کہ اُنھین نکل کے مقابلہ کرنا پڑا۔ بادشاہ نے اپنی فوج کی ایک مضبوط جماعت ایک گھنے جنگل مین چھپا دی اور خود ایک بہت ہی مختصر رسالے اور تھوڑی سی پیدل فوج کو ہمراہ لے کے سامنے میدان مین آیا اور شہر والون کے سامنے بعض ایسی حرکتین کین جن سے انھین معلوم ہوا کہ بادشاہ نے ابھی کوئی

مستقل ارادہ نہین کیا ہی - نہ وہ کسی جگہ ٹھہرا ہی - نہ کہین اپنا خیمہ قائم کرایا ہی - اور شہر والون کی یورش سے اسے خوف اور بے اطمینانی ہی -

والی طلیطلہ نے یہ یقین کر لیا کہ یہ فوج مقدمۃ الجیش کا فقط ایک حصہ ہی لہذا مناسب ہی کہ اس موقع سے فایدہ اٹھا کر بادشاہ کو شکست دیدے - تاکہ وہ زبردست لشکر جو پیچھے آرہا ہی وہ بھی بیکار ہو جائے - یہ سوچ کے اپنی ساری فوج اور کل مددگارون کو لے کر وہ دشمن کے مقابلے مین نکل پڑا اور تھوڑی سی خفیف لڑائی کے بعد جس مین کوئی اہمیت نہ تھی - شاہی فوج آہستہ آہستہ وادی قلعہ کی جانب ہٹنے لگی یہ وادی قلعہ وہی مقام تھا جہان بادشاہ نے اپنی فوج چھپا دی تھی - طلیطلہ کے لوگ جو چاہتے تھے کہ اس فتح سے فائدہ اٹھائین اور دشمنون کو مار کے بھگا دین خود ہی تعاقب کر کے اس پھندے مین پھنس گئے جو اُن کے لیے تیار کیا گیا تھا - آخر موقع کا وقت آگیا - اور ناگہان بادشاہ محمد کے سوار جو خود اُس کے اور ہاشم ابن عبد العزیز کی ماتحتی مین تھے طلیطلہ والون پر پیچھے سے اور نیز ایک پہلو سے حملہ آور ہوے باغی جو یک بیک گھر لیے گئے تھے نہایت پریشان ہوئے - اور اُن مین بہت ہی سخت خونریزی ہونے لگی - زمین ان کی لاشون سے پٹ گئی جو خون مین لتھڑی پڑی تھین - اس خوفناک میدان مین آٹھ ہزار عیسائی اور سات ہزار مسلمان قتل ہوئے - چند بقیۃ السیف جو اس قتل عام سے جان بر ہو سکے وہ شہر مین داخل ہو گئے - لیکن اُس کی دیوارون کی مضبوطی پر بھروسہ ہونے کے باعث اب بھی اُنھون نے اطاعت سے انکار کیا - اگرچہ بادشاہ محمد نے ان کا قصور معاف کرنے اور پناہ دینے کا بھی وعدہ کیا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اپنے آپ کو بغیر کسی شرط کے بادشاہ کے رحم پر چھوڑ دین -

یہ خیال کر کے کہ یہ محاصرہ مدت تک قائم رہیگا - بادشاہ قرطبہ واپس آیا - اور

فوج کو اپنے بیٹے المنذر کی ماتحتی مین چھوڑ آیا۔ جو ان دنون یہان پہلی مشق سپہگری و نبرد آزمائی کر رہا تھا۔ اور اس جنگجوئی کی تعلیم کا اُسے بے انتہا شوق تھا۔ نوجوان شہزادے کے وزیر و مشیر سپہ سالار عبدالملک بن عبداللہ ابو مروان اور ابن عبدالعزیز تھے۔ اسی طلیطلہ کے محاصرے مین عبدالقادر ابن ابی شیبہ نے انتقال کیا جو انقولیہ علاقۂ اشبیلیہ کے رہنے والے تھے۔ اور بڑے شجاع اور نامی گرامی شہسوار تھے۔

بادشاہ محمد قرطبہ مین واپس آیا تو لوگون نے بڑی خوشی سے اُس کا خیر مقدم کیا اور واقعی سارے شہر مین کوئی چھوٹا یا بڑا نہ تھا جو اپنے بادشاہ کی آمد آمد سُن کے شہر پناہ کے باہر نکل آیا ہو۔ قرطبہ مین بادشاہ کا داخلہ سنہ ۲۴۲ھ مین ہوا۔ دوسرے سال شہزادہ المنذر طلبیرہ کے قلعجات قلعہ رباح اور اُقلیس جو بدہ شوریطہ وغیرہ کے معائنہ کے لیے ایک حصۂ فوج ساتھ لے کے روانہ ہوا۔ طلیطلہ کے لوگون کو حریف کی حالت کے آزمانے کا موقع مل گیا۔ فوراً نکل پڑے۔ اُن فوجون پر حملہ کیا جو محاصرہ کیے ہوئے تھین اور دم بھر مین اُنھین شکست دے کے منتشر کر دیا جن مین سے اکثر قتل ہوئے اور باقی ماندہ لوگ بھاگے جن کا اہل طلیطلہ نے طلبیرہ کی دیوارون تک تعاقب کیا جہان اُن لوگون نے پناہ لینی چاہی تھی۔ شہزادہ المنذر کو جیسے ہی اس سانحے کی اطلاع ملی والی طلبیرہ کو اپنے ہمراہ لے کے باغیون کے مقابلے پر روانہ ہوا۔ پہونچتے ہی اُنھین مار کے بھگا دیا اور ان کو ایسا تنگ پکڑا کہ بڑے نقصان کے ساتھ اُنھون نے طلیطلہ مین گھس کے پناہ لی۔ شاہزادے نے اپنی اس کامیابی کی اطلاع قرطبہ مین کی اور اس کے ساتھ سات آٹھ سو سر بھی بھیجے اور بادشاہ بیٹے نے اپنے باپ کی خدمت مین لکھا یہ اُن سات سو باغیون کے سر ہین جو بھاگے اور مین نے تعاقب کرنے مین اُنھین زندہ گرفتار کر لیا تھا۔ اور میرے سپاہیون نے خاص میرے حکم سے ان کے سر کاٹے ہین۔ بادشاہ محمد نے حکم دیا کہ وہ سب سر فصیل کے برجون پر

رکھ دیے جائین۔

اب محاصرے کو تازہ جوش سے قائم کر کے شاہی فوجون نے انگور اور دیگر میوجات کے باغ جو طلیطلہ کے گرد نہایت خوش اسلوبی سے پھیلے ہوے تھے برباد کر ڈالے۔ اور ایک سخت حملے مین جو المنذر نے باغیون پر کیا تھا ایک پل منہدم کر ڈالا جس پر بے شمار باغی جمع تھے اور اس کے گرتے ہی سب مر گئے۔ غرض تین سال تک شہر طلیطلہ کے گرد و نواح مین اسی قسم کی تباہیان ہوتی رہین۔ صلح جو باشندے اور غریب مزدور بڑے اندوہ و غم کے ساتھ دیکھتے تھے کہ اُنکے مکان اور کھیت برباد ہو رہے ہین۔ ان کے باغ اور دیہات کے مکانات جن پر اُن کی زندگی کا دار و مدار تھا باغیون اور شورش کرنے والون کی ضد پر قربان ہو رہے ہین۔ ان باغیون مین زیادہ تر یہود تھے اور مفاربین یعنی بدعقیدہ اور بے دین مسلمان تھے سنہ ۲۴۵ھ مین خود بادشاہ محمد آ کے محاصرہ کرنے والون مین شریک ہو گیا۔ اور جب عوام شہر کو اس کے آنے کی خبر پہونچی تو ان مین سے چند لوگ خفیہ طور پر نکل کے اُس کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا اگر حضور بادشاہ معافی و جان بخشی کا وعدہ کر کے ہمین اطمینان دلائین تو ہم شہر پر اُن کا قبضہ کرا دین گے۔ اور اگر باغیون نے نہ مانا تو ان کے سردارون کو قتل کر ڈالین گے۔ بادشاہ نے اُن کی شرط منظور کی۔ اور اُن سے وعدہ کیا کہ شہر طلیطلہ اگر ایک معینہ تاریخ تک ہمارے حوالے کر دیا گیا تو ہم شہر کے تمام لوگون کا قصور معاف کر دین گے تاریخ معینہ سے پہلے ہی بادشاہ کے داخلے کے لیے پھاٹک کھول دیے گئے۔ اور بہت سے باغی سردارون کے سر اُس کے قدمون کے آگے پڑے ہوئے تھے۔ مابقی باغی یا تو بھیس بدل بدل کے شہر سے بھاگ گئے یا شہر کے اندر ہی اس طرح چھپ رہے کہ کسی کو اُن کا پتہ نہ لگ سکا۔

بادشاہ نے اگرچہ طلیطلہ کے لوگون سے معافی کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن اس نے وہان کے تمام وزیرون اور قاضیون کو جو مسلمانون اور عیسائیون پر حکومت کرتے تھے معزول کر دیا اور اُن کے عہدون پر اپنے بھروسے کے لوگون کو مقرر کیا۔ چند جدید قانون بھی وہان کے لیے وضع کیے اور حکم دیا کہ پولیس کی کارروائیان نہایت سختی کے ساتھ عمل مین آیا کرین اس لیے کہ بادشاہون کی چشم پوشی اور بُردباری نے اہل طلیطلہ کو گستاخ و سرکش بنا دیا ہی۔

انچاسوان باب

اسپین کے ساحل پر یاجوج وماجوج کا دوبارہ آنا۔

بادشاہ محمد ملک مین امن وامان قایم کرنے اور سلطنت کے اندرونی جھگڑے مٹانے مین مصروف تھا کہ دفعتہً یاجوج وماجوج کے ساتھ جہاز پھر ساحل اسپین پر نمودار ہوچکا تھا رایہ مین وہ جہازون سے اتر پڑے اور قرطمہ۔ مَلاغہ۔ رضویہ اور حوالی رَوندا مین لوٹ مار مچا دی۔ وہ جس طرف نکل جاتے معلوم ہوتا کہ ایک نہایت ہی تباہ کن طوفان آگیا ہی۔

ملک کے اندرونی حصون مین گھسنے کی تو اُنھون نے جرأت نہین کی لیکن جتنے شہر سمندر کے کنارے تھے انھین جلا کے خاک کر ڈالا۔ اور جہان کہین ساحل کے قریب کوئی عمارت ملی اُسے تباہ کر ڈالا۔ خصوصاً ان بُرجون کو جو نگہبانی کے لیے تعمیر کیے گئے تھے۔ اُنھون نے الخضرا کی مسجد کو لوٹ لیا جو جامع الرایات کے

۵ع شریف ادریسی بیان کرتا ہو کہ الخضرا مین ایک مسجد تھی جو الرایات یعنی جھنڈون والی مسجد کہلاتی تھی۔ اور وہ مین سمندر کے ساحل پر واقع تھی۔ مورخ مذکور یہ بھی بیان کرتا ہو کہ اس مسجد کا یہ نام اس وجہ سے مشہور ہوا کہ فتح اسپین کے زمانے مین طارق نے اپنے تمام افسرون کو مشورہ کرنے کیلیے وہان جمع کیا تھا۔ اس دن وہان چونکہ بہت سے جھنڈے جمع ہو گئے تھے۔ اس لیے اس کا یہی نام پڑ گیا (کانڈی)

تام سے مشہور تھی۔ مگر جیسے ہی انھون نے سنا کہ بادشاہ محمد کے سوار قریب آپہونچے ہین فوراً بغیر کسی تاخیر کے اپنے جہازون پر سوار ہو کے افریقہ کے ساحل پر چلے گئے اور اُس ملک کا ساحلی حصہ برباد کر کے موسم سرما بسر کرنے کے لیے وہ پھر اسپین مین آئے اور بے شمار مال و دولت لوٹ کے سمندر مین غائب ہو گئے۔ یہ سنہ ۲۴۶ھ[عہ] کا واقعہ ہے۔

اس اثنا، مین عیسائیون کی فوجین بڑی دلیری و جرأت کے ساتھ حملے کرنے لگی تھین۔ اور اُن کے تیز رو سوار سلامانکہ اور قوریہ کے نواح تک پہونچ گئے تھے۔ اور اُس علاقے کے والی زید ابن قاسم کو بڑے نقصان کے ساتھ شکست دے دی تھی۔ اس کی اطلاع قرطبہ مین کی گئی۔ اور بادشاہ نے اپنے والیون کو حکم دیا کہ جلیقیہ پر فوج کشی کرنے کے لیے اپنی فوجون اور رسالون کو جمع کرین۔ ساتھ ہی جس قدر فوجین جمع ہو سکین انھین ساتھ لے کے شہزادۂ المنذر فوراً دارالسلطنت سے چل کھڑا ہوا۔ دریاے ڈورو کے ساحل پر پہونچ کے اُس نے اپنی فوج کے پانچ حصے کر دیے۔ ایک مقدمہ۔ دوسرا میمنہ۔ تیسرا میسرہ۔ چوتھا قلب اور پانچوان حصہ فوج محفوظ کا تھا۔ اسی تقسیم کو اہل عرب الخمیس[عہ] کہتے تھے اور اسی

[عہ] سنہ ۸۶۰ء (کانڈی)

[عہ] الخمیس یعنی پانچ حصون کا مجموعہ اور عموماً پوری فوج مراد لی جاتی۔ ایک فوج کو الخمیس اسوقت کہتے جبکہ اُس مین یہ پانچ حصے یعنی المقدمہ۔ قلب۔ المیمنہ۔ المیسرہ اور الساقہ ہون۔ ان سے مطلب یہ ہے کہ آگے کی فوج۔ درمیان کی فوج۔ داھنے اور بائین کی فوج اور پچھلی فوج۔ یوسف ابن سعید متوطن الورا اس لفظ کے یہی معنے بتلاتا ہے۔ لیکن ہمارے قدیم عربی مصنف الخمیس۔ اور المفلس سے فقط لڑنے والی فوجین مراد لیتے ہین۔

(کانڈی)

ترتیب سے شہزادۂ المنذر نے عیسائیون کا مقابلہ کیا۔ مقدمتہ الجیش کا سپہ سالار محمد القوط تھا اور قلب کی فوج خود شاہزادہ المنذر کے زیر علم تھی۔ اس نے عیسائیون کو ایک بڑے نقصان کے ساتھ شکست دی۔ فتحیاب ہو کے اس نے عیسائیون کا تعاقب کیا اور ان کی سرحد مین گھس کے ان کے چند مقبوضہ قلعون کو بھی فتح کر لیا۔ فرانس کے پہاڑون مین بنبلونا تک پہونچ کے بہت سے قیدی گرفتار کیے اور بیشمار غنیمت حاصل کی۔

اس مہم مین جو ۲۲۷ھ مین پیش آئی۔ شہزادۂ المنذر کے ہاتھ مین ایک نہایت ہی بہادر اور نامور عیسائی گرفتار ہوا جس کا نام فرطون تھا۔ اسے شہزادہ اپنے ساتھ قرطبہ تک لے گیا۔ لیکن وہان پہونچ کے آزاد کر دیا۔ اور وہ شریف قیدی ایک مدت تک اُسی شہر مین پڑا رہا اور وہین ایک سو چھبیس برس کا ہو کے مرا۔ ۲۲۹ھ مین جلیقیہ اور فرانس کے کوہستانی عیسائیون نے پھر حملے شروع کر دیئے۔ شہر لوٹ لیے۔ کھیت غارت کر ڈالے۔ اور سرحدی علاقے کے مسلمانون کو پکڑ لے گئے۔ بادشاہ نے سپہ سالارون اور والیون کو حکم دیا کہ جہاد کے لیے تیار ہو جائین۔ اور اپنی فوجین جمع کین۔ یہ فرمان شاہی اسپین کے تمام ممبرون پر سنایا گیا جس کے اثر سے ہر علاقۂ قضاء مین علم جہاد بلند ہوے۔ اور سب لوگ تیار ہو گئے کہ حکم آتے ہی چل کھڑے ہون۔

۲۵۰ھ کے آغاز مین مشہور و معروف اسٹیٹسمین یحیی ابن الحکم نے جو الغزال کے لقب سے مشہور تھا قرطبہ مین انتقال کیا۔ یہ بادشاہ ہشام اور اس کے بیٹے الحکم کے عہد مین امیر البحر رہ چکا تھا۔ بادشاہ عبدالرحمن کے عہد مین اس نے دربار شاہ یونان اور دیگر مسیحی دربارون مین سفارت اسپین کی خدمت انجام دی تھی۔ اور اپنے طرز عمل اور اپنی قابلیت و ذہانت کی وجہ سے ہر جگہ بڑی قدر کی نگاہ سے

دیکھا جاتا تھا۔ حقیقت مین وہ عجیب و غریب شخص تھا۔ اُس کی وہ نظم جس مین اُس نے ایک طوفان کا حال بیان کیا ہی جو اُسے سفر یونان مین پیش آیا تھا نہایت مشہور ہی یحییٰ ابن الحکم کی موت پر بادشاہ کو بڑا صدمہ ہوا۔ لیکن اس کی عمر پوری ہو چکی تھی کیونکہ اب وہ چورانوے سال سے تجاوز کر چکا تھا۔ یہ نامی گرامی شخص سنہ ۱۵۶ھ مین بادشاہ عبدالرحمن ابن معاویہ کے عہد حکومت مین پیدا ہوا تھا۔

پچاسوان باب

جلیقیہ مین جنگ اور حفصون ابن جعفر ابن آریوس کی بغاوت کی ابتدا

فرانس اور جلیقیہ کے لوگون کی کامیابی سارے اسپین مین مشہور ہو گئی تھی اور ان اہم واقعات کے ذکر مین لوگون نے مبالغے سے بھی خوب خوب کام لیا۔ مقام جنگ سے جس قدر مسافت بڑھتی جاتی تھی اسی قدر مبالغہ بھی بڑھتا جاتا تھا شہرون اور اُن کے باشندون کے نقصانات حملہ آورون کی تعداد۔ اور ان کے حملون کی شدت۔ غرض ہر ادنی سے ادنی معاملہ اصل سے بہت بڑھا کے بیان کیا جاتا۔ بادشاہ کو ان تمام واقعات کی اطلاع اپنے والیون سے ملی جنھون نے مریدہ سے سوار بھیج کے بادشاہ محمد کو اطلاع دی تھی کہ شاہ جلیقیہ لوسی طانیہ مین داخل ہو گیا ہی۔ شہر لسبن کے گرد تمام کھیت برباد کر ڈالے ہین۔ جن شہرون کے گرد شہر پناہ نہین ہی انھین اس نے بالکل لوٹ لیا ہی۔ پل مین آگ لگا دی ہی اور ان سب باتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے شمار مال غنیمت اور قیدیون اور مویشی کے گلون کو پکڑ لے گیا ہی۔

بادشاہ محمد یہ خبر سنتے ہی اندلس کے سوارون کے ساتھ روانہ ہوا۔ پھر مریدہ کی فوجون کو اپنے ساتھ لے کے اُس نے جلیقیہ پر حملہ کیا اور شہر سنتیاق تک اُس

ملک مین گھسا چلا گیا۔ عیسائی بھاگ کے اپنے پہاڑون مین چلے گئے اور اُن قلعون مین قلعہ بند ہو کے بیٹھ رہے جو پہاڑ کی چوٹیون پر تعمیر کیے گئے تھے۔ بادشاہ خود شہر زمورا کے راستہ سے واپس آیا اور مریدہ کے سوارون کو اس نے سلامانکا کے راستہ سے بھیجا۔ پھر خود قرطبہ کے سوارون کو ساتھ لے کے نواح طلیطلہ مین آیا۔ بعض مورخ اس مہم کو سنہ ۲۴ھ مین بتاتے ہین اور بعض سنہ ۲۴۹ھ مین لیکن آخری تاریخ زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہو۔

اسی زمانہ مین سرحد فرانس پر ایک بغاوت پیدا ہوئی جو انجام مین بڑھ کے نہایت اہم ہو گئی۔ جس شخص نے اس بغاوت کا آغاز کیا اس کے متعلق ہمارے مورخین کا بیان ہو کہ وہ ایک مجہول الحال شخص تھا اور آخر تک پتہ نہ لگ سکا کہ وہ کس خاندان سے تھا۔ اس کا نام عمر ابن حفص تھا۔ لیکن بعد کے زمانے مین وہ ابن حفصون ابن جعفر ابن آریوس کے لقب سے مشہور ہوا۔ بس یہی اُس کا نسب نامہ ہو جسے بعض مورخ اسکی جانب نسوب کرتے ہین۔ محمد عبداللہ ابن سبعون القیروانی لکھتے ہین کہ انھون نے اس باغی کا حال خود اپنے بیٹے کی زبان سے سنا۔ لیکن وہ بھی اس شخص کے خاندان کے متعلق کوئی یقینی بات نہین بیان کر سکتے۔ یہ شخص ابتدائً شہر رآیہ کے گرد و نواح مین جو شہر رونداکے قریب ہو محنت مزدوری کر کے نہایت ذلیل حیثیت سے زندگی بسر کرتا تھا۔ اس تنگی کو وہ برداشت نہ کر سکا اور شہر طرغیلہ مین چلا گیا کہ شاید وہان کوئی اچھا ذریعہ معاش پیدا ہو جاے۔ وہان اسے چند بدمعاش ملے انکے گروہ مین شریک ہو کے وہ عام گذرگاہون پر رہزنی کرنے لگا۔ اور چند روز مین اپنی مردانگی و دلیری کی بدولت ان کا سرغنا بن گیا۔ امن و امان قائم کرنے اور اس کی جماعت کے منتشر کرنے کی جتنی تدبیرین کی گئین سب بے کار ثابت ہوئین۔ بلکہ اُن تدبیرون کی ناکامی کا یہ

انجام ہوا کہ اُسے ایک قسم کی شہرت اور نمود حاصل ہوگئی۔ اور وہ شہرت اس کا ذریعہ ہوگئی کہ اس کے ہمراہیون کی تعداد بڑھ گئی۔ آخر بڑھتے بڑھتے اِن ڈاکوؤن کی تعداد اس قدر زیادہ ہوگئی کہ ابن حفصون نے شہر آزہرویرا یعنی مضبوط قلعہ بربشتر پر قبضہ کرلیا۔ اس قلعہ کی نسبت مشہور تھا کہ ناقابل فتح ہے۔

غرض جس بغاوت کا ہم ذکر کرنے والے ہین دراصل اُس کا آغاز یون ہوا گو کہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مختلف واقعات بیان کیے جاتے ہین۔ سنہ ۲۵۰ھ مین ابن حفصون اندلس سے نکالا گیا۔ اور اپنے گروہ کو لیکر سرحد فرانس مین داخل ہوگیا۔ وہان جا کے قلعۂ رہط الیہود پر قابض ہوگیا یہ قلعہ بھی اپنے موقع کے لحاظ سے بالکل ناقابل فتح تصور کیا جاتا تھا کیونکہ ایسے سنگلاخ پہاڑون کی چوٹی پر واقع تھا۔ جن پر چڑھنا غیر ممکن تھا۔ پھر اس پہاڑ کے نیچے چارون طرف سے ہو کے ایک گہری ندی بھی بہی تھی۔

کوہستان فرانس کے مسیحیون نے اس ڈاکو کی ابتدائی کامیابی دیکھ کے بلاتامل اس سے دوستی پیدا کرلی۔ اور سرکشی اور بغاوت پر آمادہ ہو کے اہل عین سبا اہل بن عوارہ اور اہل بن عسق باہم متحد ہو گئے۔ اس کے بعد ان سب نے عمر ابن حفصون کی جماعت مین شامل ہو کے بلاد بربشتر۔ مُوسقہ اور آفراغہ پر اس طرح تاخت کی جیسے طوفان کے زمانے مین کوئی ندی یکایک پہاڑون پر سے اتر پڑتی ہے انھون نے شہرون کو اپنے بادشاہ کے خلاف کر کے سرکشی پر آمادہ کردیا۔ صرف ان لوگون کو امان دی جو اُن کے گروہ مین شریک ہوگئے۔ اور اُن سے وعدہ کیا کہ سرحد کے والیون کے دست ستم سے ہم تمھین بچائین گے۔ لیکن جو لوگ انکی جماعت مین نہین شامل ہوے انکے کھیت انھون نے تباہ کر ڈالے اور اُن کے مکانون مین آگ لگا دی۔ اُس سرزمین کے کئی مضبوط قلعے لے لیے

اور آخر ان کا حوصلہ اس قدر بڑھ گیا کہ شہر آریدہ کے نواح مین گھس پڑے۔

والی سرقسطہ نے ان بدنظمیون کو ان کے آغاز مین نہایت آسانی سے رفع دفع کر دیا ہوتا لیکن اتفاقاً اُسے یہ خبر پہونچی تھی کہ مین معزول کر دیا گیا ہون اور وہ ایک طیش اور غصے کے ساتھ نئے والی کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اسی فکر مین اُس نے اس بدنظمی کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ اور اپنے شہر مین خاموش بیٹھا رہا۔ یہ بھی حکم نہ دیا کہ اس القضیہ (حلقہ عدالت) کے القاید اپنی فوجین جمع کرین بلکہ اپنی خاموشی سے اس خطرے کو بڑھنے کا موقع دے دیا۔ اور اس باغی جماعت کے مقابلے مین جس نے پہلے پہل سر اٹھایا تھا ایک سپاہی بھی نہ بھیجا گیا۔ اسی قدر نہین بلکہ آریدہ کا القاید عبدالملک ابن عبداللہ حفصون ابن آربوس کے گروہ مین شامل ہو گیا۔ اور اسے خود ہی اپنے شہر کے اندر داخل ہونے کی اجازت دیدی دوسرے غیر مشہور قلعون کے قائدون نے بھی اس کی تقلید کی۔ ان اسباب سے باغیون کی اس قدر ہمت بڑھ گئی کہ انھون نے اپنی فوجین سارے ملک مین پھیلا دین اپنے حملے دریاے عبرو کے کنارے تک پہونچا دیے۔

جب بادشاہ محمد کو اس بغاوت کی خبر پہونچی اس نے اپنے والیون کو لکھا اور حکم دیا کہ ایک بڑی بھاری زبردست فوج جمع کرین تاکہ ایک ہی حملے مین ان باغیون کا خاتمہ کر دیا جاے۔ علاقہ اندلوسیہ کی فوجین لے کے بادشاہ خود قرطبہ سے طلیطلہ مین آیا۔ وہان پہونچتے ہی سارے صوبے کی فوجین آ کے اُس سے مل گئین اس کے بعد بادشاہ کے پوتے زید ابن قاسم نے مرقیہ اور بلنسیہ کے لشکرون کے ساتھ مقام بغاوت کی طرف کوچ کیا۔ سرحد جلیقیہ کی حفاظت بادشاہ نے شہزادہ المنذر کے سپرد کی۔ چنانچہ بادشاہ کا حکم پہونچا کہ مریدہ اور توسیطانیہ کی فوجون کے ساتھ تم اس سرحد پر ٹھہر کے دشمن کی مدافعت کرو۔

اکاونوان باب

حفصون ابن آریوس کی نمک حرامی

جب عمر ابن حفصون نے دیکھا کہ اتنا بڑا عظیم الشان طوفان اُس کے سرپر جمع ہو گیا ہی تو نہایت عاجزانہ طریقے سے بادشاہ کی خدمت مین عرضداشتین بھیجین جن مین دروغ بیانی اور مکاری کی اطاعت کے ساتھ زمین و آسمان کی قسمین کھا کر عرض کیا کہ "میری پہلی حرکتین اس چالاکی سے اور اس غرض کے لیے اختیار کی گئی تھین کہ اسلام کے دشمنون کو تباہ و برباد کر دون"۔ اس کے بعد اس نے لکھا "جیسے ہی مناسب موقع ہاتھ آئے گا مین اپنے اسلحہ کو فوراً فرانس کے عیسائیون کی طرف پھیر دونگا" آخر مین لکھا "امید ہی کہ حضور کو اب میری وفاداری و نیک نیتی مین کوئی شک وشبہ نہ رہا ہوگا۔ مین نے اپنے ہم مذہب لوگون کے ساتھ بظاہر جو دشمنی کی ہی اس کو حضور زیادہ اہمیت نہ دین بلکہ مشرقی سرحد یا بلنسیہ کی فوجون سے میری مدد کرین۔ اور اگر اسکی مرضی نہ ہو تو حضور کم سے کم مجھے ایک عارضی زمانے تک صلح مرحمت فرمائین اور اجازت دین کہ اس مدت تک مین ہوسقہ اور بربشتر کے القضیون (علاقون) پر قابض رہون تاکہ اس سے قوت حاصل کر کے مین اس قابل ہو سکون کہ دشمنان دین پر حملہ کرون جس کی مین تیاریان کر رہا ہون"۔ اسی کے ساتھ ان چکنی چپڑی باتون نے جو ابن حفصون کے زبان آور سفیر نے بہت ہی خوش آیند اور اطمینان دلانے والے لفظون مین بادشاہ محمد کے سامنے زبان سے ادا کین اسے پورا پورا یقین آگیا کہ ابن حفصون سچ کہتا ہی۔

قادر مطلق! جب تجھے منظور ہوتا ہی کہ کوئی سلطنت مٹ جائے یا کوئی قوم تباہ و برباد ہو تو اکثر تیری یہ مرضی ہوتی ہی کہ ہماری لاعلمی کو اُس تباہی کا ذریعہ بنائے! اور

ہم خود ہی وہ ہتھیار اپنے دشمنون کے ہاتھون مین دے دیتے ہین جس سے ہمین وہ تباہ کرتے ہین۔ یا ہم آنکھین بند کرکے ایسے پہاڑ کی طرف دوڑتے ہین جس کے نیچے گرکے ہم پاش پاش ہوجائین۔ اس وقت بھی تیری ایسی ہی مرضی ہوئی۔ چنانچہ تو نے بادشاہ محمد کی آنکھون پر پردہ ڈالدیا۔ اور ابن حفصون کے جھوٹے وعدون اور مکروفریب کی باتون کا اُسے یقین آگیا۔

ان مکاری کی تجویزون کا بادشاہ محمد نے نہایت اطمینان بخش الفاظ مین جواب دیا اور لکھا کہ زید ابن قاسم کی فوجون کو تم اپنے ساتھ لے لو۔ اور وعدہ کیا کہ اگر تم جنوبی فرانس پر قابض ہوگئے اور اُن قلعون کو فتح کرلیا جو فی الحال مسیحیون کے قبضے مین ہین تو ہوسقہ یا سرقطہ کی حکومت تم کو عطا کی جائے گی۔ اِس کے بعد اُس نے خاص اپنی فوج کو حکم دیا کہ مریدہ مین جاکر اُس فوج مین شامل ہوجائے جو شہزادہ المنذر کے زیر علم سرحد جلیقیہ پر پڑی ہوئی ہے۔ اور اپنے پوتے نوجوان والی زید ابن قاسم کو لکھا کہ فرانس کے پہاڑون کی جانب بڑھ کے عمر ابن حفصون کے ساتھ حملہ کرو۔

اُس نمک حرام باغی نے مریدہ کے القاید عبد الملک سے مشورہ کرکے نوجوان شاہزادے زید اور اس کے ساتھ جتنے تھے اُن سب کے قتل کر ڈالنے کا پورا انتظام کر رکھا تھا۔ شہزادۂ مذکور میدان القانت کے قریب پہونچ کے ابن حفصون کے گروہ مین مل گیا۔ اور اُس کے سپاہیون نے دوستون کی طرح نہایت ہی اطمینان کے ساتھ ابن حفصون کے قریب ہی پڑاو ڈالا۔ زید ابن قاسم کا بڑی قدر و منزلت کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ لیکن اسی رات کو جبکہ مرقیہ اور بلنسیہ کے لوگ بغیر کسی اندیشے کے اطمینان سے سو رہے تھے ابن حفصون کے لوگ اُن پر اچانک جا پڑے اور قبل اس کے کہ وہ مقابلے کے لیے تیار ہون اُن کی غالب جماعت قتل ہوچکی تھی۔ ان آدھی رات کے قاتلون کی تلوارون سے بہت کم لوگ اپنی

جانین بچا سکے۔ اور انھین شہیدون مین نوجوان شاہزادہ زید بھی تھا جو باغی حملہ آورون سے بہادری کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔ حالانکہ اس کی عمر ابھی پورے اٹھارہ سال کی بھی نہ تھی۔

اُس کی فوج کے بقیۃ السیف لوگ جو اس خوفناک قتل سے بچ گئے اپنی جانین لے کے بہ یک بینی و دو گوش بھاگے اور بڑی مشکلون سے اپنے شہرون مین پہونچے انھون نے اس تباہی و بربادی کا حال بادشاہ محمد سے کہا۔ یہ سنتے ہی اُس کے غصے کی کوئی انتہا نہ تھی۔ قسم کھا گیا کہ ان دغابازون سے نہایت ہی سخت انتقام لون گا۔ اور ساتھ ہی اُن تمام سپہ سالارون اور والیون نے بھی جو حاضر تھے یہی قسم کھائی۔ یہ دغابازی کا قتل عام جو القانت کے میدان مین ہوا سنہ ۲۵۲ھ مین پیش آیا۔

بادشاہ نے فوراً شہزادہ منذر کو خطوط لکھے۔ ابن حفصون ابن آریوس کی دغابازی کے واقعے سے اُسے مطلع کیا۔ اور حکم دیا کہ ان دغاباز باغیون ابن حفصون اور عبدالملک سے پورا پورا انتقام لینے کے لیے جس قدر تیاری کی ضرورت ہو فوراً کی جائے۔ قرطبہ اور اشبیلیہ کے بہت سے رسالے بھی روانہ ہوگئے۔ تاکہ بطور متطوعین (والنٹرون) کے اس لڑائی مین شریک ہون جو انتقام کے لیے ہونے والی ہو۔

یہ سنہ ۲۵۲ھ افریقہ اور اسپین دونون ملکون کیلیے نہایت سخت خشک سالی کا برس تھا۔ اکیلا یہی برس نہین بلکہ دس سال تک ان ممالک مین بہت کم پانی برسا۔ اسی زمانے مین مشہور و معروف والی عبدالرؤف ابن عبدالسلام نے انتقال کیا۔ وہ سات برس سے زیادہ مریدہ اور طلیطلہ کا حاکم رہ چکا تھا۔ اور سلطنت کی کونسل مین وزیر کے عہدے پر ممتاز تھا۔ اور بادشاہ کو اُس پر پورا پورا بھروسہ تھا۔ اس کے انتقال سے سب لوگون کو بڑا صدمہ ہوا اور قرطبہ کے لوگون نے قبر تک اُس کے جنازے کی

عہ سنہ ۸۶۶ء (کانڈی)

مشایعت کی۔ جنازے کی نماز بشر ابن عبدالرحمن نے پڑھائی جو بادشاہ محمد کا بھائی تھا۔ کیونکہ مرحوم کا بیٹا سرحد پر شہزادہ المنذر کے ساتھ تھا۔

باونوان باب

قلعۂ رہط الیہود پر شہزادہ المنذر کا قبضہ

بادشاہ محمد ابن عبدالرحمن کا بیٹا مملکت جلیقیہ مین کوہستان البطاط اور البشکنس کے اندر بغیر کسی روک کے بڑھتا چلا جاتا تھا کہ اُسے باپ کا خط ملا جس کا اوپر ذکر آ چکا ہے۔ پڑھتے ہی اُس نے حکم دیا کہ وہ خط ساری فوج کے سامنے پڑھ کے سنایا جائے سنتے ہی ہر شخص کے دل مین جوش انتقام کی کوئی انتہا نہ تھی۔ پھر شہزادہ المنذر نے ان تمام مہمون کو چھوڑ کے اپنی کل فوج کو تین حصون پر تقسیم کیا۔ اور تینون حصے مختلف راستون سے اُن دغاباز باغیون کی تلاش مین روانہ ہوئے۔ لیکن اُن مکار قاتلون کو بہادرون کے سامنے آ کے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور اُن شہرون مین چھپ رہے جو اُن کے قبضے مین تھے۔ شاہی فوجین آگے بڑھین اور ایک عظیم الشان طوفان کی طرح جو چیز راستہ مین پڑی اس کو برباد کرتی ہوئی اُس کوہسار مین پہونچین جس مین قلعۂ رہط الیہود واقع تھا جو دغاباز عمر ابن حفصون کا مرکز تھا۔ عبدالملک نے جو ابن حفصون سے مکاری مین کم اور دلیری مین بڑھا ہوا تھا باہر نکل کے شہزادہ پر حملہ کیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ باعتبار اصول جنگ وہ بہت اچھے موقع پر تھا اُسے شکست ہوئی۔ اُس کے بہت سے سپاہی قتل ہوئے۔ اور اندیسہ کے بہادرون نے اپنی تلوارون کو خوب سیراب کیا جو دغابازون کے خون کی پیاسی ہو رہی تھین۔ اس قتل و خونریزی سے جو لوگ اپنی جانین بچا سکے پہاڑون کی غیر آباد وادیون مین بھاگ کے چھپ رہے۔ اور میدان جنگ کو

اپنے مقتولون کی لاشون سے پٹا ہوا چھوڑ گئے ۔ رات ہو جانے سے پہلے اس خوفناک قتل کا خاتمہ نہ ہوا جو حقیقت مین نہایت ہی خطرناک تھا ۔ باغی سردار عبدالملک اپنی جان لیکر بھاگ گیا لیکن وہ بھی نہایت سخت زخمی تھا ۔ اس کے ہمراہیون مین سے ایک بڑا بہادر شخص اس کے ساتھ تھا ۔ آخر بعد خرابی بصرہ اُس نے قلعہ رہط الیہود مین جا کے پناہ لی ۔

دوسرے دن شہزادہ المنذر نے قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا ۔ اور اگرچہ یہ قلعہ اپنے موقع کے لحاظ سے بالکل ناقابل فتح معلوم ہوتا تھا لیکن اندلس کے بہادرون کا جوش انتقام اور اُن کی پامردی کام آئی ۔ وہ حملہ کر کے اس قلعہ کی اونچی دیوارون پر چڑھ گئے اور ان بہادرون مین جو قلعے کی دیوارون کی حفاظت کر رہے تھے اُن کا سردار عبدالملک بھی تھا جو بہادری کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا ۔ عبدالملک کا عین اس وقت دم نکلا جبکہ وہ دشمن کے ہاتھ مین اسیر ہو چکا تھا ۔ اس لیے کہ فاتحون نے قابو پاتے ہی اس کا سر اڑا دیا ۔ اور بہت سے باغی سردار اُس وقت قلعہ کی بلندیون پر سے گر گر کے مرے جب وہ اُن انتقام گیر تلوارون سے بچ کے بھاگنا چاہتے تھے جو زید ابن قاسم اور اس کے ہمراہیون کے خون کا بدلہ لے رہی تھین شہزادہ المنذر نے مژدۂ فتح کے ساتھ عبدالملک کا سر قرطبہ مین بھیجا اس فتح مین فاتحون اور مفتوحون دونون کی بے شمار جانین نذر اجل ہوئین اس لیے کہ قلعہ کی دیوارین نہایت اونچی چٹانون پر واقع ہوئی تھین ۔

عبدالملک کے مارے جانے اور قلعہ رہط الیہود کے ہاتھ سے نکل جانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ باقی ماندہ باغی فرانس کے پہاڑون مین جا کر پناہ گزین ہوئے ۔ اور بہت سے شہرون نے اس خوف سے کہ مبادا ہم سے بھی ویسا ہی انتقام لیا جائے شہزادہ المنذر کے آگے سر اطاعت جھکا دیا ۔ انھین شہرون مین لریدہ ۔ آفراغہ ۔ عین سہ

بلطانیا۔ اور بہت سے دوسرے مضبوط مقامات تھے۔ باغی ابن حفصون کو انتقام لینے والے شہزادے کے پہونچنے کا انتظار کرنے کی جرأت نہ ہوئی بلکہ سارا ملک چھوڑ کے وہ عربہ کے پہاڑون مین چھپ رہا۔ اس نے اپنے دوستون اور طرفدارون کو مشورہ دیا کہ فاتحون کی اطاعت قبول کرلو۔ کیونکہ موجودہ تباہی سے بچنے کی فقط یہی ایک تدبیر ہوسکتی ہی۔ لیکن اس نے وعدہ کیا کہ تھوڑے ہی زمانہ کے بعد مین واپس آؤنگا اور تمھین پھر اپنی پناہ مین لے لون گا۔ اپنا خزانہ اس نے اپنے نہایت وفادار ہمراہیون مین تقسیم کر دیا۔ اور اپنی جان کی مزید حفاظت کے لیے ان سب کا بھی ساتھ چھوڑ کے تن تنہا بھاگ کھڑا ہوا۔ اور پہاڑون کی ناقابل گذر گھاٹیون اور بلندیون مین غائب ہوگیا۔

اب چونکہ ملک پر پوری طرح قبضہ ہوگیا تھا اور مشرقی اسپین کے وحشی باشندون مین بھی امن قائم ہوگیا تھا اس لیے شہزادہ المنذر قرطبہ مین واپس آیا جہان خوشی کے نعرون کے ساتھ اُس کا استقبال کیا گیا۔ سارا شہر اس کے استقبال کے لیے باہر نکل پڑا۔ اور بادشاہ محمد بھی فرزند کے دیدار کے شوق مین اپنے خاص سپہ سالارون اور سردارون کو لے کر قرطبہ سے بہت دور تک چلا آیا۔ جس دن شہزادہ شہر مین داخل ہوا ہی بے انتہا خوشیان منائی گئین۔ بادشاہ نے اُن نوجوانون کو کپڑے۔ ہتھیار اور گھوڑے عطا کیے جو اس مہم مین پہلی بار میدان جنگ مین شجاعت دکھا کے واپس آئے تھے۔ اور منصور ابن محمد ابن ابی بہلول کو ایک بڑی معزز خدمت پر مامور کیا۔ اس لیے کہ اُسے والی الارڈی یعنی تحقیقات کرنے والون کا افسر مقرر کیا۔

ع۵ اس لفظ کی صورت عربی کی سی معلوم ہوتی ہے مگر ہم کو پتہ نہ لگ سکا کہ یہ عربی کا کون سا لفظ ہی۔ (مترجم اردو)

ترپنوان باب

جلیقیہ اور پہاڑون کے اُس طرف کی مہمین

سنہ ۲۵۴ھ مین ایک ایسا چاند گہن پڑا کہ سارا چاند گہن مین آگیا اور شام سے شروع ہو کے صبح کو ختم ہوا۔ اور دنیا مین بالکل تاریکی چھائی رہی۔ اسی سال بادشاہ محمد نے جلیقیہ کے ساحل پر حملہ کرنے کے لیے اپنے بیڑے کو روانہ کیا۔ اور اس مہم کا سردار امیر البحر ولید ابن عبد الحمید ابن غانم کو مقرر کیا۔ یہ بیڑا باد موافق کی مدد سے شمالی اسپین کے ساحل پر پہونچا۔ دریاے مینو کے دہانے کے قریب فوجین ساحل پر اترنے ہی کو تھین کہ ایک نہایت سخت طوفان شروع ہو گیا۔ پہاڑون کے ایسے موجے اٹھنے لگے۔ اور طوفان کی شدت سے بہت سے جہاز ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ اور ٹوٹ ٹوٹ کے پاش پاش ہو گئے۔ بعض جہاز اُسی علاقے کے چھوٹے چھوٹے جزیرون کے سنگستانی ساحلون سے جا کے ٹکرا گئے۔ جو لوگ اِن جہازون پر سوار تھے اُن مین سے بہتون کی جانین ضائع ہوئین۔ لیکن جو چند لوگ بچ رہے تھے اُن مین امیر البحر عبد الحمید ابن غانم بھی تھا۔

مسلمانون کے اس بیڑے کی تباہی سے جلیقیہ کے عیسائیون کی ہمت بہت بڑھ گئی۔ اور توسیطانیہ کے سارے علاقے مین اُنھون نے اپنی چھوٹی چھوٹی فوجین پھیلائین سلامانکا پر قبضہ کر لیا۔ اور چند اور غیر مشہور مقامون پر قبضہ کرتے ہوے آگے بڑھے یہان تک کہ شہر قوریہ تک پہونچ گئے۔ اِن افسوسناک واقعات کی اطلاع قرطبہ مین پہونچی تو سب لوگون کے دل غمگین ہو گئے۔ متقی و پرہیزگار لوگون نے اِن مصیبتون کو ایک عذاب الٰہی تصور کیا۔ اس لیے کہ چند روز سے مسلمانون کا اسلامی جوش و خروش کم ہو چلا تھا۔ اور اُن کے نزدیک اِسی کے پاداش مین اُنھین یہ

بڑھ گئی۔ وہ خیال کرتے تھے کہ جس خوبی سے ہمارے آبا و اجداد اپنے مذہبی فرایض کو ادا کرتے تھے اس زمانے کے لوگ نہین ادا کرتے۔ اور خدا کے بندے بہ نسبت اشاعت اسلام کے ذرا ذرا سی نمائشی باتون اور ادنی ادنی خوشیون مین زیادہ مصروف ہین۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے کہ ہمین خدا کی اطاعت مین آسانی نہ ڈھونڈنی چاہیے اور محنت سے جان چرانے کی کوشش نہ کرنی چاہیے۔

ایک ایسی مہم جو دشمنان اسلام کے مقابلے پر بھیجی گئی ہو اُس کا یہ آسانی کا راستہ اختیار کرنا کہ جہازون پر سوار ہو کے لوگ سمندر کی راہ سے چلے گئے خدا کو پسند نہ آیا۔ اسی وجہ سے اُس نے اِس مہم مین اُنھین برکت عطا کرنا اور کامیابی بخشنا ناپسند کیا۔

اب بادشاہ محمد نے اپنے سرحد فرانس کے والیون اسحاق ابن ابراہیم العقیلی اور زائدہ ابن رُستم کو حکم دیا کہ آگے بڑھین اور پہاڑی عیسائیون کو روکین جنھون نے بڑھ کے مدینہ بنبلونہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس حکم کے مطابق اُن سپہ سالارون نے اپنی فوجین جمع کین۔ اُس سرزمین پر حملہ کیا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اسی قدر نہین بعض برجون پر قابض بھی ہو گئے اور پورے شہر پر قبضہ کرنے ہی کو تھے کہ فرانس سے ایک بہت بڑی فوج عیسائیون کی کمک پر آ گئی۔ لہذا اُن کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور مسلمانون کو واپس آنا پڑا۔ اسی قدر نہین مسلمان مجبور ہوئے کہ اپنا ساز و سامان چھوڑ کے جس قدر جلد ہو سکے دریاے عبرو کے کنارے تک پہونچ جاین

لیکن جلیقیہ کی سرحد پر مسلمان والی ابتداءً زیادہ کامیاب رہے۔ سرحد پر انھون نے کئی حملے کیے۔ بہت سے قیدی پکڑ لیے۔ اور بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اپنی اس کامیابی پر بھولے ہوئے اور دشمن کی قوت کو حقارت و ذلت کی نظر سے دیکھتے ہوئے مال غنیمت کو سنبھالتے واپس آ رہے تھے۔ حتی کہ ایک پڑاؤ مین سردارون نے اپنے سپاہیون کو بے فکری کے ساتھ آرام کرنے کی بھی

اجازت دے دی۔ اور اس کا خیال نہ رہا کہ کبھی کبھی ایک معمولی مچھر بھی بہادر شیر ببر کی آنکھ پھوڑ دیتا ہی۔ یہ غفلتین تھین کہ ناگہان ایک تنگ گھاٹی مین جہان اُن کے سوار کسی طرف حرکت بھی نہ کرسکتے تھے دشمن ان پر آپڑے۔ اس موقع پر مسلمانون کی قوت اس وجہ سے بھی کم تھی کہ مال غنیمت اور قیدیون کے خیال سے انھون نے اپنی فوج کا زیادہ حصہ آگے روانہ کردیا تھا۔ اور یہ فوج کا پچھلا حصہ تھا جس پر یہ آفت آئی۔ اس حملے کے وقت مسلمانون کی گھبراہٹ کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اُن مین سخت خونریزی ہوئی۔ اور بہت سے لوگ دشمن کے ہاتھ مین اسیر ہوگئے۔ ان بار بار کی تباہیون نے مسلمانان اندلس کے دلون سے ہر قسم کی مسرت زایل کردی۔ اور وہ لوگ جو سرحدون کی حفاظت کررہے تھے اُن سب کے دلون مین ایک خوف و اضطراب پیدا ہوگیا۔

اسی سال علامۂ فقیہ یحییٰ لیثی نے جو امام مالک ابن انس کے شاگرد تھے قرطبہ مین انتقال کیا۔ اُنھون نے دو بار مشرق کا سفر کیا تھا۔ اور یہی وہ بزرگ تھے جن کی نسبت "عقلمند اندلسی" اور "اسپین کا چشمۂ علم" کے القاب اکثر استعمال ہوئے ہین۔ یہ نوجوانی ہی مین امام مالک کے علم وفضل کی بدولت اس قدر مشہور ہوگئے تھے کہ آخر عمر مین اُن کا مکان طلبہ اور عام فیض پانے والون سے اس قدر بھرا رہتا کہ وہ مکان نہین ایک بہت بڑی درس گاہ معلوم ہوتا۔

۲۵۶ھ کے آغاز مین بادشاہ نے حکم دیا کہ اندلس کی فوجین جمع ہون اور مریدہ اور اس کے نواح کی فوجون کے ساتھ بادشاہ نے اپنے بیٹے شہزادہ المنذر کو البآب اور البشکنس کے پہاڑون کی جانب روانہ کیا۔ تاکہ والی سرقسطہ موسیٰ کو مناسب سزا دی جائے جس نے عبد الواہب ابن عبد الرؤف کے سامنے اطاعت کرنے سے انکار کیا تھا جسے بادشاہ نے وہان کا حاکم بنا کے بھیجا تھا۔ شہزادہ

سرقسطہ تک ہوپنچ گیا۔ لیکن والی موسیٰ نے شہر کا پھاٹک بند کر لیا۔ اور المنذر پچیس دن تک شہر کے سامنے پڑا رہا۔ پھر یہ دیکھکر کہ محاصرے مین بے کار وقت ضایع ہوتا ہی سرحد فرانس کی جانب آگے روانہ ہوگیا۔ اور والی آلباب پر حملے شروع کر دیے اور اطراف وجوانب کو اُس نے برباد کر دیا۔ یہان اُسے بہت سا مال غنیمت اور کچھ قیدی ملے۔ جن کو لے کے واپس آیا تاکہ سرقسطہ کا نہایت سختی کے ساتھ محاصرہ کرے۔

اسی سال ۲۰ صفر روز ہفتہ کی شب کو آسمان پر ایک بہت بڑا سرخ رنگ کا دھبہ نظر آیا جو آگ کی طرح روشن تھا اور شام سے صبح تک برابر چمکتا رہا۔ ناواقف اور جاہل لوگون مین اس سے نہایت خوف پیدا ہوا اس لیے کہ اُنھون نے ایسی کوئی چیز اس سے پہلے نہین دیکھی تھی۔ انہین دنون قرطبہ مین ابراہیم ابن مسلمہ نے انتقال کیا جو ابو اسحاق کے لقب سے مشہور تھا۔ وہ کئی سال تک والی سوق یعنی بازارون کا مہتمم رہ چکا تھا۔ سوداگر اور تاجر اُس کی بڑی عزت کرتے اور اُس سے ڈرتے تھے۔ کیونکہ وہ بڑا عقلمند اور راست باز شخص تھا۔ اور کبھی کسی سے ہدیۃً بھی کوئی چیز اس نے نہین لی تھی۔

چونوان باب

شہزادہ المنذر کا شہر سرقسطہ مین اور بادشاہ کا طلیطلہ مین داخلہ

سنہ ۲۵۸ھ مین بھی شہزادہ المنذر نے شرقی اسپین کی سرحد پر لڑائی جاری رکھی اور نہایت سختی سے سرقسطہ کا محاصرہ کیے ہوے تھا کہ ایک قاصد آیا اور یہ خبر لایا کہ والی موسیٰ آج صبح کو اپنے بچھونے پر مرا ہوا پایا گیا۔ لیکن یہ ناگہانی موت اِس شبہہ سے خالی نہ تھی کہ کسی شخص نے اُسے گلا گھونٹ کے مارا ہے۔ فوراً شہر نے

ہتھیار ڈال دیے۔ اور شہزادہ المنذر نے سوار بھیج کے بادشاہ کو اس واقعے کی اطلاع کی۔ اور اُسے یہ واقعہ سُن کے بڑی خوشی ہوئی۔

اسی سال طلیطلہ کے لوگون نے بھی باغیون کے بھڑکانے سے موسیٰ کے بیٹے کو اپنا والی مشہور کیا۔ اگرچہ بادشاہ چند سال پہلے ہی اس شہر کی حکومت سے اُسے معزول کر چکا تھا۔ اس خودرو والی کا نام ابو عبد اللہ محمد ابن موسیٰ تھا۔ یہ بڑا مشہور سپہ سالار تھا۔ اور میدان جنگ کا تجربہ رکھتا تھا۔ لیکن خرابی یہ تھی کہ بادشاہ کے حکم پر قانع اور اُس سے خوش نہ تھا۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہی۔ وہ بہت دنون تک باغی رہ چکا تھا۔ اور دشمنان اسلام کے ساتھ اس کے خفیہ تعلقات قائم تھے۔ چنانچہ اب اُس کے عیسائی دوستون نے اُسے مدد دی تاکہ بغاوت مین کامیاب ہونے کی کوشش کرے۔ ان واقعات کی اطلاع پاتے ہی کہ شہر طلیطلہ نے بغاوت کر دی اور اپنا والی خود ہی مقرر کر لیا ہی بادشاہ نے اندلوسیہ کی فوجین جمع کین اور اپنے گارڈ کے سوارون کو لیکر طلیطلہ کی جانب چل کھڑا ہوا اُس شہر کے لوگ جو مقابلے کے لیے تیار تھے اُنھون نے اپنے والی کی حمایت کا ارادہ کیا لیکن اس ہوشیار سپہ سالار نے فقط شہر کی دیوارون کو اپنی حفاظت کے لیے کافی نہ سمجھا کیونکہ عوام کی غیر مستقل مزاجی سے وہ بخوبی واقف تھا۔ اور اُس کا یہ خیال بے وجہ بھی نہ تھا۔ ماسوا اس کے وہ یہ بھی جانتا تھا کہ بادشاہ کے جھنڈے کے نیچے ایک بڑی بھاری زبردست فوج ہی۔ بہرحال اُسے صاف نظر آگیا کہ لڑنا بے سود ہی لہذا اس بہانے سے کہ دشمن کی قوت کا اندازہ کرے وہ شہر کے باہر نکلا۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد اپنے چند افسرون کو طلیطلہ کے مخصوص لوگون کے پاس بھیجا اور انھین مشورہ دیا کہ فوراً بادشاہ کی اطاعت قبول کر لو اور اس سے رحم کی التجا کرو۔ اس لیے کہ تمھارے پاس

ایسا اور اتنا لشکر نہین ہی کہ بادشاہ سے مقابلہ کرسکو اور نہ تمھارے شہر والون کی طبعتین ایسی واقع ہوئی ہین کہ ایک طولانی محاصرے کو وہ برداشت کرسکین۔

عوام الناس خصوصًا ان لوگون نے جو شرکون پر مارے مارے پھرا کرتے ہین یہ تجویز سنتے ہی اُن قاصدون کو جو والی کی یہ تجویز بتانے کو آئے تھے کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا ہوتا لیکن خاص خاص باشندگان شہر کے درمیان مین پڑنے اور اُن کے کہنے سُننے سے اُن کا جوش کم ہوا اور ابو عبداللہ کے قاصد اس تباہی سے بچ گئے جس کا اُن کے لیے اندیشہ پیدا ہوگیا تھا۔ اب یہ قرار پایا کہ ایک قاصد بادشاہ محمد کے پاس بھیجا جائے اور اس سے معافی کی درخواست کی جائے۔ بادشاہ نے اُن کی یہ درخواست قبول کی۔ لیکن ان سپہ سالارون نے جو اس مہم مین بادشاہ کے ہمراہ رکاب تھے یہ مشورہ دیا کہ شہر کی فصیل اور بُرج منہدم کردیے جائین۔ اور آئندہ کے لیے وہ استحکامات ہی مٹا دیے جائین جو یہان کے بے قرار لوگون کے دلون مین ہمیشہ بغاوت کا جوش پیدا کردیا کرتے ہین۔ لیکن خدا کو منظور نہ تھا کہ اُنکا یہ مشورہ سنا جائے۔ شاہزادہ مسلمہ ابوسعید جو سدونیہ کا والی تھا بار بار بادشاہ سے اصرار کرتا تھا کہ شہر کی دیوارین منہدم کرادی جائین لیکن اس کے دوسرے فرزند ہشام ابوالولید الاصبغ۔ ابوالقاسم اور عبدالرحمن ابوالمعترف اس کے خلاف رائے رکھتے تھے۔ اور اُنھین کے مشورے پر عمل کیا گیا۔ بادشاہ محمد چند روز طلیطلہ مین رہا اور اس بات کے ضروری انتظامات کرکے کہ شہر مین امن و امان قائم رہے قرطبہ مین واپس آیا جہان بڑے اظہار جوش و خروش کے ساتھ اُس کا خیر مقدم ادا کیا گیا۔

س۲۵۸ھ مین عبدالجبار ابن موسیٰ ابن عبیداللہ الساملی نے مرقیہ مین انتقال کیا۔ ساملہ انکا وطن تھا۔ وہ حافظ قرآن تھے۔ اور غیر معمولی فضل و کمال کے بزرگ تھے

بادشاہ محمد نہایت ہی نرم دل تھا اور اپنے ملازمون اور ندیمون سے بڑی مہربانی کے ساتھ پیش آتا۔ بلکہ نہایت بے تکلفی سے باتین کرتا۔ جن لوگون پر وہ زیادہ مہربان تھا اُن مین اُس کا کاتب یعنی معتمد عبداللہ ابن قاسم تھا۔ بادشاہ محمد اُس کی بے انتہا قدر کرتا تھا اور وجہ یہ تھی کہ وہ بڑا لائق اور کام کا آدمی تھا۔ ایک دن شہر مین برق و باران کا نہایت سخت طوفان برپا تھا کہ وہ بادشاہ کے رہنے کے کمرے مین گیا۔ نہایت گھنا ابر گھرا ہوا تھا اور محل کے کمرون مین اندھیرا تھا۔ جس مین اُس نے دیکھا کہ بادشاہ محمد چند خوبصورت بچون کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ ایک کو جو نہایت ہی خوبصورت تھا اپنے گھٹنے پر بٹھائے ہے۔ اور اُس کی بھولی بھولی باتون سے خوش ہو رہا ہے۔ بادشاہ نے اس کی صورت دیکھتے ہی کہا ”آج اس ابر باران مین تم یہان کیون آئے؟ جان سکتے ہو کہ اس اندھیرے مین ہم کوئی کام کاج نہین کر سکتے۔ عبداللہ نے عرض کیا ”خداوند نعمت! لوگون مین مثل مشہور ہے کہ جب بجلی چمک رہی ہو اُس وقت بیٹھ کے بچون سے باتین کرنا چاہیے پھر ایک نظم سنائی جس کا مضمون یہ تھا:-

”جب بجلی چمک رہی ہو۔ اس وقت بچون کی باتون مین دل بہلانا بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ جام مین شراب اُنڈیلنے کی خوشگوار آواز بھی کیسی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور ندیمان صحبت کا خوش ہونا بھی کیسا پُرلطف ہے؟

پُریزاد ساقی کا جام بھر بھر کے دینا بھی اُس وقت خوب مزہ دیتا ہے۔ دیکھو باغ کے اونچے درختون پر گھٹا چھائی ہے۔ اور ہوا کے جھونکون سے ان کی شاخین کس لطافت و نزاکت سے جھوم جھوم کے مینھ کے چمکتے ہوئے قطرے موتیون کی طرح گراتی ہین۔ اور دیکھو۔ چارون طرف جو چیز ہے مسکرا رہی ہے۔ اور غروب ہونے والے آفتاب کی شعاعون مین بھی کیسی چمک دمک ہے؟“

اس مناسب وقت نظم کو سُن کے بادشاہ بہت خوش ہوا جسے عبداللہ نے عجب لطف وخوشی کے انداز مین پڑھا تھا۔ اور فوراً حکم دیا کہ مٹھائیان۔ کھانا۔ جام وصراحی۔ اور عرق صہبا لائے جائین۔ ساتھ ہی ارباب نشاط کو حاضری کا حکم ہوا۔ اس صحبت طرب مین بادشاہ محمد نے اُس خوبرو اور کمسن غلام سے جو ساقی گری کر رہا تھا چپکے سے کہا جام جام بھر بھر کے عبداللہ کے سر پر لُنڈھا دیا کرو۔ پری جمال لڑکے نے اپنے آقا کی مرضی کے مطابق اس کے حکم کی تعمیل شروع کی۔ اور جام بھر بھر کے عبداللہ پر انڈیلنے لگا۔ لیکن عبداللہ کچھ ایسے انداز سے اپنا سر ہٹا لیتا۔ کہ کوئی جام بھی اس کے سر پر نہ پڑ سکا۔ اور اِس کے بعد اُس نے اس لڑکے کی طرف مخاطب ہو کے کہا۔

خُوبرو لڑکے اس قدر ظالم نہ بن جا۔ اس لیے کہ ظلم تیرے اس بے مثال حسن وجمال کو زیب نہین دیتا۔

"یہ خوبصورت آسمان بھی اُسی وقت بھلا معلوم ہوتا ہو جب صاف وشفاف ہو۔ مگر دیکھو اس کی یہ غصہ بھری شکل اپنی تاریکی سے ہمین کیسی ڈراتی اور دہشت دلاتی ہو"

یہ جواب سُن کے بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور اپنے معتمد کے یہ اشعار اس نے بہت پسند کیے پھر حکم دیا کہ ایک توڑا (دس ہزار درہم کی تھیلی) اُسے عطا کیا جائے۔ اور اگر اس توڑے کے عوض مین یہ اس خوبصورت کمسن غلام کو لینا پسند کرے جو اس وقت ساقی گری کر رہا ہو تو وہی اس کو عطا ہو۔ لیکن عبداللہ نے لڑکے کے خوبصورت چہرے پر اشرفیون کے توڑے کو ترجیح دی۔

ع۵ صہبا ایک پانی کے سے رقیق عرق کا نام ہو جو خمر کے عوض جسکی قرآن مین ممانعت ہو۔ استعمال کیا جاتا تھا (کاڈی) غالباً اس سے مراد نبیذ ہوگی جس کا دربار بنی عباس مین بہت رواج ہو گیا تھا۔ اور معلوم ہوتا ہو کہ اندلس کے عرب اُسے "صہبا" کے لفظ سے یاد کرتے ہون (مترجم اردو)

اسی زمانے مین ایک نہایت مہیب دہلا دینے والی خوفناک گرج کے ساتھ جامع مسجد مین بجلی گری اور خاص اُسی جانماز پر جسپر خود بادشاہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔

پچپنوان باب

جلیقیہ پر تازے حلے اور مختلف مصائب اور تباہیان

سنہ ۲۵۹ھ مین شہزادہ المنذر نے پھر جلیقیہ کے ملک پر حملہ کیا۔ اور عیسائیون سے مختلف حیثیتون سے لڑتا رہا۔ نہر سہاگون جو دریاے ڈورو مین گری ہو اسکے قریب پہونچ کے شہزادے نے عیسائیون کو لڑائی پر مجبور کر دیا۔ اس لڑائی مین قرطبہ اشبیلیہ طلیطلہ اور مریدہ کے بہت سے بہادر شہسوار کام آے۔ لیکن عیسائیون مین بھی ایسی سخت خونریزی ہوئی کہ گیارہ دن تک اپنے مقتولین کی لاشین دفن کرتے رہے اور نہ دفن کر سکے۔

اس کے بعد شہزادہ المنذر پوری سرحد سے گذر گیا۔ راستہ مین اُس نے بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے۔ گو کہ ہر جگہ نہایت سختی کے ساتھ اُس کا مقابلہ کیا گیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہو کہ جلیقیہ والے ساری دنیا کی مسیحی المذہب قومون سے زیادہ بہادر اور جنگ جو ہین۔ چنانچہ شاذونادر ہی کوئی ایسا دن گذرا ہو گا جبکہ حریف کی فوجون سے دو ایک جھپٹین نہ ہو گئی ہون۔ ساحل تک جا کے شہزادہ علاقۂ لوسی طانیہ مین واپس آیا۔

سنہ ۲۶۰ھ مین عرب شام۔ مصر۔ افریقہ اور اسپین مین ایسا سخت قحط پڑا کہ تمام چشمے اور نہرین بالکل خشک ہو گئین۔ نہ کھیتون مین غلہ رہا نہ باغون مین میوہ قحط عام تھا اور غریب لوگ بھوکون مر رہے تھے۔ اس آفت مین یہ دوسری بلا آئی ایک وبائی مرض

ع۵ ڈان راڈریگو اپنی تاریخ عرب مین لکھتا ہو کہ اس بجلی سے دو آدمی بھی ہلاک ہوے جو بادشاہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے۔ (کانڈی)

نمودار ہوا جس سے مغرب - افریقہ - اور اسپین مین بے شمار لوگ مرنے لگے۔ ملک عرب سے بھی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے - اور خاص مکہ کے اندر کوئی آدمی نہین باقی رہا چنانچہ مکہ کی گلیون مین سوا راہگیر مسافرون کے کوئی وہان کا رہنے والا نہین نظر آتا تھا - یہان تک کہ خانہ کعبہ ایک مدت تک بند پڑا رہا - ان مصائب کی وجہ سے فوج کشی رک گئی اور چھ سال تک سوا ان چند لڑائیون کے جو سرحد کی حفاظت کے لیے پیش آئین کوئی لڑائی نہین ہوئی -

سنہ ۲۶۳ھ مین شہزادہ المنذر نے پھر جلیقیہ کا رُخ کیا جہان اسے بے انتہا دولت اور بہت سے عیسائی قیدی ہاتھ آئے - لیکن یہ کامیابی بغیر سخت معرکہ آرائیون کے نہین حاصل ہوئی - اور مسلمانون کے بہت سے آدمی اس مہم مین ضائع ہوئے اسی سال یحییٰ ابن حجاج نے سفر آخرت کیا - جو مذکورہ بالا لڑائیون مین سے ایک مین شہید ہوئے - وہ بڑے نامی اور بہادر شہسوار تھے - اور ممالک مشرق کے سفرون کی وجہ سے اُنھین بڑی شہرت حاصل تھی -

باغی عمر ابن حفصون ابن آریوس جو اس اثنا مین فرانس کے عیسائیون مین پناہ گزین رہا تھا اب اُس نے اپنے آپ کو اُن کا باج گذار بن کے رہنا قبول کر لیا اور اس شرط پر انھین خراج دینے لگا کہ وہ اسلحہ سے اُسکی مدد کیا کرین - اس کے ساتھ اس نے انسے وعدہ کیا کہ جو قلعہ میرے تصرف مین آئین گے اُنھین آپ کے حوالے کر دونگا - پھر وہ دریاے صغرہ کے کنارے کنارے تمام مضبوط مقامون پر قابض ہو گیا اور مسلمانون کے شہرون کو اُس نے دشمنان اسلام کے ہاتھ بیچ ڈالا - اور عیسائی جنھین وہ خراج دیتا تھا اسے بادشاہ کہتے تھے -

شہزادہ المنذر نے سنہ ۲۶۵ھ کا پورا سال مریدہ اور طلیطلہ کی فوجون کے ساتھ جلیقیہ کی سرحد پر جنگ و پیکار مین بسر کیا - عیسائیون نے زمورہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اُسے

بڑی مضبوطی کے ساتھ بچا رہے تھے۔ المنذر نے جا کے اس شہر کا محاصرہ کر لیا اور شہر مذکور ہتھیار ڈالنے کے قریب تھا کہ خبر آئی خود شاہ جلیقیہ ایک بڑے بھاری لشکر کے ساتھ اس شہر کے بچانے کے لیے آ رہا ہو شہزادہ نے فوراً مسلمانون کی فوجون کو ترتیب جنگ سے آراستہ کیا اور آنے والے دشمن سے مقابلہ کرنے کی تیاریان کین۔ لیکن اس کی فوج مین بعض بزدل اور وہمی مزاج کے لوگ بھی تھے جنھون نے لڑنے سے انکار کیا۔ اور باوجودیکہ شہزادہ اور اسکے سپہ سالار بہادری کے ساتھ اُنھین آمادہ کرتے رہے مگر وہ کسی طرح اپنا فرض ادا کرنے پر آمادہ نہ ہوئے جیسی کہ اچھے مسلمانون سے امید تھی۔ بعض مورخ بیان کرتے ہین کہ اس زمانے مین ایک بہت سخت چاند گرہن پڑا لیکن دیگر مورخین کا بیان ہو کہ یہ واقعہ سال مابعد کا ہو۔ خیر جو کچھ ہو شہزادہ المنذر اس وقت زیادہ سے زیادہ یہ کر سکا کہ اپنی فوج کو دشمن کے مقابلے سے ترتیب کے ساتھ واپس لے آیا۔ اور اس کا موقع بھی سالاران فوج کی ایسی جانفشانی سے مل سکا جو حیطۂ بیان سے باہر ہو۔ اس واپسی مین بہت سے بہادر اور شریف سپہ سالار شہزادہ المنذر کے پہلو بہ پہلو لڑتے ہوے مارے گئے۔ جو عیسائی دشمنون سے برابر مقابلہ کرتے رہے تھے تاکہ پیچھے سے آکر وہ ان کا خاتمہ نہ کر دین۔

اسی سال یا اس سے ایک سال قبل (جو زیادہ قرین قیاس ہو) قاضی تدمیر ابن عامر نے انتقال کیا۔ اُن کے زہد و اتقا اور اُن کی دانائی کی وجہ سے لوگون مین ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ اُن کی دقیقہ رسی و معاملہ فہمی کی وجہ سے شہزادے بھی ان سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

۲۶۷ھ مین جمعرات کے دن بائیسوین شہر شوال کو ایسا سخت زلزلہ آیا کہ بہت سے محل اور بڑی بڑی شاندار عمارتین گر کے بالکل تباہ و ویران ہو گئین۔ جو بالکل منہدم ہو جانے سے بچ رہین وہ بھی چھت سے بنیاد تک شق ہو گئین

جن مین سے بعض کی یہ حالت تھی کہ لازمی تھا کہ اُنھین جڑ سے کھود کے از سر نو تعمیر کیا جاے۔ پہاڑ زمین مین دھنس گئے اور اُن کی جگہ مسطح میدان نکل آیا۔ چٹانین اپنی جگہ سے ہٹ گئین۔ اور اُن کے درمیان مین نہایت ہی خوفناک غار پیدا ہو گئے کئی جگہ زمین پھٹ گئی اور آباد شہر اور بڑے بڑے ٹیلے اس مین سما گئے۔ سمندر سواحل سے ہٹ کر بہت دور چلا گیا۔ جزیرے غائب ہو گئے اور چٹانین جو سمندر کے اندر پہلے نمودار تھین سطح آب کے اندر غائب ہو گئین اور ہمیشہ کے لیے انسان کی نظر سے پوشیدہ ہو گئین۔ لوگ شہر چھوڑ چھوڑ کے بھاگے اور میدانون مین جا کے دم لیا۔ طیور نے اپنے گھونسلے چھوڑ دیے۔ اور وحشی درندے بھٹون سے نکل نکل کے کھُلے میدانون مین پھرنے اور شور کرنے لگے۔ الغرض لوگون مین پریشانی اور گھبراہٹ کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور کسی نے ایسا عجیب و غریب واقعہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا۔ شمالی اور مغربی اسپین کے کئی نہایت خوبصورت شہر بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔

ان تمام چیزون نے لوگون پر کچھ ایسا اثر کیا۔ کہ ان باتون کو وہ کوئی معمولی چیز نہ سمجھتے تھے۔ شاہزادہ المنذر عام جاہلون کو طرح طرح سے یقین دلاتا تھا کہ زلزلے وغیرہ کی اصلی حقیقت کیا ہے گو کہ ایسے واقعات شاذ و نادر ہی نمایان ہوتے ہین۔ مگر اُن پر کچھ اثر نہ ہوتا۔ وہ سمجھاتا کہ ان باتون کو انسان کے کامون سے تعلق نہین۔ اور انسان کے بُرے یا بھلے کامون کا ان معاملون پر کوئی اثر نہین پڑتا۔ مگر کسی کی سمجھ مین نہ آتا کہ زمین جس طرح مسلمانون کے لیے ہلتی ہے اسی طرح عیسائیون کے لیے ہلتی ہے۔ اُس سے جیسا ضرر انسان کو پہونچتا ہے ویسا ہی جانورون کو بھی پہونچتا ہے۔ اس مین کسی کی خصوصیت نہین۔ لیکن عام لوگ اس قدر خائف و دہشت زدہ تھے کہ اُن کے سمجھانے کی جو کوشش کی جاتی بے کار ثابت ہوتی۔ آخر بادشاہ محمد سے اجازت حاصل کر کے شاہزادۂ المنذر نے عیسائیون کے

بادشاہ سے چند روزہ صلح کر لی اور عیسائی بادشاہ نے اپنے سفیر قرطبہ مین بھیجے۔ اسلامی فوج کے سوار اُن سفیرون کو اپنی حفاظت مین شہر قرطبہ تک لائے۔

چھپنوان باب

فرانسیسیون کے وہ حملے جو اُنھون نے عمر ابن حفصون کے ساتھ اسپین پر کیے اور جنگ آیبار

اب عمر ابن حفصون کو خوف پیدا ہوا کہ شہزادۂ المنذر نے صلح کر کے جو فرصت حاصل کر لی ہے اس سے فائدہ اٹھا کے وہ مجھ پر حملہ نہ کر دے۔ اس اندیشے سے اُس نے فرانسیسیون اور اُبرتات (پیرینز کی گھاٹیون) کے پہاڑی لوگون سے درخواست کی کہ جس قدر فوج سے ہو سکے میری مدد کرو۔ اس کے اشارے پر دشمنان خدا بے شمار تعداد مین جمع ہو گئے اور ناگہان پہاڑون سے نکل کے دریاے عبرو کے کنارے تک سارے ملک مین پھیل گئے۔ سرقسطہ اور ہوسکا کے والیون نے مقام طوطلہ مین دشمن سے مقابلہ کیا لیکن انھین شکست ہوئی۔ اور آخر انھون نے قرطبہ سے اور مریدہ اور طلیطلہ کے والیون سے کمک کی درخواست کی۔

ایسے سخت خطرے سے آگاہ ہوتے ہی خود بادشاہ محمد اپنے رسالون کو لے کے چل کھڑا ہوا اور شہزادہ المنذر کی فوج سے مل کر اپنے قاعدہ الخمیس کے مطابق فوج کو تقسیم کیا۔ ہر حصے مین سوارون اور پیدلون کی ایک منتخب جماعت تھی یون انتظامات ہو جانے کے بعد یہ لشکر عیسائیون کے مقابلے کو چلا۔ مقدمۃ الجیش کا سردار خود شہزادہ المنذر تھا۔ قلب کی فوج بادشاہ محمد کے زیر علم تھی۔ میمنہ کا افسر

عہ یہ سفارت یقیناً ڈل سی ڈیو کی سفارت ہوگی جس کا ہمارے قدیم افسانہ نویس تذکرہ کرتے ہین (کانڈی) عہ دیکھو نوٹ صفحہ (۲۰۲)

اُبن عبد الرؤف تھا۔ میسرہ کی فوج پر ابو سعید والی سدونیہ حاکم مقرر کیا گیا۔ یہ بھی بادشاہ محمد کا فرزند تھا۔

فرانس کے لوگ یہ دیکھکر کیسی زبردست فوج اُن کے مقابلے پر آرہی ہی جنگ کا حوصلہ نہ کرسکے اور جلدی جلدی کوچ کرکے اپنے قلعون مین جا چھپے۔ لیکن اس موقع پر وہ پہاڑ مسلمانون کے لیے گویا سطح میدان تھے۔ اُنھون نے دشمنون کا تعاقب کیا اور مستقل ارادہ کر لیا کہ جہان کہین ممکن ہوگا ان سے مقابلہ کرینگے۔ ایک صبح کو نماز کے وقت شہزادۂ المنذر نے دیکھا کہ فرانسیسیون کا پڑاؤ اس مقام سے بالکل قریب ہی ہی جہان اس نے اپنی فوج کو تھوڑی دیر ٹھہرنے کی اجازت دی تھی۔ اُدھر دشمنون نے دیکھا کہ مسلمان اس قدر قریب آگئے ہین کہ لڑائی سے بچنا غیر ممکن ہی۔ لہذا لڑنے پر آمادہ ہوگئے اور خوفناک لڑائی شروع ہوگئی آخر روز تک دونون جانب سے یکسان بہادری ظاہر ہوتی رہی اور زور شور سے لڑائی قائم تھی۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان عیسائیون کو شکست دینے مین کامیاب ہوگئے۔ اُن کا بادشاہ غرقیہ اسی میدان مین مارا گیا۔ اور اُس کے ساتھ اُس کے بہت سے سپہ سالار بھی کام آئے۔ عمر ابن حفصون ابن آریلوس بھی سخت زخمی ہوا اور سارا میدان لاشون سے پٹا ہوا تھا جو عیسائیون کے خون مین تیر رہی تھین۔ یہ مسلمانون کی شاندار فتح اور عیسائیون کا یادر ہنے والا المناک دن سنہ ۲۶۹ھ کے موسم گرما مین واقع ہوا تھا۔ دشمنون کا مال واسباب ہتھیار اور دیگر قیمتی چیزین نہایت کثرت سے تھین۔ اور وہ سب مسلمان سپاہیون کے ہاتھ لگین جو ان نعمتون کو پاکے بہت شکر گذار ہوئے۔

شہزادہ المنذر موسم سرما تک وہین سرحد پر رہا لیکن بادشاہ محمد قرطبہ مین واپس آیا۔ جس شہر اور قصبہ مین اُس کا گذر ہوتا تھا بڑے جوش وخروش اور

اظہار مسرت کے ساتھ اُس کا استقبال کیا جاتا۔ اسی موقع پر بادشاہ محمد نے ایک نظم کہی جو احمد ابن فرج کے مجموعہ "الجنان" مین محفوظ ہو۔ یہ نظم یا تو اسی وقت کہی گئی ہو یا اس سے پہلے کسی اور موقع پر جبکہ بادشاہ کسی مہم سے واپس آرہا تھا اور اُس کے عنفوان شباب کا زمانہ تھا۔ لیکن علی العموم اِسی زمانے کی بتائی جاتی ہو۔ لہذا اسی جگہ وہ درج کی گئی۔

مین موت کے میدان سے آرہا ہون۔
اور موت ہی کے میان مین میری اچھی تلوار رہا کرتی ہو۔
لیکن او شمشیرِ عشق! تو مجھے آرام نہین لینے دیتی!
تو میرے دل کو برابر زخمی کر رہی ہو۔
اور اُس پر تیری بے رحمیان ہمیشہ تازہ ہوتی رہتی ہین۔
حالانکہ اس کے برعکس میرا یہ خیال تھا کہ رنج و تکلیف زیادہ نہین بڑھ سکتے۔
لیکن۔ او محبوبہ۔ جو جو مین تجھ سے قریب ہوتا جاتا ہون۔
میرے سینے مین آتش شوق اور زیادہ تیزی کے ساتھ مشتعل ہوتی جاتی ہو۔
مین اپنے خیمے کی طرف جاتا ہون۔
اور لڑائی کی فکرون کے کانٹون کو الگ پھینک دیتا ہون۔
لیکن تیرے عشق کی فکرین فولاد سے زیادہ سخت اور تیز ہین۔
قرطبہ! اے میرے روشن وطن! مین تیرے نزدیک پہونچتا ہون؟
یا تو میرے قدمون سے دور ہٹا جاتا ہو؟
تیرے برج جن کی زیارت کا ہر شخص مشتاق ہو
اپنی چوٹیان اُن آنکھون کو نہین دکھلاتے
جو اُن کے شوق مین ہر طرف آفاق فلک مین

اپنی نظرین دوڑا رہی ہین۔
اور ابر ! جو آفتاب کے چہرے کی نقاب بنا ہوا ہی۔
رحمت کے ساتھ اُن آرام رسان درختون پر اتر
جو میرے قصر پر سایہ کیے ہوے ہین۔ اور اُن مرغزارون پر بھی
جو میرے سراپا ناز رِصافہ کے کنارے کنارے پھیلے ہوئے ہین
اُنھین روشن اور سرسبز و شاداب بنا دے
جس طرح کہ مین نے دشمنون کے خون سے
اُن میدانون کو رنگ کے خوبصورت بنا دیا ہی
جہان سے خوشی کے ساتھ میرے قدم واپس آ رہے ہین
بے شک۔ جنگ کی آب و ہوا نے مجھے بیمار ڈال دیا ہی۔
لہذا مین اُسے خوشی کے ساتھ چھوڑتا ہون۔
رات کی شرم آلود زرد پیشانی پر
میرے نیزے ستارون سے زیادہ روشن ہو کر چمکتے ہین۔
اپنے لاکھون جنگجو بہادرون کے لیے مین جو اُن کا آقا ہون
ایک مضبوط ڈھال ہون۔
ہان ہان مین ہی انھین میدان جنگ مین لے گیا
اور میری موجودگی نے اُن کے تیرون کی بوچھاڑ مین

عہ رصافہ ایک قسم کا گھاٹ یا پشتہ تھا جس پر تاجر اپنا مال تجارت کشتیون سے اُتارتے تھے۔ لیکن یہان فقط سیر کرنے کے مقام سے مراد لی گئی ہی۔ یہ خوشنما پشتہ جس پر تاجر اپنا تجارت کا سامان کشتیون پر سے اُتار کے رکھتے تھے قرطبہ والون کے لیے دریاے وادی الکبیر کے کنارے کنارے تفریح گاہ کا بھی کام دیتا تھا جس پر وہ چہل قدمی کیا کرتے تھے۔ (ترجمۂ انگریزی)

خاص قوت پیدا کردی۔

اور ان کی شریفانہ بہادری مین
ایک تازہ جوش پیدا ہوگیا۔

ستاونوان باب

شہزادہ المنذر کی ولیعہدی کا اعلان اور بادشاہ محمد کا انتقال

ایبار کا میدان فتح کر کے جس دن بادشاہ محمد قرطبہ مین داخل ہوا ہے ایک عام خوشی کا دن تھا۔ سب لوگون نے شہر سے نکل کے اُس کا استقبال کیا۔ بادشاہ نے اُن شہسوارون کا شکریہ ادا کیا جو اس کے ہمراہ رکاب میدان جنگ مین گئے تھے۔ اُنھین قیمتی گھوڑے دیے تلوارین عطا کین اور خلعتون سے سرفراز کیا۔ اس کے بعد سرحد پر امن قائم ہوگیا۔ اور سرکش مطیع بنا لیے گئے۔ لہذا شہزادہ المنذر برسات کے موسم کو شروع ہوتے دیکھ کے قرطبہ مین واپس آیا۔ لیکن راستہ مین اس نے مشرقی اسپین کے مختلف شہرون سے جن کی وفاداری مین اُسے شبہہ تھا چند کفیل لے کے اپنے ساتھ لے لیے۔

بڑی بڑی اہم خدمتون کے انجام دینے کی وجہ سے تمام لوگ شاہزادۂ المنذر کو ریاست کا ایک رکن اعظم تصور کرنے لگے تھے۔ لہذا بادشاہ محمد نے حکم دیا کہ مختلف صوبجات کے والی قرطبہ مین جمع ہون۔ اور جب وہ جمع ہوگئے تو اُنکی اور وزیرون قاضیون۔ دربار کے حاجبون اور اعزاے شاہی کے سامنے اُس نے شہزادہ المنذر کو اسی وقت سے شریک سلطنت بنا لیا۔ اور اسے اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ وزرا و مشیران سلطنت جو موجود تھے سب نے بلا استثنا و امتیاز اور بغیر کسی قسم کے پس و پیش کے شہزادے کے سامنے اطاعت و فرمان برداری کی قسم کھائی۔ یہ واقع

سنہ ۲۷۰ھ کا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اسی زمانے مین عمر ابن حفصون اُن زخمون کی وجہ سے جو میدان جنگ مین آئے تھے مرگیا اور اُس کے لڑکے قلیب ابن حفصون نے فرانس کے پہاڑی عیسائیون سے اُس عہد نامے کی تجدید کی جو اُس کے باپ سے ہو چکا تھا۔ اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ اُن مین انتقام کا جوش پیدا ہوا اور باغی قلیب اور اس کے طرفدارون کے ساتھ اُن پہاڑون سے جو یاقہ کے عقب مین واقع ہین جہان ابن حفصون نے ہمیشہ پناہ لی تھی۔ اُتر کے بورجہ کے علاقے مین آئے جہان سے دریاے عبرو کے سواحل تک اُنھون نے حملے شروع کر دیے اور باغی سردار قلیب ابن حفصون کو اس ملک کا بادشاہ بنانے لگے۔

ان واقعات کی اطلاع قرطبہ مین پہونچی تو شہزادہ المنذر فوراً طلیطلہ کے اس رسالے کا سپہ سالار بنا جسے اُس کے سردار ولید ابن عبد الحمید نے جمع کیا تھا اور مقام بغاوت کی طرف کوچ کر دیا۔ شہزادہ نے بلنیہ کا راستہ اختیار کیا کیونکہ باغی اول سے آخر تک دریاے عبرو کے کنارون پر پھیل گئے تھے۔ لیکن جیسے ہی باغیون نے یہ سنا کہ شہزادہ المنذر ہمارے مقابلے کے لیے آرہا ہے تو فوراً پہاڑون مین واپس چلے گئے۔

شہزادہ المنذر نے طرطوسہ مین پہونچ کے قیام کیا اور اپنے والی عبد الحمید کو حکم دیا کہ دشمنون کی نقل و حرکت کی دیکھ بھال کرنے کے لیے سرحد تک چکر لگا آئے لہذا اس سال ولید ابن عبد الحمید کئی لڑائیان لڑا۔ مگر ان مین سے کوئی بھی زیادہ اہمیت نہین رکھتی تھی۔ دوسرے سال اسے دشمنون پر کسی قدر غلبہ حاصل ہو گیا اور اُس نے صخرہ اور شنتقہ اور دیگر قلعجات پر قبضہ کر لیا جو ان ندیون کے کنارے واقع تھے جو دریاے عبرو مین گرتی ہین۔ آخر کار حصن شریف کے راستے مین اُس نے

عیسائیون کے ایک لشکر کو شکست دی جو کوہسار فرانس کے بعض اُمرا کے زیر کمان تھا جو ابن حفصون کے طرفدار تھے۔ شکست دینے کے بعد عبدالحمید نے بے احتیاطی سے بھاگنے والے دشمنون کا تعاقب کیا۔ اور جاتے جاتے ایک ایسی کمین گاہ مین پھنس گیا جسے عیسائیون نے اسی غرض کے لیے تیار کر رکھا تھا۔

مسلمان فوج پہاڑون کی ایک تنگ گھاٹی مین سب طرف سے گھر گئی ۔ اور کسی طرف سے نکلنے کا راستہ نہ ملا۔ آخر والی وَلید ابن عبدالحمید بے یار و مددگار زخمی ہو کے میدان جنگ مین گرا۔ اور دشمنون نے اسے اسیر کر لیا۔ لیکن دشمنون کے سردار چونکہ مدت سے اُس کی بہادری اور اُس کے ستودہ صفات کو سنتے رہے تھے جن باتون کی وجہ سے سرحد کے تمام لوگ اُس کی قدر و منزلت کرتے تھے لہٰذا اس کے لیے عیسائی جراح مقرر ہوئے کہ اُس کے زخمون کو باندھین۔ اور اُن کا سپہ سالار اُس کے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتا تھا۔ عبدالحمید کی باقی ماندہ فوج نے سرحد کے شہرون مین پناہ لی۔ لیکن وہان کے بہت سے مسلمان عیسائیون کے ہاتھ مین قید ہو گئے۔

اس تباہی کی خبر سن کے شہزادۂ المنذر کو بڑا صدمہ ہوا جسے اپنے اتنے ایک بہادر سردارون اور شہسوارون کے ضایع ہو جانے کا بہت رنج ہوا۔ اُس نے فوراً قاصد بھیج کے عبدالحمید کا زر فدیہ طے کیا اور ایک بڑی بھاری رقم سونے کے ڈوبلون مین ادا کی۔ کیونکہ فرانس کے پہاڑون مین اس سپہ سالار کی بڑی شہرت تھی ۔ یہ شکست سنہ ۲۷۲ھ کے آخر مین واقع ہوئی۔

بڑے بڑے نہایت اہم واقعات بھی اور وہ بھی جو ناقابل بیان ہوتے ہین یعنی ایک بڑے پہاڑ کے پھٹ پڑنے سے لے کے درخت کے ایک پتے کے گرنے تک سب خدا کی مرضی کے مطابق اسی طرح پیش آتے ہین جس طرح کہ کاتب ازل نے

لوح محفوظ مین لکھ دیا ہی- علی ہذا القیاس یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ بادشاہ محمد ایک دن توانا و تندرست اپنے قصر کے باغون مین وزیرون اور اہل دربار کے ساتھ ٹہل رہا تھا کہ والی جیان ہشام ابن عبدالعزیز ابن خالد نے جو بادشاہ کو سب سے زیادہ عزیز تھا عرض کیا“ بادشاہون کی قسمتین بھی کیسی اچھی ہوتی ہین- دنیا کا اصلی لطف انھین کے لیے ہی- باقی اور سب آدمیون کیلیے زندگی مین محض چند وقتی خوشیان ہوا کرتی ہین- بادشاہون کے باغ کس قدر خوبصورت ہوتے ہین؟ اُن کے قصر و ایوان کیسے خوشنما و عالی شان اور ہر قسم کے تکلفات سے آراستہ ہین- لیکن جب وہ مدت پوری ہو جاتی ہی جو قلم قدرت نے انکے لیے لکھدی ہی- تو موت اپنی رسی کا سرا کھینچ لیتی ہی- اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اسی طرح اپنی زندگی ختم کرتا ہی جس طرح ایک محنت کرنے والا کاشتکار جس نے ایک جھوپڑی مین زندگی بسر کی ہی“

اس کے جواب مین شاہ محمد نے کہا“ بے شک بادشاہون کی زندگی کا راستہ بظاہر پھولون سے آراستہ اور اُن کی خوشبو سے مہکتا نظر آتا ہی لیکن اصل حقیقت یہ ہی کہ وہ پھول گلاب کے پھول ہین جن مین نہایت تیز کانٹے موجود رہتے ہین- ساری خلقت کی موت خدا کے ہاتھ مین ہی- موت ہی سے اچھے آدمی کے لیے ناقابل بیان خوشی کا آغاز ہوتا ہی اور اگر موت نہ ہوتی تو مین اس وقت ہسپانیہ کا بادشاہ نہ ہوتا“

یہ کہہ کے بادشاہ محمد اپنے کمرے مین گیا- اور کپڑے اُتار کے سو رہا- لیکن اسی نیند مین اُس پر وہ نیند طاری ہو گئی جس سے انسان پھر کبھی نہین جاگتا- وہ نیند جس سے تمام دنیوی مسرتین غائب ہو جاتی ہین- اور جو انسانی فکرون اور امیدون کا خاتمہ کر دیا کرتی ہی- یہ واقعہ ۲۹- شہر صفر ۲۷۳ھ کو یکشنبہ کے دن مغرب کے وقت پیش آیا-

بادشاہ محمد کی عمر اس وقت پینسٹھ برس کی تھی- اور چونتیس سال گیارہ مہینے اُسنے حکومت کی تھی- مختلف بیویون سے اس کے ایک سو لڑکے پیدا ہوئے- لیکن اُن مین سے فقط تینتیس اس کے بعد زندہ رہے- بادشاہ محمد نہایت ہی راستباز شخص تھا-

اور عقلمند لوگون کو دوست رکھتا تھا۔ اسے عالمون اور حفاظ حدیث سے باتین کرنے مین جو تاریخی واقعات اور احادیث سنایا کرتے بڑا لطف آتا تھا۔ علامۂ فقیہ باقی بن خالد المکنی بہ ابو عبدالرحمن پہ یہ بادشاہ بہت ہی مہربان تھا اور اسی نے انھین دشمنون کے ہاتھ سے بچایا جبکہ علماے جامع قرطبہ نے مسائل اصول دین مین اُن سے اختلاف کیا تھا۔ عہدہ دارون اور سرکاری افسرون کے تقرر مین کہا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ خالص عربی النسل لوگون پر اہل شام کو ترجیح دیتا تھا۔ بادشاہ محمد کا معتمد علیہ خاص اُس کا بیٹا عبدالملک تھا۔

بادشاہ محمد ابن عبدالرحمن بہت سی باتون مین خلیفہ عبدالملک بن مروان کے مشابہ تھا۔ فقط اس کی شکل وصورت ہی اس کے مشابہ نہ تھی اُس کا مزاج بھی بالکل اُسی کا سا تھا۔ وہ بڑی آسانی سے شعر موزون کرتا تھا۔ اور اُس نے بہت سی اچھی نظمین کہی ہین۔ قرطبہ مین اُس نے کئی مفید کام کیے۔ شاندار حمام بنوائے۔ اور گھوڑون اور مویشیون کے پانی پینے کے لیے وسیع حوض قائم کیے۔ سکہ مین اس نے کوئی تغیر و تبدل نہین کیا۔ بلکہ اُسے ویسا ہی رہنے دیا جیسا اس کے باپ کے زمانے مین تھا۔ قرطبہ کے تمام باشندون نے قبر تک اس کے جنازے کی مشایعت کی اور نماز جنازہ اسکے بیٹے المنذر نے پڑھائی۔ اگرچہ باپ کے انتقال کے وقت وہ المیریا کے حمام مین تھا لیکن اس سانحے کی خبر پاتے ہی روانہ ہوا۔ اور وقت پر پہونچ کے اپنا یہ فرض ادا کیا۔ اور جنازے کے ساتھ قبر تک گیا۔

دلگداز!

مولنا شرر کا مشہور ادبی و تاریخی رسالہ جس نے زبان اردو کے علمی خزانے کو اعلیٰ لٹریچر سے بھر دیا۔ خریداروں کو ایک سال خریدار رہنے کے بعد اگر وہ دوسرے برس بھی خریدار رہیں تو مولنا ممدوح کا ایک نیا ناول مفت نذر کیا جاتا ہے اور وہی سال مابعد کے چندے اور محصول ڈاک پر وی پی روانہ ہوتا ہے دلگداز کا وی۔ پی عہ/ کا اور ناول کا وی۔ پی اُسکا محصول بڑھا کے عہ/ کا بھیجا جاتا ہے۔ ناول کی قیمت اور ضخامت اتنی ہوتی ہے کہ رسالہ خریدار کو قریب قریب مفت پڑ جاتا ہے۔ نمونہ کے واسطے دو آنہ (۲/) کا ٹکٹ آنا چاہیے۔ مینیجر دلگداز

دل افروز!

ناولوں کے شائق خصوصاً مولنا شرر کے ناولوں کے شیدا اس رسالے کو ضرور خرید فرمائیں جس میں ہمیشہ دو نئے ناولوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے مجموعی صفحات ٹائٹل کے علاوہ بتیس ۳۲ ہوتے ہیں۔ ایک ناول مولنا کا طبع زاد ہوتا ہے اور دوسرا انگریزی کے کسی ناول کا ترجمہ۔ سالانہ چندہ مع محصول ڈاک عہ/ ہر سال اپریل سے دل افروز کا سال شروع ہوتا ہے اور اپریل کا پرچہ (عہ/) پر وی پی بھیج کے سالانہ چندہ وصول کر لیا جاتا ہے نمونہ کے لیے صرف ۲/

مینیجر دلگداز و دل افروز

مورخ

اعلیٰ لٹریچر اور خالص تاریخ کا ایک ماہانہ رسالہ جس میں مختلف مضامین نہیں مکمل تاریخیں سلسلہ وار شائع ہوتی ہیں اور ایسا انتظام کر دیا گیا ہے کہ چند روز کے اندر آپ کی زبان میں تمام قوموں اور ملکوں کی مبسوط اور ضخیم اور مفصل و واضح تاریخیں پیدا ہو جائیں گی۔

فی الحال مورخ میں مولنا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی مشہور تاریخ "ارض مقدس" کے ۴۸ صفحے ہوتے ہیں اور اس کے بعد ۳۲ صفحوں پر کانڈی کی مشہور تاریخ "دولت ہسپانیۂ عرب" کا ترجمہ۔ پورا رسالہ پانچ جز یعنی ۸۰ صفحوں پر ہوتا ہے۔ مورخ کا سالانہ چندہ پانچ روپیہ رکھا گیا ہے۔ اور محصول ڈاک ۶/ آنے۔ عہ/ رسالانہ پر مورخ جاری کر دیا جائیگا نمونے کے لیے ۸/ مرحمت ہوں۔ ہمیں حامیان زبان اردو اور مولنا شرر کے لٹریچر کے قدردانوں سے امید ہے کہ اس رسالے کی ضرور مربی گری کریں گے۔ اس کا خریدنا زبان اردو کی بھی خدمت ہے۔ توجہ فرمائیے۔ قدردانی کیجیے۔ اور خود اپنی اور اپنی زبان کی خدمت کیجیے۔

المشتہر

محمد صدیق حسن سب ایڈیٹر دلگداز و ایڈیٹر مورخ کٹرہ بزن بیگ خان لکھنؤ

تصانیف مولنا محمد عبد الحلیم صاحب شرر

تاریخ اور سوانح عمریان

(۱) جنید بغدادی ۔ حضرت جنید کے حالات ۔ ۵ر
(۲) ابوبکر شبلی ۔ حضرت شبلی کے حالات ۔ عہ
(۳) تاریخ سندھ ۔ عرب کے فتوحات سندھ کی محققانہ تاریخ جلد اول عہ جلد دوم ۔ عہ
(۴) عصر قدیم ۔ اقوام سلف کی نہایت واضح تاریخ عہ
(۵) تاریخ یہود ۔ بلند ترین اور مستند تاریخ یہود ۔ عہ
(۶) حروب صلیبیہ ۔ انگریزی سے ترجمہ اور عربی سے تحشی ۔ ۱ر
(۷) افسانۂ قیس ۔ مجنون عامری کے حالات ۔ ۳ر
(۸) قرۃ العین ۔ ۲ر
(۹) حسن بن صباح ۔ باطنیہ اسماعیلیہ کے بانی اور مذہبی کے خوفناک اصلیت (لائبریری ایڈیشن نمبر۳) ۶ر
(۱۰) سکینہ بنت حسین ۔ جناب سکینہ کے حالات زندگی ۔ ۶ر
(۱۱) خواجہ معین الدین چشتی ۔ ۶ر
(۱۲) ملکۂ زنوبیہ ۔ سلف کی ایک عربی شہزادی ملکہ ۔ ۳ر

ناول

(۱۳) فلورا فلورنڈا ۔ اندلس مین سلطنت عرب ۔ عہ
(۱۴) فلپانا ۔ عہد صحابہ کا ایک سچا واقعہ ۔ عہ
(۱۵) آغا صادق کی شادی ۔ ۱۰ر
(۱۶) رومتہ الکبری ۔ روم پر گاتھ لوگون کا حملہ ۔ عہ
(۱۷) زوال بغداد ۔ دولت عباسیہ کا استیصال عہ
(۱۸) ماہ ملک ۔ غوریون کا عروج ۔ ۶ر
(۱۹) یوسف نجمہ ۔ کامل جگ بیتی نہین آپ بیتی ۔ عہ
(۲۰) فتح اندلس ۔ اسپین پر عربون کا حملہ ۔ ۶ر
(۲۱) فردوس بریں ۔ بیتے جی جنت کی سیر ۔ ۸ر
(۲۲) غیب دان دولھن ۔ بی بی کی حیرت انگیز غیب دانی عہ
(۲۳) حسن کا ڈاکو ۔ حرام پور کے نواب کی سرگزشت حصۂ اول ۱۲ر حصۂ دوم ۱۲ر
(۲۴) اسرار دربار حرام پور ۔ حرام پور کے نواب کے اور حالات نمبر (۱) ۵ر نمبر (۲) ۵ر
(۲۵) خوفناک محبت ۔ ہندوستانی شریف زادیون کی اور پاکدامنی و جہالت کی اس سے اچھی تصویر نہین ہو سکتی ہے عہ
(۲۶) الفانسو ۔ ایک سچا عاشقانہ تاریخی ناول ۔ ۱۲ر
(۲۷) مفتوح فاتح ۔ ایک نہایت دلچسپ تاریخی ناول ۔ عہ
(۲۸) بابک خرمی ۔ سلطنت عباسیہ کے زمانے کا ایک تاریخی واقعہ ۱۲ر
(۲۹) جویاے حق ۔ اس ناول کا پڑھنا اور پڑھانا ثواب ہے ۔ عہ

متفرق

(۳۰) الحکم الرفاعیہ ۔ معرفت مین سید احمد رفاعی کے ایک پرمغز رسالے کا ترجمہ ۔ ۳ر
(۳۱) سر سید کی دنیا برکتین ۔ ۲ر

دلگداز کی مکمل جلدین		دلگداز کی نامکمل جلدین
۳۲ جلد سنہ ۱۹۰۷ء عہ	۳۶ جلد سنہ ۱۹۱۲ء عہ	۴۰ جلد سنہ ۱۹۱۶ء ۱۲ر
۳۳ جلد سنہ ۱۹۰۸ء عہ	۳۷ جلد سنہ ۱۹۱۴ء عہ	۴۱ جلد سنہ ۱۹۱۱ء ۱۲ر
۳۴ جلد سنہ ۱۹۰۹ء عہ	۳۸ جلد سنہ ۱۹۱۵ء عہ	۴۲ جلد سنہ ۱۹۱۳ء ۱۲ر
۳۵ جلد سنہ ۱۹۱۰ء عہ	۳۹ جلد سنہ ۱۹۱۶ء عہ	

متفرق مطبوعات دلگداز پریس

معاشرت ۔ انگریزی کی گلستان سر جان لیبک کی مشہور کتاب "پلیزر آف لائف" کا ترجمہ ۶ر
یادداشت عمل ۔ ایک نہایت ہی دلچسپ ناول موسوم "یہ کینتھ" کا ترجمہ جو اول فردوس مین شائع ہوا ۔ حصۂ اول عہ حصۂ دوم عہ
اتالیق بی بی ۔ میان بی بی کی مزے دار گفتگو ۔ ۸ر
رفع النقاب ۔ مروجہ پردہ کے خلاف ایک مدلل رسالہ ۔ ۲ر

مشتہر حکیم محمد سراج الحق منیجر دلگداز کیٹرہ بزن بیگ خان ۔ لکھنؤ

ش - د

۴۹۷۶۹۵

297

اخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔